دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم - یہ نہایت سچا مقولہ ہی کہ وہ قوم نہایت بدنصیب ہے جو اپنے بزرگون کے اون کامون کو جو یاد رکھنے کے قابل ہین بھلا دے یا اونکو نہ جانے - بزرگون کے قابل یادگار کامون کو یاد رکھنا اچھا اور بُرا دونون طرح کا پھل دیتا ہے - اگر خود کچھ نہون اور نہ کچھ کرین اور صرف بزرگون کے کامون پر شیخی کیا کرین تو استخوان جدفروش کے سوا کچھ نہین اور اگر اپنے مین بھی ویسا ہونیکا چسکا ہو پھر تو وہ امرت ہے - مگر ہم وہ کرین یا یہ کرین یہ تو پچھلی بات ہے - پہلے ہمکو یہ دیکھنا ہی کہ وہ دلچسپ حالات اور پُر فخر واقعات ہمکو ملین کہان سے - ہماری تاریخین اوس زمانہ کی لکھی ہوئی ہین جسمین زمانہ نے تاریخ نویسی کے فن کو پوری طرح پر ترقی نہین دی

تھی اسلئے ہمارے بزرگون کے کامون کے گوہر آبدار کہین کھرے پڑے ہوئے ہین اور کہین کوڑے کرکٹ مین رُلے ملے ہین - ایک نہایت لائق شخص کا کام ہے جو اونکو چُننے اور لڑی مین پروکر سجاوے -

ہمکو نہایت خوشی ہے کہ ہمارے دوست مخدوم اور ہمارے مدرسۃ العلوم کے پروفیسر **مولانا مولوی محمد شبلی نعمانی** نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا ہی اور ایک سلسلہ ہیروز آف اسلام کا لکہنا چاہا ہی - اوسی سلسلہ مین کی ایک یہ کتاب ہی جو "**المامون**" کے نام سے موسوم ہے - اونہون نے خلفاے بنی عباس مین سے مامون الرشید ابن ہارون الرشید کو عباسی خلفا کا ہیرو قرار دیا ہے اور اوسکے تمام کارنامے اچھے یا برے نہایت خوبی اور بے انتہا خوش اسلوبی سے اوسمین لکھے ہین -

تاریخانہ واقعات لکھنے چندان مشکل نہ تھے مگر وہ باتین جنکے لکھنے کا اوس زمانہ کے مورخون کو بہت کم خیال تھا یا اونکی قدر نہین کرتے تھے اور اس زمانہ مین اونہین کی تلاش اور اونہین کی قدر کیجاتی ہے تلاش کرنی نہایت مشکل تھی مولانا نے اسمین پوری یا جہانتک ممکن تھی کامیابی حاصل کی ہی -

پہلے حصۃ مین اونہون نے تاریخانہ واقعات لکھے ہین اور نہایت خوبی اور اختصار سے دکھایا ہے کہ خلافت کا سلسلہ کیونکر اور کیون خاندان بنی امیہ کو برباد کرکے عباسی خاندان مین پہونچا اور کیا اسباب جمع ہوئے جس سے امین اوسکا بھائی محروم اور مقتول اور خود مامون تمام مملکت اسلامی کا مالک الملک لاشریک لہ بنگیا -

جابجا واقعات دلچسپ سے بھی اِس حصّہ کو آراستہ کیا ہی جسکے سبب سے یہ سوکھا اور پھیکا تاریخانہ حصّہ نہایت دلچسپ ہوگیا ہے۔

دوسرے حصّہ مین انتظام سلطنت۔ آمدنی مملکت۔ فوجی انتظام۔ عدالت اور اوسکی جزئیات کو جہان جہان سے ملے چُن چُنکر ایک جگہہ جمع کیا ہے اور مامون کی خصلت اور اوسکے سوشل حالت اوسکی پرایوٹ زندگی اوسکے مشغلون اور اوسکی مجلسون کا ذکر کیا ہے اور اوس زمانہ کی زندگی اور طرزِ معاشرت کا نقشہ کھینچدیا ہے۔ یہ حصّہ نہایت ہی دلچسپ ہے۔ شان اور عظمت اور جلالِ خلافت کے ساتھ ایسی ایسی سادہ اور بے تکلف باتون سے بھرا ہوا ہے کہ اِس سے اُسکو اور اوس سے اسکو رونق ہوتی ہے۔

اِس حصّہ مین لطائف وظرائف کے ساتھ علمی اور خصوصاً علم ادب کے ایسے ایسے نکتے مذکور ہین جو ادیب کے لیئے سرمایۂ ادب اور ظریف کے لیئے سرمایۂ ظرافت ہین۔

اسقدر جزئیات کو تلاش کرنا اور نظم اسلوب سے ایک جگہہ جمع کرنا کچھ آسان کام نہ تھا مصنف نے کوئی بات ایسی نہین لکھی جسکا حوالہ کسی معتبر ماخذ سے ندیا ہو۔ ہر ایک جزوی بات پر بھی اوس کتاب کا جس سے وہ بات لیگئی حوالہ دیا ہے اوسکے حاشیون پر جسقدر کتابون کے حوالے ہین اونکو دیکھکر اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے مین کسقدر جانکاہی ہوئی ہوگی اور مصنف کو کتنے ہزار ورق تاریخون کے اوٹنے پڑے ہونگے۔ اور اسی کے ساتھ جب یہ خیال کیا جاوے کہ مصنف نے

اون جزئیات کو ایسی کتابون سے تلاش کر کے نکالا ہی جنکی نسبت خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ اون مین ماسون کے حالات ہونگے تو اوس محنت کی وقعت و قدر اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

یہ کتاب اُردو زبان مین لکھی گئی ہے اور ایسی صاف و شستہ اور برجستہ عبارت ہے کہ دلی والون کو بھی اوسپر رشک آتا ہوگا۔

اُردو زبان نے بہت کچھ ترقی کی ہے مگر اس بات کا بہت کم لحاظ رکھا گیا ہے کہ ہر فن کے لئے زبان کا طرز بیان جداگانہ ہے۔ تاریخ کی کتابون مین خیالی (قصہ) اور ناول مین تاریخانہ طرز گو کیسی ہی فصاحت اور بلاغت سے برتا گیا ہے دونون کو برباد کرتا ہے۔

لارڈ مکالی جو انگریزی زبان کا بے نظیر ادیب ہے اوسکے تاریخانہ ایسے باعتبار فصاحت و بلاغت کے اپنا نظیر نہین رکھتے مگر ایشیائی اور شاعرانہ طرز ادا سے تاریخانہ اصلیت کو بہت کچھ نقصان پہونچانے والے ہین۔

ہمارے لائق مصنف نے اوسکا بہت کچھ خیال رکھا ہے اور باوجود تاریخانہ مضمون ہونے کے ایسی خوبی سے اوسکو ادا کیا ہے کہ عبارت بھی فصیح اور دلچسپ ہے اور تاریخانہ اصلیت بدستور اپنی اصلی صورت پر موجود ہے۔ جو خوبصورت ہے خوبصورت ہے۔ جو بھونڈی ہے بھونڈی ہے۔ نہ خوبصورتی کو زیادہ خوبصورت بنایا ہے نہ بھونڈے پنے کو زیادہ بھونڈا اور در حقیقت یہی کمال تاریخ نویسی ہے۔

اس کتاب کا حق تصنیف مصنف نے اپنی فیاضی اور قومی ہمدردی سے مدرسۃ العلوم علیگڈہ کو عطا کیا ہے -

پہلا ایڈیشن اس کتاب کا اسی سال مین کمیٹی مدرسۃ العلوم نے کمیٹی کے فائدے کے لئے چھاپا اور سب فروخت ہوگیا اور لوگون کی طلب باقی رہی مینے کمیٹی کیطرف سے اوسکے فائدہ کے لئے دوسرے ایڈیشن کے نکالنے کا ارادہ کیا اور اوسکے لئے یہ دیباچہ لکہا -

نہایت [illegible] جنکو مصنف کا دوبارہ شکر ادا کرنا پڑا کہ اونہون نے مہربانی سے پہلے ایڈیشن سادہ [illegible] کی اور بعض نہایت مفید اور ضروری مضامین اوسمین اضافہ کئے اور حکمائے عہد مامون مین بالتخصیص نہایت مفید اضافہ کیا - مجھکو امید ہے کہ یہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے بھی زیادہ مطبوع طبع ہوگا -

سید احمد خان

سکرٹری کمیٹی مدرسۃ العلوم علیگڈھ

۱۲ - اکتوبر ۱۸۸۹ عیسوی

لمؤلفہ

دستان سراے محفلِ دوشینہ ایم ما ازما فسانہاے کہن میتوان شنید

رائل ہیروز آف اسلام

یعنی

نامور فرمانروایان اسلام

کا

پہلا حصّہ

المامون

اِس کتاب کے ۲ دو حصّے ہین- پہلے حصّے مین- تمہید- ترتیب خلافت- مامون الرّشید کی ولادت تعلیم و تربیت ولیعہدی- تخت نشینی- خانہ جنگیان- فتوحاتِ ملکی اور وفات کے حالات ہین دوسرے حصّے مین اُن مراتب کی تفصیل ہے جنسے اُس عہد کے ملکی حالات اور مامون الرشید کے تمام اخلاق و عادات کا اندازہ ہوسکتا ہے نیز اُن تمام کارنامون کی تفصیل ہے جنکی وجہ سے مامون الرشید کا عہد عموماً شاہان عالم کے عہد سے علمی حیثیت مین ممتاز تسلیم کیا گیا ہے مرتبہ

شبلی نعمانی

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

طبع چہارم سنہ ۱۸۹۲ء

یافتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ کے انقلاب سے مسلمانونکی قومی خاصیتین گو بہت کچھ بدل گئین اور بدلتی جاتی ہین - تاہم اپنی قومی تاریخ کے ساتھ جو دلچسپی اور شغف اونکو پہلے تھا - اب بھی ہے - جسطرح قومی روایتون کے محفوظ رکھنے مین وہ ہمیشہ نامآور رہے ہین - آج بھی گذشتہ تاریخ کی طرف اونکو وہ جوشِ التفات ہے کہ اوس سے زیادہ نہین ہوسکتا - فرق ہے تو یہ ہے کہ اب سے سو برس پہلے جو زبانین - ہماری مُلکی اور قومی زبانین تھین اونہین - زمانہ کے امتداد اور اسلامی حوصلہ مندیون نے - قومی تاریخ کے لئے انتہا ذخیرے مہیّا کردیئے تھے - جسکا یہ اثر تھا کہ - افسانون کیطرح یہ روایتین عام لوگون پھیل گئین تھین اور قصہ طلب حوالے اِس کثرت سے ان زبانون مین داخل

ہو گئے تھے کہ ہمارے لٹریچر کا ہر جملہ - گویا قومی تاریخ کا ایک مختصر سا متن تھا لیکن آج جو زبان (اُردو) ہماری عام ضرورتون کی کفیل ہے اُسکے خزانہ مین قومی تاریخ کا جسقدر سرمایہ ہے ضرورت سے بہت کم ہے - ہندوستان کی بہت سی تاریخین لکھی گئین اور مغلیہ و تیموریہ کے کارنامے بڑی آب و تاب سے دکھائے گئے - لیکن یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کی مجموعی تاریخ بھی ہماری قومی تاریخ کا ایک بہت چھوٹا حصّہ ہے - اسلام کو تیرہ ۱۳ سو برس سے کچھ اوپر ہوئے - اِس وسیع مدّت مین اوسکی فتوحات کہان کہان پہونچین - کس کس کو اوسنے تاج و تخت دیا - کتنی سلطنتین قایم کین - کبھی بنوامیہ کو عروج ہوا - کبھی عباسیہ کا ستارہ چمکا - آج دیلم نے تاج حکومت سر پر رکھا - کل سلجوق کا عَلَم اقبال بلند ہوا - کبھی ایوبیہ نے روم و شام کے دفتر اولٹ دیئے - کبھی ملثمین - اوٹھے اور یورپ کو پامال کر آئے - اگرچہ یہ خاندان مختلف ملک اور مختلف نسل سے تھے - لیکن اسلامی اتحاد نے اِن سب کو ایک قوم کہکر پکارا اور انھین کے رزم و بزم کے کارنامے ہماری قومی تاریخ بنگئے - جسکو اُردو زبان مین ہم ڈھونڈنا چاہین تو کہان ڈھونڈھین ؟

اُردو زبان کی یہ کم مایگی کچھ محل تعجب بھی نہین - اُردو - اگرچہ دیکھتے دیکھتے ترقی کے بہت سے زینے طے کر گئی اور قریب ہے کہ وہ ایک علمی زبان کے [illegible] پہونچ جائے - لیکن علما کا گروہ جو عربی زبان اور عربی تصنیفات

کا مالک تھا۔ اور اسوجہ سے تاریخی ذخیرے بھی گویا خاص اوسی کے قبضۂ اختیار مین تھے۔ اوسکی طرف مطلقاً ملتفت نہوا۔ تصنیف و تالیف تو ایکطرف ہمارے علما اس زبان مین خط کتابت کرنا بھی۔ عار سمجھا کیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو کچھ اس تیزی سے بڑھی کہ بہت سے لوگ اور خصوصاً یہ سادہ مزاج گروہ اوسکی رفتارِ ترقی کا اندازہ بھی نکر سکا۔ چونکا تو اوسوقت۔ جب وہ (اردو) ملک کی انشاپردازی اور عام تصنیفات پر پورے اقتدار کے ساتھ قابض ہو چکی تھی اور میرا تو خیال ہے کہ اونمین بہت سے ابتک وہی صحراے عرب اور بہارستان فارس کا خواب دیکھ رہے ہین۔ موجودہ نسلین جنھون نے حال کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ البتّہ اردو کا حق سمجھتے ہین اور اونکی دِلی خواہش ہے کہ اپنی ملکی زبان کو ترقی کے اعلیٰ رتبہ پر پہونچائین۔ اِسیکا اثر ہے کہ ملک مین اُردو انشاپردازی کا ایک عام جوش پھیلگیا ہے اور ہر طرف سے نئی تصنیفات کی صدائین آرہی ہین۔ لیکن چونکہ زمانہ کی پُرپیچ ضرورتون نے اِس نئے گروہ کو بہت کم موقع دیا کہ عربی زبان پر دسترس پا سکے اِسلئے عربی تصنیفات سے وہ فائدہ نہ اوٹھا سکا اور قومی تاریخ کے اصلی خزانے اوسکی آنکھون سے چھپے رہگئے۔ مجبورانہ پُرزور اور ایجاد پسند طبیعتین جو کسیطرح نچلی نہین بیٹھ سکتی تھین۔ تذکرون اور ناولون پر جھکین۔ جس سے اتنا ضرور ہوا کہ اُردو کی وسعت کا ایک قدم اور آگے بڑھا۔ لیکن افسوس اور عبرت کی جگہ

کہ جو زبانِ عربی و فارسی کو ہٹا کر۔ ہماری علمی اور قومی زبان بنی۔ وہ اوسی خاصّہ سے محروم رہگئی۔ جو قایم مقامی کی حیثیت سے اوسکا ذاتی حق تھا یہی ایک چیز ہے جو قومی فیلنگ اور قومی جوش کو زندہ رکھہ سکتی ہے اور اگر یہ نہین تو قوم قوم نہین۔

انھین خیالات کی بنا پر ایک مدت سے میرا ارادہ تھا کہ اسلامی حکومتونکی ایک نہایت مفصّل اور بسیط تاریخ لکھون۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ نہ مین تمام خاندانون کا استقصاء کر سکتا تھا نہ کسی خاص سلسلہ کے انتخاب کی۔ مجکو کوئی وجہ مرجح ملتی تھی۔ آخر مینے یہ فیصلہ کیا کہ رایل ہیروز آف اسلام (یعنی نامور فرمانروایان اسلام) کا ایک سلسلہ لکھون جسکا یہ طرز ہو کہ اسلام مین آجتک خلافت و سلطنت کے جتنے سلسلے قایم ہوئے اونمین سے صرف وہ نامور انتخاب کر لیے جائین۔ جو اپنے طبقہ مین عظمتِ حکومت کے اعتبار سے اپنا ہمسر نہ رکھتے ہون۔ اور اونکے حالات اِس ترتیب اور جامعیت سے لکھے جائین کہ تاریخ کے ساتھ لائف کا مذاق بھی موجود ہو۔ جن خاندانون کو مینے اِس غرض کے لیے انتخاب کیا ہے۔ اونکے یہ نام ہین۔

خاندان یا سلسلہ	ہیرو یعنی وہ نامور جو اپنے خاندان یا سلسلہ مین سب سے ممتاز ہے
خلفاے راشدین	حضرت عمرؓ۔ خلیفہ دوم
امیہ	ولید بن عبد الملک

عباسیہ [3]	مامون الرّشید۔
بنوامیّہ اندلس [4]	عبدالرحمٰن ناصر۔
بنوحمدان [5]	سیف الدولۃ۔
سلجوقیہ [6]	ملک شاہ۔
نوریہ [7]	نورالدین محمود زنگی۔
ایوبیہ [8]	سلطان صلاح الدّین فاتح بیت المقدس۔
موحدین۔اندلس [9]	یعقوب بن یوسف۔
ترکان روم [10]	سلیمان اعظم۔

اِن خاندانون کے سوا اور بھی بہت سے اسلامی خاندان ہین جو تاج وتخت
مالک ہوئے مگر مینے اونکو دانستہ چھوڑ دیا ہے انمین سے بعضون کے
(مثلاً غزنویہ۔مغلیہ۔تیموریہ) تو اسوقت ہماری زبان مین متعدّد قصہ
موجود ہین۔بعض ایسے ہین کہ شانِ حکومت یا وسعتِ سلطنت کے اعتبا
اونکو یہ رتبہ حاصل نہین کہ ہیروز کے معزز دربار مین اونکی
جگہہ خالی کیجائے۔

یہ حصّہ جو مین قوم کے سامنے پیش کر رہا ہون مامون الرشید عہ
کی تاریخ ہے اور اسی مناسبت سے اوسکا نام **المامون** ہے۔اِس
مجھکو بھی افسوس ہے کہ چند مجبوریون کیوجہ سے اِس سلسلہ مین۔ترتی

پابندی نکرسکا- اور خلفاے راشدین و بنوامیّہ کو چھوڑکر پہلے اوس خاندان کو لیا- جو ترتیبًا تیسرے نمبر پر تھا- آیندہ بھی شایدمین ترتیب کی پابندی نکرسکون- لیکن یہ قطعی ارادہ ہے کہ اگر زمانہ نے مساعدت اور عمر نے وفا کی تو اس سلسلے کے کُل حصّے جسطرح ہوسکے گا پورے کرونگا-

مامون الرشید کے تاریخی حالات کے متعلق عربی مین جسقدر مشہور اور مستند تاریخین ہین خوش قسمتی سے اکثر اس حصّہ کی ترتیب کے وقت میرے استعمال مین ہین لیکن مین علانیہ اعتراف کرتا ہون کہ- موجودہ زمانہ مین تاریخ کا فن ترقی کے جس پایہ پر پہونچگیا ہے- اور یورپ کی دقیقہ سنجی نے اوسکے اُصول و فروع پر جو فلسفیانہ نکتے اضافہ کیئے ہین- اوسکے اعتبار سے ہماری قدیم تصنیفات ہمارے مقصد کے لیئے بالکل کافی نہین-

تاریخ کبیر ابوجعفر جریر طبری[1]- مروج الذہب مسعودی[2]- کامل ابن الاثیر جزری-
ابن خلدون- ابوالفداء- دول الاسلام ذہبی- تاریخ الخلفاء سیوطی-
عیون والحدایق- اخبار الدول قرمانی- تاریخ ابن واضح کاتب عباسی-
فتوح البلدان بلاذری[3]- معارف ابن قتیبہ- اعلام الاعلام- النجوم الزاہرہ-

---

[1] یہ نہایت مستند اور ضخیم تاریخ ہے- ابن اثیر و ابن خلدون و ابوالفداء کا اصلی ماخذ یہی کتاب ہے- ۱۷ جلدون مین بمقام لائڈن نہایت اہتمام سے چھاپی گئی ہے- اور ہنوز ناتمام ہے-

[2] تاریخ کامل مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر چھپی ہے- اور نہایت مشہور اور مفید تاریخ ہے-

[3] بلاذری نہایت قدیم مورخ ہے خلیفہ متوکل باللہ عباسی المتوفی سنہ ۲۴۷ کے عہد مین موجود تھا- اوسکی تاریخ لائڈن مین چھپی ہے-

یہ وہ بسوط اور مستند تاریخین ہین - جو اسلامی تاریخون مین ممتاز خیال کیجاتی ہین اور دولتِ عبّاسیہ یا خاص مامون الرشید کے حالات سے آگہی کا ذریعہ انسے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے - لیکن ان تمام تاریخون کو پڑھکر اگر یہ معلوم کرنا چاہو کہ فلان عہد مین - طریق تمدّن اور طرزِ معاشرت کیا تھا - حکومت اور فصل مقدمات کے کیا آئین تھے - خراج ملک کیا تھا - فوجی قوت کسقدر تھی - ملکی عہدے کیا کیا تھے - تو ان باتون مین سے ایک کا پتہ لگنا بھی مشکل ہوگا - خود فرمانروا وقت کے طور وطریقے اور عام اخلاق و عادات - کا اندازہ کرنا چاہو تو وہ جزئی حالات اور مفید تفصیلین نہ ملینگی جنسے اوسکی اخلاقی تصویر ایکبار آنکھون کے سامنے پھر جاے - جن واقعات کو بہت بڑھاکر لکھا ہے اور ہزارون صفحے اوسکی نذر کر دیے ہین - وہ صرف - تخت نشینی - خانہ جنگیان - فتوحاتِ ملکی - اندرونی بغاوتین - عمّال کے عزل و نصب - کے حالات ہین - یہ واقعات بھی کچھ ایسے عامیانہ طریقے پر جمع کر دیے ہین کہ نہ اونمین اسباب و علل کا مرتب سلسلہ معلوم ہوتا ہے - نہ اونسے کسی قسم کے دقیق تاریخی نتیجے مستنبط ہوسکتے ہین -

مثلاً اسی مامون الرشید کے عہد مین بہت سی بغاوتین ہوئین - انکے متعلق جس تاریخ کو اوٹھالو - نہایت تفصیلی حالات ملین گے - لیکن اگر یہ تحقیق کرنا چاہو کہ کس قسم کے اندرونی واقعات نے اِن بغاوتونکو پیدا کیا تھا - اور اونکے نشو ونما کی وہ ابتدائی اور تدریجی رفتار جسپر عوام تو کیا - خواص کی نگاہین بھی

نہ اونھین کب شروع ہو چکی تھی - تو یہ تاریخی دفتر بہت کم مدد دینگے اور تمکو تمام تر اپنے اجتہاد سے کام لینا پڑے گا - تاریخ عالم کا ہر واقعہ - بہت سے مختلف واقعات کے سلسلے مین بندہا ہے - انھین ریشہ دوانیون کا پتہ لگانا اور اونسے فلسفیانہ نکتہ سنجی کے ساتھ تاریخی نتایج کا مستنبط کرنا - یہی چیز ہے جو علم تاریخ کی جان اور روح ہے - اور یورپ کو اس فن کے متعلق جس اختراع و ایجاد پر زیادہ ترناز ہے وہ اسی طلسم کی پردہ کشائی ہے - اس سے میرا یہ مقصد نہین کہ اگلے مصنّفون کی کوششون پر نکتہ چینی کرون - اون لوگون نے جو کچھ کیا موجودہ اور آیندہ نسلین ہمیشہ اوسکی ممنون رہینگی - لیکن زمانہ کا ہر قدم آگے ہے - کون کہہ سکتا ہے کہ ترقی کی جو حد کل مقرر ہو چکی تھی - آج بھی قایم رہیگی !

اسکے علاوہ - یہ ایک بدیہی بات ہے کہ ہر زمانہ کا مذاق مختلف ہی - جن باتونکو قُدما نے اس خیال سے نظر انداز کر دیا کہ یہ جزوی اور عام معمولی باتین تصنیف کی متانت کے شایان نہین - آج اونھین کی تلاش ہے کہ اوس عہد کی عام معاشرت - اور طرز زندگی کا اونسے اندازہ کیا جائے - اسی ضرورت سے مینے اس کتاب کے دو حصّے کیے - پہلے حصّے مین وہی معمولی واقعات ہین - جو عموماً تاریخون مین مل سکتے ہین - یعنی " مامون کی ولادت ولیعہدی - تخت نشینی - خانہ جنگیان - بغاوتین - فتوحات ملکی - وفات -

دوسرے حصّہ مین اُن مراتب کی تفصیل ہے جنسے مامون کے پولیٹکل انتظامات اور سوشل حالات کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اس خاص حصّہ کی ترتیب کے وقت۔ واقعات کی تلاش و جستجو مین۔ مین خاص تاریخی تصنیفات کا پابند نہ تھا۔ تراجم۔ طبقات۔ مقامی جغرافیے۔ سفرنامے۔ نقشجات۔ غرض جہانسے جو بات ملی۔ اخذ کی۔ تاہم اس بات کی سخت احتیاط کی کہ جو کچھ لکھا جاے نہایت صحیح اور مستند تاریخی روایتون سے لکھا جاے۔

(ناظرین اس موقع پر حصّۂ دوم جہانسے شروع ہوا ہے اوسکی تمہید بھی ملاحظہ فرمادین)

مامون الرشید کی اصلی تاریخ شروع کرنیسے۔ پہلے مناسب ہوگا کہ ہم مختصر طور پر دولتِ عبّاسیہ کے قیام کے ابتدائی حالات لکھین۔ عام مورخون نے عبّاسیہ کے ظہور اقبال اور بنوامیّہ کے زوال کا زمانہ قریبًا ساتھ ساتھ خیال کیا ہے اور اون مشہور واقعات سے بھی جو شہرتِ عام کی روشنی مین چمک رہے ہین۔ یہی گمان ہوتا ہے کہ عبّاسیون کو اپنی رقیب سلطنت کی بربادی مین بہت کم عرصہ لگا لیکن تاریخی اُصول کے لحاظ سے کسیطرح خیال مین نہین آسکتا۔ کہ ایک ایسی پرزور سلطنت ایسے فوری صدمہ سے دفعتًا زیروزبر ہوجائے۔ یہ بات بھی کچھ کم تعجب کی نہین کہ جب خلافت کے دعوی مین ہمیشہ پیغمبر صلعم کا قرب زیادہ موثر سمجھا جاتا تھا تو عبّاسیہ اور سادات کے ہوتے۔ بنوامیّہ کیونکر اس منصب پر قابض ہوگئے۔ ان باتون کے سمجھ

کے لیئے ہم خلافت کے اجمالی سلسلہ کو اس ترتیب سے لکھتے ہین جس سے وہ تمام عقدے خود بخود حل ہو جائین جو ان خلافتون کی پولیٹکل حیثیتون کے متعلق۔ تاریخی فلسفہ کے راز ہین۔

خلافت کا اجمالی سلسلہ۔ بنی ہاشم و بنی اُمیّہ کی حریفانہ طاقتین۔ بنواُمیّہ کی سلطنت۔ ہاشمیون کی کوششین۔ دولتِ عبّاسیہ کا آغاز

آنحضرت صلعم سے پہلے عرب کی تمام قوت و شوکت کا اصلی مرکز قریش کا قبیلہ تھا۔ لیکن قریش کے بھی دو برابر حصّے ہوگئے تھے[۱] ۔ ہاشم و امیّہ اور (جیساکہ علامہ ابن خلدون نے۔ صاف تصریح کردی ہے) جمعیت اور ملکی اقتدار مین۔ بنوامیّہ کا پلّہ۔ بنو ہاشم سے بھاری تھا۔ البتّہ آنحضرت صلعم کے وجود مبارک سے بنو ہاشم فخر اور اعزاز مین اپنے حریفون سے نمایان طور پر ممتاز ہوگئے آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد۔ جب خلافت کی نزاع پیدا ہوئی تو گو فوری طور پر صدیق اکبر رض پر اتفاقِ عام ہوگیا۔ لیکن بنو ہاشم دیر تک اپنے ادّعا پر رُکے رہے اور اونکو اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس دونون ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کے بعد۔ شاید بنی ہاشم کے دعوے نئے سر سے

[۱] قریش کے اور بھی چھوٹے چھوٹے حصّے ہوگئے تھے لیکن برابر کے حریف صرف یہی دو تھے ۱۲

پیش ہوتے لیکن حضرت عمرؓ کی باضابطہ ولیعہدی نے اسکا موقع نہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے قریب چھہ شخصون کو چُنا جنکی۔ حالکا نہ لیاقتین اونکے نزدیک ایسے مساویانہ درجہ رکھتی تھین کہ وہ کسی کے حق مین ترجیح کا فیصلہ نہین کرسکے۔ حضرت علیؓ بھی انتخاب شدہ لوگون مین شامل تھے اور گو حضرت عباس نے اونکو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بخت واتفاق کے ہاتھہ مین نہ دین۔ بلکہ بغیر کسی کی اعانت کے آپ اپنے استحقاق کا فیصلہ کرلین۔ لیکن جناب امیرؓ کی بے غرضی اور فیاض دلی نے اِس اختلاف انگیز تحریک کے قبول کرنے کی اجازت نہ دی اور جب عبدالرحمن بن عوف نے جو اس نزاع کے طے کرنے کے لئے ثالث مقرر ہوئے تھے۔ حضرت عثمان کا ہاتھہ پکڑ لیا۔ تو حضرت علیؓ نے "صبر جمیل" کہا اور تن بہ تقدیر راضی ہوگئے۔

حضرت عثمان خاندان بنو امیّہ سے تھے۔ اور اونکی خلافت ایک نئے تاریخی سلسلہ کا دیباچہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ۔ نہ ہاشمی تھے۔ نہ اموی۔ اسلئے اونکے عہد تک بنو امیّہ و ہاشم یہ دونون خاندان خلافت مین کچھ حصّہ نہین رکھتے تھے۔

حضرت عثمان نے اپنی خلافت مین۔ تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیّہ کے ہاتھہ مین دیدیے۔ امیر معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اِس عہ

مین اونکا اقتدار اس حد تک پہونچ گیا کہ شام کے فرمانروا مستقل سمجھے جاتے تھے۔ حضرت عثمان کی خلافت قریبًا بارہ برس رہی۔ اور اگرچہ اخیر مین اسی خاندانی رعایت پر لوگ اونسے ناراض ہوگئے۔ اور اونکی شہادت تک نوبت پہونچی۔ لیکن اس وسیع مدت مین۔ بنی امیہ کا خاندان۔ ملکی و مالی دونون حیثیت سے نہایت طاقتور ہوگیا۔ جسکا یہ اثر تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کے عہد مین امیر معاویہؓ نے ہمسری کا دعویٰ کیا اور اگرچہ ذاتی فضایل ومذہبی تقدس مین اونکو حضرت علیؑ سے کچھ نسبت نہ تھی۔ تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ۔ جناب امیر کے حریف رہے۔ اور جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا اونھین کے حق مین ہوا۔

اب اسلام مین ہاشمی اور اموی۔ دو طاقتین حریف مقابل بنکر قایم ہوئین۔ اور اونکے باہمی معرکہ آرائیونکی سلسل تاریخ شروع ہوگئی۔ امام حسن علیہ السلام نے گو مصلحۃً خلافت سے ہاتھ اوٹھالیا اور بظاہر امیر معاویہ کی حکومت بیداغ رہگئی۔ لیکن اسی زمانہ مین آل ہاشم و شیعگان علی نے حضرت امام حسینؑ کو خلیفہ کرنا چاہا اور جب اونھون نے انکار کیا تو اونکے علاتی بھائی محمد بن حنفیہ کے ہاتھ پر خفیہ بیعت کی۔ اور اکثر شہرون مین نقیب مقرر کئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے جانکاہ واقعہ کو ہم دوہرانا نہین چاہتے۔ افسوس ہے کہ اس عبرت انگیز حادثہ نے خاندان نبوت کی تمام زندہ یادگارین مٹادین۔ اور ایک

مدّت کے لیئے یہ توقع جاتی رہی کہ اس مقدّس گھر سے خلافت کی صدا بلند ہو۔ یزید کے مرنے کے بعد محمد بن حنفیہ کا گروہ شاید اپنے مخفی راز سے پردہ اوٹھادیتا لیکن ہاشمیون ہی مین عبداللہ بن زبیر۔ دوسرے دعویدار پیدا ہوگئے اور اپنی مشہور شجاعت واُلوالعزمی سے حجاز واطرافِ عرب مین مستقل حکومت قایم کرلی اسی زمانہ مین۔ بنوامیّہ مین سے مروان بن حکم نے جو حضرت عثمان کا چچازاد بھائی تھا اور اونکا میر منشی رہ چکا تھا ۶۴ھ مین شام ومصر پر قبضہ کرلیا اور گروہ خود کچھ بہت کامیاب نہین ہوا۔ لیکن اوسکے بیٹے عبدالملک نے جو ۶۵ھ مین تخت نشین ہوا اوس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی جو دولت بنی اُمیّہ کے مہیب لقب سے مشہور ہے۔ عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ مین قلعہ بند ہوکر شہید ہوئے اور تمام دنیاے اسلام۔ بلا استثنا عبدالملک کے قبضۂ اقتدار مین آگئی۔ یہ حکومت جسکو اموی کی بہ نسبت مروانی کہنا زیادہ موزون ہے۔ تقریبًا ۶۸ برس تک قایم رہی۔ اور اسی قلیل مدت مین دس شخص تخت نشین خلافت ہوئے۔ اس خاندان مین عبدالملک و ولید۔ وسلیمان۔ وہشام۔ نہایت عظمت واقتدار کے بادشاہ گذرے۔ صرف ولید کی فتوحات پر اگر لحاظ کیا جائے تو دولتِ عباسیہ اپنی چھ سو برس کی زندگی مین اوسکی ہمسری کا دعوی نہین کرسکتی۔ اس عہد مین حدود اسلامی کا دائرہ اسقدر وسیع ہوگیا تھا کہ سندھ وکابل وایران وترکستان وعرب وشام وایشیاے کوچک واسپین اور تمام

افریقہ اوسمین داخل تھا - باایںہمہ بنی ہاشم اپنی کوششون مین برابر سرگرم تھے - اور مختلف وقتون مین بڑے زور شور سے مقابلہ کوا وٹھے -
اگرچہ ولید وہشام کے پرزور ہاتھون نے سلطنت کو ہر خطرہ سے بچالیا - لیکن بنیاد حکومت مین کسیقدر تزلزل پیدا ہوگیا اور جب اوس عظمت واقتدار کے فرمانروا اوٹھگئے تو حکومتِ مروانی کا ڈھیر بالکل ڈھیلا پڑ گیا -
اسوقت تک خلافت کی کوششین صرف سادات اور علوئین کی طرف سے ہوتی رہین - عبّاسی خاندان - ابتک بظاہر ایک گنامی کی حالت مین تھا علوئین مین سے عبداللہ جو محمد بن حنفیہ کے بیٹے اور حضرت علی کے پوتے تھے اپنے پیرؤون کی ایک تعداد کثیر رکھتے تھے - اور خراسان وایران مین جابجا اونکے خفیہ نقیب مقرر تھے - سنہ۹۸ھ مین اونکو زہر دیا گیا اور چونکہ اونکے کوئی اولاد نہ تھی اور نہ سادات مین اوسوقت کوئی صاحب اثر شخص موجود تھا اسلئے وہ محمد بن علی کو جو حضرت عبّاس (رسول اللہ صلعم کے عم بزرگوار) کے پرپوتے تھے اپنا جانشین کر گئے - اِسطرح علوئین کی مجتمعہ قوت عباسی خاندان کی طرف منتقل ہوگئی - گویا یہ پہلا دن تھا کہ دولتِ عبّاسیہ کی بنیاد کا پتھر رکھا گیا - آل عباس کے نقبا تمام عراق وخراسان مین پھیل گئے - اور سنہ۱۰۲ھ و سنہ۱۰۵ھ و سنہ۱۰۷ھ و سنہ۱۰۹ھ و سنہ۱۱۸ھ مین اونکی طرف سے نمایان کوششین عمل مین آئین - بعض اوقات حکّام بنی امیّہ پر یہ سازش کھل گئی جسکا نتیجہ

ہوا کہ جن لوگون پر شبہہ ہوا وہ گرفتار ہو کر قتل کردیئے گئے۔ اِس اثنا مین کبھی کبھی علویین نے بھی عَلَمِ خلافت بلند کیا مثلاً ۱۲۱ھ مین زید بن علی و ۱۲۵ھ مین یحییٰ بن زید نے اپنی حوصلہ مندی کے جوہر دکھائے۔ اور میدانِ جنگ مین دادِ شجاعت دیکر مارے گئے۔ یہ لڑائیان اِن دعویدارونکا تو کچھ مفید نہوئین۔ مگر عبّاسیون نے اوس سے یہ فائدہ اوٹھایا کہ اُنکے حریف بنی اُمیّہ کی فوجی طاقت کو سخت صدمے پہونچے۔ ۱۲۶ھ مین محمد بن علی کا انتقال ہوگیا۔ اور اونکے بیٹے ابراہیم امام باپ کے جانشین ہوئے۔ ۱۲۷ھ مین ابراہیم کو **ابو مسلم خراسانی** ایک عجیب و غریب شخص ہاتھ آیا۔ جسنے اپنے حسنِ تدبیر اور زورِ بازو سے اِس کام کو انجام تک پہونچادیا۔ اور بانی دولت عباسیہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ اپنی طرف سے سیکڑون نقیب مقرر کیئے۔ اور تمام اطراف مین بھیجے۔ طرفدارانِ آلِ عباس کے لیئے سیاہ لباس یا ایک سیاہ دھجّی بطور نشان کے مقرر کی۔ ان نقیبون نے خراسان۔ فارس کے تمام اضلاع مین خفیہ سازشون کے جال پھیلادیئے اور ایک خاص دن ٹھہرگیا کہ اوس تاریخ کو۔ ہواخواہانِ آلِ عباس جہان جہان ہون دفعتہً اوٹھکھڑے ہون۔ رمضان کی ۲۵۔ تاریخ ۱۲۹ھ شب پنجشنبہ سفید نج ایک گانون مین جو ہرات کے نواحی مین ہے ابو مسلم نے خلافتِ عباسیہ کی عام منادی کردی۔ اور ابراہیم کے

بھیجے ہوئے علمون پر جنکا نام ظلّ وسحاب تھا۔ سیاہ پھریرے آویزان کیے۔ ہر طرف سے لوگ جوق جوق آتے تھے اور ظل وسحاب کے نیچے جمع ہوتے جاتے تھے۔ ابو مسلم نہایت کامیابی کے ساتھہ فتوحات حاصل کرتا ہوا خراسان کی طرف بڑھا۔ اور عمال بنی امیہ کو پے درپے شکستین دین۔ اس زمانہ مین بنوامیہ کا اخیر فرمانروا مروان الحمار تخت نشین حکومت تھا۔ خراسان کے گورنر نے اوسکو نامہ لکھا کہ "آل عباس مین سے ابراہیم نے علم خلافت بلند کیا ہے۔ اور ابو مسلم خراسانی جو اونکا نقیب ہے۔ خراسان کے اضلاع پر قبضہ حاصل کرتا جاتا ہے"۔ ابراہیم امام اوسوقت حمیمہ مین تھے۔ اور اونکی فوجی جمعیت جو کچھہ تھی۔ اوس سے بہت دور خراسان کی فتوحات مین مصروف تھی۔ مروان نے بلقاء کے عامل کو لکھا کہ ابراہیم کو پابہ زنجیر کر کے دارالخلافہ روانہ کرے۔ چونکہ اونکے ساتھہ کچھہ جمعیت نہ تھی۔ بغیر کسی دقّت کے گرفتار کر لیے گئے۔ چلتے چلتے اپنے عزیزون سے کہتے گئے۔ کہ کوفہ چلے جائین۔ اور ابوالعباس سفاح کو (جو اونکے حقیقی بھائی تھے) خلیفہ بنائین۔

سفاح نے کوفہ پہونچکر جمعہ کے دن ۱۲۔ ربیع الاوّل ۱۳۲ھ کو۔ خلافت کا اعلان کر دیا اور بڑے تزک واحتشام سے مسجد جامع مین جاکر خلافت عباسیہ کا نہایت فصیح وبلیغ خطبہ پڑھا۔

ادھر ابو مسلم نے - سمرقند - طخارستان - طوس - نیشاپور - رَی - جرجان ہمدان - نہاوند - پر فوجین بھیجین - اور یہ تمام ممالک - عبّاسیون کے عَلَمِ اقبال کے سایہ مین آ گئے - شہرزور پر خود مروان کے بیٹے عبداللہ سے مقابلہ ہوا اور ابو عون نے جو ابو مسلم کا ایک فوجی افسر تھا عبداللہ کو شکست فاش دی - یہ خبر سُنکر مروان - ایک فوج عظیم کے ساتھ جو تعداد مین لاکھ سے زیادہ تھی اور جسمین بنوامیّہ کا تمام شاہی خاندان شریک تھا - ابو عون کے مقابلہ کو بڑھا - ادھر سفاح نے محمد بن علی اپنے چچا کو ابو عون کی مدد کو بھیجا - مروان نے شکست کھائی - اور مصر کو روانہ ہوا - چند روز بھاگتا پھرا - اور آخر ۲۸ ذوالحجہ سنہ ۱۳۲ھ کو بوصیر (مصر کا ایک شہر ہے) کے ایک گرجے مین محصور ہوکر مارا گیا - اور اوسکے قتل کے ساتھ مروانی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا - اِسکے بعد عبّاسیون نے بُری سفاکی کے ساتھ قتل عام شروع کیا اور بالاتفاق ٹھہر گیا کہ خاندان بنی امیّہ کا ایک بچّہ دنیا مین زندہ نہ رہنے پائے - ڈھونڈھ ڈھونڈھکر اونکا پتہ لگایا جاتا تھا - اور قتل کردیے جاتے تھے - اسپر بھی عبّاسیون کا جوشِ انتقام کم نہوا - خلفاے بنی امیّہ یعنی امیر معاویہ - یزید عبدالملک ہشام کی قبرین اوکھڑوا ڈالین - اور اگر ایک ہڈی بھی ثابت ملگئی تو آگ مین جلادی -

اس ہنگامہ مین بنوامیّہ مین سے ایک شخص عبدالرحمن نام - اندلس (اسپین)

کو بھاگ گیا- اور زورِ بازو سے وہ عظیم الشان حکومت قایم کر لی جسکو آلِ عباس ہمیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھا کیے اور کچھ نکر سکے - عبّاسیون کی خلافت پانسو چوبیس برس تک قایم رہی اور اس مدت مین ۳۷ - تخت نشین گذرے - مامون جسکا حال ہم لکھنا چاہتے ہین - اس خاندان کا چھٹا خلیفہ تھا - ذیل کے دو شجرون سے - خلافت و نسب کی ترتیب معلوم ہوگی -

شجرۃ النسب

- حضرت عباس - عم رسول اللہ صلعم
- عبد اللہ - مشہور صحابی ہین
- علی المتوفی سنہ ۱۱۷ھ - نہایت جمیل اور صاحب وجاہت تھے
- محمد المتوفی سنہ ۱۲۶ھ
- سفاح دولت عباسیہ کا پہلا خلیفہ ہے سنہ ۱۳۲ھ مین تخت نشین ہوا
- منصور سنہ ۱۳۶ھ مین تخت نشین ہوا

شجرۃ الخلافۃ

- سفاح
- منصور دوانیقی سفاح کا بھائی تھا
- مہدی بن منصور سنہ ۱۵۸ھ مین تخت نشین ہوا
- ہادی بن مہدی سنہ ۱۶۹ھ مین تخت نشین ہوا
- ہارون الرشید بن المہدی سنہ ۱۷۰ھ مین تخت نشین ہوا
- مامون الرشید بن ہارون الرشید

ہرون الرشید بڑی عظمت و شان کا خلیفہ گذرا- شاہزادگی کے زمانہ مین روم پر لشکر کشی کی- اور پے در پے فتحین حاصل کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک

پہونچگیا۔ سریر خلافت پر بیٹھا تو اسلام کے ملکی حدود اسقدر وسیع کر دیئے کہ دولتِ عبّاسیہ مین کبھی نہین ہوئے تھے۔ قیصر روم نے چند بار خراج دینے سے انکار کیا۔ مگر اوسنے ہر بار شکست دی۔ قیصر کے پایۂ تخت ہرقلہ[۵۱] کو برباد کر دیا۔ اور بزور یہ شرط لکھوالی کہ پھر کبھی آباد نہ کیا جائے گا۔

شاہانہ شان وشوکت۔ اور علم و ہنر کی سرپرستی نے ہرون الرشید کی شہرت کو اور بھی چمکایا۔ اوسکی قدردانی کی ندائے عام نے دلون مین وہ شوق اور حوصلے پیدا کر دیئے کہ زمانہ کے تمام اہل کمال۔ دربار مین کھنچ آئے اور آستانۂ خلافت علوم و فنون کا مرکز بنگیا۔ خود بھی نہایت طبّاع۔ اور قابل تھا۔ اوسکی علمی مجلسین۔ ادبی تصنیفات کی جان ہین۔ حق یہ ہے کہ اگر اوسکا دامنِ انصاف برامکہ کے خون سے رنگین نہوتا۔ تو ہم اوسکے ہوتے۔ عبّاسیون مین سے کسی فرمانروا کو انتخاب کی نگاہ سے نہ دیکھ سکتے۔ مامون جسکے حالات۔ ہم اِس کتاب مین لکھنا چاہتے ہین۔ اِسی ہرون کا فرزند رشید تھا۔

مامون کی ولادت اور تعلیم وتربیت

ربیع الاوّل سنہ ۱۷۰ھ مین پیدا ہوا۔ اوسکی ولادت کی رات بھی عجیب رات تھی

---

۵۱ ایشیائے کوچک مین ایک نہایت آباد او رمشہور شہر تھا۔ یونانی خاندان جو اوس زمانہ مین قیصر کہلاتا تھا۔ اوسکا پایۂ تخت یہی شہر تھا۔ عربی مورخ اوسکو ہرقلہ کہتے ہین اب ویران ہوکر ایک معمولی شہر رہگیا ہے۔“

جسمین ایک خلیفہ (ہادی) نے وفات پائی۔ دوسرا (ہرون الرشید) تخت نشین ہوا۔ تیسرا (مامون) عالم وجود مین آیا۔ خلیفہ مہدی نے وصیت کی تھی کہ "میرے بعد ہادی تخت نشین ہو اور اوسکے بعد ہرون۔" ہادی نے بدنیتی سے ہرون کو محروم کرنا چاہا۔ اور چونکہ ہرون خانہ جنگیون سے ہمیشہ پرہیز کرتا تھا۔ اسلئے ممکن تھا کہ ہادی اپنے خودغرضانہ ارادہ مین کامیاب ہوجاتا۔ لیکن موت نے دفعتًا اوسکی تمام امیدون کو خاک مین ملادیا۔ ہارون بستر خواب پر سو رہا تھا کہ وزیر اعظم یحییٰ نے جگاکر مژدۂ خلافت سُنایا۔ ہرون نے نہایت یاس سے کہا "دیکھو! تم ہنسی کرتے ہو۔ بھائی صاحب سُن لینگے۔ تو یہی ہنسی بلاے جان ہوگی۔" یحییٰ نے عرض کیا کہ "قضاے الٰہی نے اِس بحث کا فیصلہ کردیا۔ آپ اطمینان سے سریر خلافت کو زینت دین۔" اِسی گفتگو مین۔ خواص مژدہ لائی کہ "مشکوئے معلّٰی مین وارث تاج و تخت پیدا ہوا۔" یہی وہ مبارک فال لڑکا تھا جسکی قسمت مین مامون الرشید اعظم ہونا لکھا تھا۔ ہرون نے مبارک فالی کے لحاظ سے عبداللہ نام رکھا کیونکہ بانی دولتِ عبّاسیہ یعنی خلیفہ سفاح کا بھی یہی نام تھا۔

مامون کی ماں ایک کنیز تھی جسکا نام مراجل تھا۔ اور بادغیس (ہرات کا ایک شہر ہے) مین پیدا ہوئی تھی۔ علی ابن عیسٰی گورنر خراسان نے اوسکو

ہرون کی خدمت مین پیشکش بھیجا تھا[1]۔ افسوس ہے کہ مراجل دو ہی چار روز کے بعد انتقال کر گئی اور مامون کو مادرِ مہربان کے دامنِ شفقت مین پلنا نصیب نہوا۔

مامون۔ جب قریبًا پانچ برس کا ہوا تو بڑے اہتمام سے اوسکی تعلیم و تربیت شروع ہوئی۔ دربار مین جو علما اور مجتہدین فن موجود تھے۔ اونمین سے دو شخص یعنی کسائی نحوی۔ اور یزیدی۔ قرآن پڑھانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مامون کا سن ہی کیا تھا۔ مگر طبّاعی۔ اور فطانت کے جوہر ابھی سے چمک رہے تھے۔ کسائی کی تعلیم کا یہ طریقہ تھا کہ مامون کو پڑھنے کیلئے کہتا تھا اور آپ چپکا سر جھکائے بیٹھا رہتا تھا۔ مامون کہین غلط پڑھ جاتا تو فورًا کسائی کی نگاہ اوٹھ جاتی۔ اِتنے اشارہ سے مامون متنبّہ ہو جاتا۔ اور عبارت کو صحیح کر لیتا۔ ایک دن سورۂ صف کا سبق تھا۔ کسائی حسب عادت سر جھکائے سُن رہا تھا۔ جب مامون اِس آیت پر پہونچا یاایّھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون ("اے ایمان والو وہ بات کیون کہتے ہو جو کرتے نہین") تو بے اختیار کسائی کی نظر اوٹھ گئی۔ مامون نے خیال کیا کہ مینے شاید آیت کے پڑھنے مین کچھ غلطی کی مگر جب پھر کر پڑھا تو معلوم ہوا کہ صحیح پڑھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسائی چلا گیا۔ تو مامون ہرون کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حضور نے کسائی کو

[1] دیکھو عیون والحدایق۔ مطبوعہ یورپ صفحہ ۳۴۴۔

کچھ دینے کے لیئے کہا ہو تو ایفاے وعدہ فرمائیے- ہارون نے کہا" ہان اوسنے قاریون کے لیئے کچھ وظیفہ مقرر ہونے کی درخواست کی تھی- جسکو مینے منظور بھی کیا تھا- کیا اوسنے تم سے کچھ تذکرہ کیا" مامون نے کہا نہین- ہارون نے پوچھا پھر تمکو کیونکر معلوم ہوا- مامون نے اوسوقت کا ماجرا عرض کیا- اور کہا کہ خاص اوس آیت پر کسائی کا دفعتًا چونک پڑنا بے وجہ نہین ہو سکتا تھا- ہارون اپنے کمسن بیٹے کی اس ذہانت پر نہایت متعجب اور خوش ہوا[۱]- یزیدی مامون کا صرف معلم نہ تھا بلکہ اتالیق بھی تھا- اور مامون کے عام افعال و عادات کی نگرانی اوس سے متعلق تھی- اس فرض کو یزیدی نہایت سچائی سے ادا کرتا تھا- ایکدن یزیدی اپنے معمول پر آیا- مامون اوسوقت محل مین تھا- خدام نے یزیدی کے آنے کی اطلاع کی مگر کسی وجہ سے مامون کو باہر آنے مین ذرا دیر ہوئی- نوکرون نے موقع پاکر یزیدی سے شکایت کی کہ جب آپ تشریف نہین رکھتے تو صاحبزادے تمام ملازمون کو نہایت دق کرتے ہین- مامون جب باہر آیا تو یزیدی نے چھ[۲] سات بید مارے اِتنے مین خادمون نے وزیر السلطنت جعفر بن یحییٰ برمکی کے آنے کی اطلاع کی- مامون فورًا آنسو پونچھ فرش پر جا بیٹھا اور حکم دیا کہ اچھا آنے دو- جعفر حاضر ہوا اور دیر تک اِدھر اودھر کی

[۱] دیکھو منتخب کتاب المختار من نوادر الاخبار صفحہ ۱- ۱۲ منہ

باتین کرتا رہا۔ یزیدی کو ڈر پیدا ہوا کہ مامون جعفر سے کہین میری شکایت نکردے۔ جعفر چلا گیا۔ تو یزیدی نے پوچھا کہ میری شکایت تو نہین کی۔ مامون نے سعادتمندانہ لہجے مین کہا " استغفر اللہ مین ہارون الرشید سے تو کہنے کا نہین جعفر سے کیا کہونگا۔ کیا مین یہ نہین سمجھتا کہ تادیب وتعلیم سے مجکو کسقدر فائدے پہونچین گے"[۵۱]۔ خلفا کا دستور تھا کہ دربار مین جو لوگ معتمد اور صاحبِ فضل وکمال ہوتے تھے اولاد کو اونکی آغوشِ تربیت مین دیتے تھے اور انھین کے اہتمام مین وہ تعلیم وتربیت حاصل کرتے تھے۔ ہرون نے اسی قاعدے کے موافق مامون کو ۱۸۲ھ مین جعفر برمکی کے حوالے کیا۔ مامون کی قابلیتِ علمی اور عام لیاقتون کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہوا کہ وہ جعفر برمکی کی آغوشِ تربیت مین پلا جو قابلیت وزارت کے علاوہ علوم وفنون مین دستگاہ کامل رکھتا تھا اور زیادہ تر اوسی کی سرپرستی مین ممالکِ اسلامیہ مین فضل وکمال کا رواج ہوا۔ یزیدی کا بڑا بیٹا محمد بھی جو نہایت متبحر اور شاعر تھا مامون کی تربیت وتعلیم پر مامور تھا۔

مامون کو مورخون نے حافظ القرآن لکھا ہے[۵۲]۔ غالبًا اسی زمانہ مین وہ حافظ

[۵۱] تاریخ الخلفاے سیوطی صفحہ ۳۱۹۔ ۱۲ منہ

[۵۲] خلفا مین صرف ابوبکر صدیقؓ حضرت عثمانؓ۔ مامون الرشید۔ حافظ القرآن گذرے ہین سیوطی صفحہ ۲۴۔

ہوا ہو گا۔ بہرحال قرآن مجید کے ختم کرنے کے بعد اوسنے نحو و ادب پڑھنا شروع کیا اور وہ مہارت حاصل کی کہ جب کسائی نے ایک موقع پر امتحان لیا اور نحو کے متعدد مسئلے پونچھے تو اوسنے اس برجستگی سے سوالون کے جواب دیئے کہ خود کسائی کو تعجب ہوا اور ہارون نے جوش طرب مین سینہ سے لگا لیا۔[۱]

اس امتحان مین ہارون کا دوسرا بیٹا امین بھی شریک تھا۔ جو مامون سے ایک برس چھوٹا تھا اور جسکو اس بات مین مامون سے شرف حاصل تھا کہ اوسکی مان زبیدہ خاتون تھی اور اس اعتبار سے وہ نجیب الطرفین تھا۔

یزیدی نے مامون و امین کو برجستہ گوئی اور حسن تقریر کی بھی تعلیم دی تھی۔ ان دونون کی قابلیت پر یزیدی کو خود تعجب ہوتا تھا اور وہ کہا کرتا تھا کہ "خلفاے بنی امیہ کے لڑکے قبائل عرب مین بھیجدیئے جایا کرتے تھے کہ شستہ بیانی سیکھین مگر تم تو گھر بیٹھے اونسے کہین زیادہ فصیح اور زبان آور ہو"۔ اوّل اوّل اوسنے جمعہ کے دن ایک بڑے مجمع مین جو فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا ایسے پُر تاثیر لہجہ مین پڑھا کہ تمام حاضرین کے دل ہلگئے۔ اور اکثر لوگ رو پڑے۔ ابو محمد یزیدی نے اسپر ایک قصیدہ لکھا۔ کتاب الاغانی مین یہ قصیدہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہارون نے اوسکے صلہ مین یزیدی کو ۵۰ ہزار درہم عطا کیے

[۱] دیکھو دراری فی ذکر الذراری صفحہ ۲۹ - ۱۲ منہ

فقہ کی تعلیم کے لیے سلطنت کے ہر حصّے سے فقہا بلائے گئے - اور مامون نے اونکے فیض صحبت سے ایک ماہر فقیہ کا رتبہ حاصل کیا - علم حدیث کی سند ہشیم - عباد بن العوام - یوسف بن عطیہ - ابو معاویہ الضریر - اسمعیل بن علیتہ - حجاج الاعور وغیرہ سے حاصل کی - حدیث کے فن مین مالک بن انس امام وقت تھے - اور بڑے بڑے ائمہ فن جنمین امام شافعی بھی داخل ہین اونکی شاگردی پر فخر کرتے تھے - ہارون الرشید نے اونکی خدمت مین درخواست کی کہ "حریم خلافت مین قدم رنجہ فرماکر شہزادون کو علم حدیث پڑہائین" امام مالک نے کہلا بھیجا کہ "علم کے پاس لوگ خود آتے ہین وہ دوسرون کے پاس نہین جاتا -" اونھون نے اس بات سے ہارون کو اور بھی غیرت دلائی کہ "یہ علم تمھارے ہی گھر سے نکلا ہے اگر تمھین اوسکی عزّت نکروگے تو وہ کیونکر عزّت پا سکتا ہے" اس معقول جواب کو ہارون نے نہایت خوشی سے تسلیم کیا اور شہزادونکو حکم دیا کہ امام موصوف کے درسگاہ عام مین حاضر ہون[۵۱]" ہارون الرشید خود بہت بڑا فقیہ اور پایہ شناس فن تھا - موطا کے پڑھنے کے لیے جو علم حدیث کی نہایت معتبر اور مشہور کتاب ہے وہ اکثر امام مالک کی خدمت مین حاضر ہوا ہے - اور چونکہ اوسکو اپنی اولاد کی تعلیم کا شروع ہی سے نہایت اہتمام تھا - امین و مامون بھی اس درس مین اوسکے ساتھ ہوتے تھے[۵۲] -

[۵۱] حکم وآداب للیاقوت المستعصمی صفحہ ۱۷ - ۱۲ منہ [۵۲] سیوطی صفحہ ۲۹۰ - موطا کا وہ نسخہ جسمین ہرون الرشید نے پڑہا تھا - مدت تک مصر کے کتب خانہ مین موجود تھا - سیوطی صفحہ مذکور ۱۲ منہ

ہرچند دار الخلافۃ بغداد مین جس پایہ کے علما موجود تھے اوسوقت اورکہین نہ تھے۔ تاہم ہارون کی خواہش تھی کہ ملک مین اور جو ارباب فن ہین اونکے فیض تعلیم سے بھی مامون و امین محروم نہ رہین۔ جب وہ کوفہ گیا جو اسوقت فقہ وحدیث کا مرکز تھا تو وہانکے تمام محدّثین کو طلب کیا۔ چنانچہ دو شخص کے سوا اور سب حاضر ہوئے۔ یہ دو بزرگ عبداللہ بن ادریس۔ وعیسیٰ بن یونس تھے۔ جنھون نے اپنے طریق عمل سے ثابت کیا کہ امام مالک کے سوا اور لوگ بھی ہین جو علم حدیث کی اصلی عزّت کرتے ہین۔ ہارون نے حکم دیا کہ مامون و امین خود اونکی خدمت مین حاضر ہون۔ بن ادریس نے سو حدیثین روایت کین۔ اور جب اوسیوقت مامون نے اون حدیثون کو زبانی سُنادیا تو بن ادریس بھی اوسکی قوتِ حافظہ اور واقفیت پر عش عش کرگئے۔[۱]

علوم مروجہ وقت مین سے مامون نے اگرچہ ہر ایک علم مین دستگاہ مناسب حاصل کی تھی لیکن خاص فقہ۔ ادب۔ تاریخ۔ ایام عرب مین وہ بڑے بڑے ماہرین فن کا ہمسر گنا جاتا تھا۔ اور درحقیقت ایک ایسے شخص کو جو بالطبع ذکی ہو۔ جسنے یزیدی اور کسائی جیسے مجتہدین فن سے تعلیم پائی ہو۔ جو ابونواس۔ ابوالعتاہیۃ۔ سیبویہ۔ فرّا کی علمی مجلسون مین شریک رہا ہو۔ ایسا ہی یگانۂ فن ہونا چاہیئے جیسا کہ مامون تھا۔ بچپن مین ایکدن اوسنے اصمعی سے پوچھا کہ یہ شعر

[۱] سیوطی۔ صفحہ ۳۳۲۔ ۱۲ منہ

کسکا ہے - ماکنت الا کلحم میت - دعا الی اکله اضطرار - اصمعی نے کہا ابن عیینة المهلبی کا - مامون نے کہا نہایت بلند خیال ہے - مگر فلان شعر سے ماخوذ ہے - اصمعی کو اس وسعت نظر او رواقفیت پر نہایت تعجب ہوا۱ - مامون نے اسی زمانہ مین شعر کہنا بھی شروع کیا تھا - اور چونکہ طبیعت نہایت موزون اور نظر ازبس وسیع تھی برجستہ کہتا تھا اور خوب کہتا تھا - ایک موقع پر ہارون الرشید نے جب فوج کو حکم دیا کہ ایک ہفتہ کے بعد سفر کے لیئے طیار رہے - اور ہفتہ گذر جانے پر بھی لوگون کو اوسکے ارادہ کا ٹھیک حال نہین معلوم ہوا تو مامون نے ارکین دربار کی فرمایش سے خلیفۂ وقت کی خدمت مین یہ قطعہ لکھا -

یا خیر من دبت المطی به	و من تقدی بسرجه الفرس

اے اون سب لوگون سے بہتر جنکو سواریان لیکر چلتی ہین اور وہ جسکے گھوڑے پر ہمیشہ زین رہتا ہے -

هل غایة فی المسیر لغرفها	ام امرنا فی المسیر ملتبس

سفر کا کوئی وقت ہے جسکو ہم لوگ جان سکین یا یہ امر ہمارے لیئے مبہم رہیگا -

ما علم هذا الا الی ملك	من نوره فی الظلام نقتبس

اس بات کا علم صرف اوس بادشاہ کو ہی جسکے نور سے ہم لوگ تاریکی مین روشنی حاصل کرتے ہین

ہارون کو اوسوقت تک نہین معلوم تھا کہ مامون نے شاعری شروع کی ہے -

۱ مرءۃ الجنان یافعی - ترجمۂ اصمعی - ۱۲ منہ

اگرچہ اس طباعی اور ذہانت پر نہایت خوش ہوا مگر رقعہ پر بطور جواب کے یہ لکھا۔
"اے جان پدر تمکو شعر سے کیا کام۔ شعر عام آدمیون کے لیئے باعث فخر ہے مگر عالی رتبہ لوگون کے لیئے کچھ عزّت کی بات نہین[۱]"
سنہ ۱۸۸ھ مین جب ابراہیم موصلی و کسائی نحوی۔ و عبّاس بن الاحنف شاعر ایک ہی دن قضا کر گئے تو ہرون الرشید نے حکم دیا کہ خود شہزادہ مامون جا کر اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائے۔ مامون نماز پڑھانے کے لیئے کھڑا ہوا تو پوچھا کہ کسکا جنازہ سب سے آگے رکھا گیا ہے"۔ لوگون نے عرض کی "ابراہیم کا" مامون نے کہا "نہین عبّاس کا جنازہ آگے رکھو" نماز سے فارغ ہو کر واپس چلا تو ایک درباری نے عرض کی کہ عبّاس کو کیا ترجیح تھی۔ مامون نے کہا ان دو شعرون کی وجہ سے ؎

وسعی بها ناس فقالوا انها	هی اللتی تشقی بها وتکابد
فجحدتهم لیکون غیرك ظنّهم	انّی لیعجبنی المحبّ الجاحد

(یعنی معشوق کی نسبت لوگون نے مجھسے کہا کہ تم اسی پر مرتے ہو مینے انکار کیا تاکہ لوگ تیری نسبت گمان نکرین۔ مجھکو وہ عاشق پسند ہے جو وقت پر مکر جائے)
علامہ ابوالفرج اصفہانی نے اس واقعہ کو ابراہیم کے تذکرہ مین نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسوقت فن ادب کو وہ عزّت حاصل تھی کہ اس قسم کے

[۱] سیوطی صفحہ ۳۲۰۔ ۱۲

مذہبی فرایض مین بھی اوسکا لحاظ کیا جاتا تھا۔

مامون نے ان علوم سے فارغ ہوکر فلسفہ کی طرف توجہ کی۔ ہارون الرشید نے جو عالیشان محکمہ کتب علمیہ کے ترجمے کا قایم کیا تھا۔ اور جسمین ہندو پارسی۔ عیسائی وغیرہ ہر مذہب و ملّت کے لوگ نوکر تھے جو مختلف زبانوں کی کتب فلسفیہ وطبیہ کے ترجمے کرتے رہتے تھے۔ مامون کی تکمیل فلسفہ مین بہت مددگار رہوا۔ لیکن اس موقع پر ہم اوسکی تفصیل نہین کرتے اور اوس موقع کے لیئے اوٹھا رکھتے ہین جہان ہم ملکی تاریخ سے فارغ ہوکر اوسکے عام اخلاق و عادات کا تذکرہ کرینگے اور اوسی موقع پر اوسکی علمی مجلسین۔ علما سے مناظرے۔ مسایل علمیہ کے متعلق ایجادات۔ فلسفہ کی ترویج کا حال لکھینگے۔ یہان مختصر طور پر صرف وہ حالات بیان کیئے ہین جو اوسکی ابتدائی تعلیم سے متعلق تھے۔

مامون کی ولیعہدی ۱۸۲ھ

ہارون کی اولاد ذکور ۱۲ تھی جنمین سے چار ایسے لایق وقابل تھے جنکو وہ ولیعہدی کے لیئے انتخاب کرسکتا تھا۔ مامون۔ امین۔ موتمن۔ معتصم۔ معتصم گو نہایت قوی اندام۔ دلیر۔ شجاع۔ اور فنون جنگ سے واقف تھا لیکن جاہل محض تھا۔[1] ہارون نے اس بنا پر اوسکو خلافت سے بالکل محروم کردیا۔

[1] سیوطی صفحہ ۳۲۰۔ ۱۲ منہ

امین کی ماں زبیدہ اور اوسکا ماموں عیسےٰ بن جعفر بن المنصور دربار مین ایک پولیٹکل طاقت رکھتے تھے کیونکہ ارکین دربار وافسران فوج جو اکثر بنی ہاشم سے تھے اتحاد نسب کی وجہ سے زبیدہ کے ساتھ تھے۔ ۱۷۵ھ مین عیسیٰ بن جعفر نے وزیر السلطنت فضل بن یحییٰ سے امین کی ولیعہدی کے لیئے سفارش کی۔ اگرچہ امین کی عمر اوسوقت کُل پانچ برس کی تھی اور اسوجہ سے خاندان شاہی کے چند ممبر اس تجویز پر راضی نہ تھے۔ تاہم فضل کی بات ٹالی نہین جا سکتی تھی۔ ہرون نے تمام دربار سے امین کے لیئے بیعت لی۔ امین اگرچہ نہایت ذکی الطبع۔ فصیح خوش تقریر۔ پاکیزہ رو اور شمایل تھا۔ اسکے ساتھ اوسنے۔ نحو۔ ادب۔ فقہ مین نہایت مہارت حاصل کی تھی لیکن عیش طلب اور راحت پسند تھا۔ ہارون کو بھی روز بروز اوسکی راحت طلبی کا زیادہ یقین ہوتا گیا۔ ماموں کی ذاتی خوبیوں نے ہارون کو بالکل اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ" مین ماموں مین منصور کا حزم۔ مہدی کی متانت۔ ہادی کی شان وشوکت۔ پاتا ہون۔ اور اگر اپنے آپ سے بھی اوسکو نسبت دینا چاہون تو دیسکتا ہون"۔ مینے" امین کو خلافت مین اوسپر ترجیح دی۔ حالانکہ مجھکو معلوم ہے کہ وہ فضول خرچ اور اپنی خواہشون کا مطیع ہے اور لونڈیان اور عورتین اوسکی مشیر کار ہین۔ اگر زبیدہ کا لحاظ اور بنو ہاشم کا دباؤ نہوتا تو مین ماموں کو ترجیح دیتا"۔[۵]

[۵] سیوطی صفحہ ۳۱۱۔

ہارون نے ایکدن ابو عیسیٰ [51] اپنے چھوٹے بیٹے سے جو حسن و جمال مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا کہا کہ "کاش تیرا حسن مامون کو ملا ہوتا"۔ خود مامون سے بھی وہ کہا کرتا تھا کہ "ساری خوبیان تجھی مین ہوتین تو خوب ہوتا۔ اور اگر میرے اختیار کی بات ہوتی تو مین ابو عیسیٰ کا حسن بھی تجھی کو دیتا [52]"۔

زبیدہ کو ان باتون سے نہایت رنج ہوتا تھا۔ وہ ہارون کو طعنہ دیتی تھی۔ کہ تم ایک کنیز زادہ کو میرے لخت جگر پر ترجیح دیتے ہو۔ دونون مین اکثر اس بات پر بحثین رہتی تھین اور چونکہ زبیدہ عام لیاقتون مین بھی امین کو مامون سے کم درجہ پر نہین تسلیم کرتی تھی۔ ہارون اکثر موقعون پر دونونکا امتحان لیتا تھا اور نتیجۂ امتحان پر زبیدہ کو شرمندہ ہونا پڑتا تھا۔ ایک دن اوسنے چند مسواکون کی طرف اشارہ کر کے جو اوسکے پاس رکھی تھین۔ امین سے پوچھا کہ یہ کیا چیزین ہین۔ امین نے کہا "مساویک" یعنی مسواکین۔ پھر اوسنے مامون کو بلا کر یہی سوال کیا اوسنے جواب دیا کہ "ضد محاسنک یا امیر المومنین [53]"

---

[51] ذراری صفحہ ۴۸۔ ۱۲ منہ

[52] تمام عباسی نسل مین خاندان خلافت۔ اور خاندان خلافت مین ابو عیسیٰ نہایت حسین اور صاحب جمال تھا۔ اسکے ساتھ شاعر نکتہ سنج اور موسیقی کا بڑا ماہر تھا۔ مامون الرشید کو ابو عیسیٰ سے نہایت محبت تھی۔ علامہ آغانی نے لکھا ہر کہ مامون الرشید اپنے بعد اوسی کو خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا۔ مگر افسوس کہ وہ یوسف جمال مامون کی زندگی ہی مین مر گیا۔ مامون نے کئی دن تک اوسکے غم مین کھانا نہین کھایا ۱۲ [53] مرآۃ الجنان ترجمۃ المامون ۱۲ منہ

ایک اور دن ہارون نے دو خاص غلامون سے کہا کہ امین سے تنہائی مین بطور خود پوچھو کہ جب خلافت آپکو ملیگی تو حضور ہمارے ساتھ کیا سلوک فرمائین گے۔ امین نے نہایت خوش ہوکر کہا کہ مین تمکو اسقدر انعام اور جاگیرین دونگا کہ نہال ہوجاؤ گے۔ مگر جب مامون کے پاس گئے تو اوسنے دوات جس سے لکھ رہا تھا اوٹھا کر اوسکے مونہہ پر پھینک ماری اور کہا کہ "بدمعاش جسدن امیر المومنین نہونگے تو ہملوگ جی کر کیا کرینگے۔ ہم اوسپر فدا نہوجائینگے"۔[سلہ] اسپر بھی ہارون امین کی ولیعہدی کو مسترد نہین کرسکتا تھا۔ مامون کے لئے اتنا کیا کہ ۱۸۲ھ مین امین کے بعد اوسکی ولیعہدی پر لوگون سے بیعت لی۔ اور سردست خراسان و ہمدان کے صوبجات کا گورنر مقرر کیا۔ تیسرے بیٹے قاسم کو جزیرہ ثغور و عواصم کی حکومت دی۔ اور مامون کو اختیار دیا کہ اگر قاسم لایق نہ ثابت ہو تو وہ معزول کرسکتا ہے۔ اگرچہ ہارون نے اس طور پر ملک کی تقسیم کر دی تھی۔ مگر وہ امین کی طرف سے مطمئن نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ امین خودغرض اور عیش پرست ہے اور چونکہ تمام عمایدبنی ہاشم اور فوج کا بڑا حصّہ اوسکا طرفدار ہے اوسکو دوسرون کی حق تلفی پر بآسانی جرأت ہوسکتی ہے۔ اس خیال سے ۱۸۶ھ مین جب وہ مکّہ معظمہ گیا تو امین کو تنہا خانۂ کعبہ کے اندر لیجا کر فہمایش کی پھر

سلہ ذراری صفحہ ۴۴۸ - ۱۲ منہ

مامون کو بلایا اور اوس سے بھی اس معاملہ کے متعلق دیر تک باتین کین
اسکے بعد دونون سے جدا جدا معاہدے لکھوائے جسمین ہر ایک نے اوس
تقسیم کو تسلیم کیا جو ہارون نے اونکے لئے تجویز کی تھی۔ صاحب روضۃ الصفا
نے لکھا ہے کہ تقسیم کی رو سے مامون کو جو ممالک ملے اونمین کرمان شاہ۔
نہاوند۔ قم۔ کاشان۔ اصفہان۔ فارس۔ کرمان۔ رے۔ قومس۔
طبرستان۔ خراسان۔ زابل۔ کابل۔ ہندوستان۔ ماوراء النہر ترکستان
داخل تھے۔ امین کو بغداد۔ واسط۔ بصرہ۔ کوفہ۔ شامات۔ سوادِ عراق۔
موصل۔ جزیرہ۔ حجاز۔ مصر۔ اور مغرب کی انتہا سے حدود تک کی حکومت
ملی۔ اس معاہدے پر دونون سے دستخط کرائے اور وہ ایک جمِ غفیر کے سامنے
جسمین یحیےٰ برمکی وزیر السلطنت جعفر بن یحییٰ۔ فضل بن الربیع حاجب
اور خاندانِ خلافت کے تمام اعیان او فقہا و علما شامل تھے۔ بآوازِ بلند
پڑھکر سنایا گیا۔ تمام حاضرین نے بطور شہادت کے اوسپر دستخط کئے۔ اور جب
ہر طرح سے مصدّق ہو گیا تو سونے کے نلوے مین جو زمرد و یاقوت سے مرصّع
تھا۔ رکھکر حرم کعبہ مین دروازہ کے اوپر آویزان کیا گیا۔ کعبے کے دربانون سے
حلف لیا گیا کہ اوسکی نہایت احتیاط کرینگے اور حج کے زمانے مین کسی منظر عام
پر وہ آویزان کر دیا جاویگا۔ اگرچہ یہ معاہدے نہایت طولانی اور بالکل فضول
باتون سے بھرے ہوئے ہین۔ تمام تحریر مین ایک بات بھی ایسی نہین جس سے

کوئی دقیق پولیٹیکل خیال پیدا ہو۔ تاہم اس خیال سے کہ وہ ایک قدیم زمانہ کی تحریر ہے اور اوس سے اوسوقت کے عام خیالات اور طریق معاملات کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہم بجنسہ اوسکا ترجمہ اس مقام پر لکھتے ہیں [۱]۔

دستاویز جو امین نے لکھی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ ایک تحریر ہے جسکو محمد بن امیر المومنین ہارون نے امیر المومنین ہارون کے لیے لکھا۔ بحالت ثبات عقل و صحت جسم و درستی فعل۔ اطاعتمندانہ بلا جبر و اکراہ کہ مجھکو امیر المومنین ہرون نے ولیعہد سلطنت کیا ہے اور عموماً تمام مسلمانون پر میری بیعت لازم کی میرے بھائی عبداللہ بن امیر المومنین کو میرے بعد میری رضامندی سے نہ جبر و اکراہ سے۔ خلافت اور ولیعہدی اور مسلمانون کے ہر ایک معاملے کی افسری۔ حاصل ہوگی۔ اور اوسکو امیر المومنین نے اپنی زندگی مین اور اپنے بعد خراسان اور اوسکے اضلاع و فوج۔ و خراج۔ و محکمۂ ڈاک و پرچہ نویسی۔ و بیت المال۔ و بیت الصدقہ۔ و عشر۔ و عشور کی ولایت دی ہے۔ پس مین اقرار کرتا ہون کہ جو کچھ امیر المومنین نے بیعت۔ و خلافت۔ و ولیعہدی۔ اور مسلمانونکی عام معاملات کی افسری میرے بھائی عبداللہ کو دی ہے۔ مین ان سب امور کو تسلیم کرونگا۔ خراسان اور اوسکے اضلاع کی حکومت جو اوسکو امیر المومنین نے عطا کی ہے۔ یا زمین خاصہ

[۱] علامہ ازرقی نے جو ۲۲۳ھ مین موجود تھا ان دونون معاہدون کو بتمامہا تاریخ مکہ مین نقل کیا ہو دیکھو تاریخ مذکور از صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۶ مطبوعہ جرمن مقام لینبرگ۔ ابن واضح کاتب عباسی نے بھی ان معاہدونکو اپنی تاریخ مین کسیقدر اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ۱۲ منہ

مین سے جو جاگیرین اوسکو دی ہین - یا کوئی جائداد خاص کردی ہے - یا کوئی زمین یا جاگیر اوسکو خریدی ہے - اور جو چیزین اپنی زندگی مین بحالتِ صحت از قسم مال وجواہرات واسباب وکپڑے وغلام ، مویشی - کم ہون خواہ زیادہ - اوسکو عنایت کی ہین - وہ سب عبداللہ بن امیر المومنین کی ہین - جو اوسکے لئے تسلیم کرلیا گیا ہے اور جسمین کچھ عذر نہین ہے - اور مینے اور عبداللہ بن امیر المومنین نے اون تمام چیزون کو ایک ایک کرکے بقید نام و نشان وجگہہ جان لیا ہے - اور اگر ہم دونون مین کسی چیز کی نسبت اون چیزون مین اختلاف راے ہو تو عبداللہ کا قول قابلِ تسلیم ہوگا - مین اون چیزون مین سے کسی چیز کو اپنا مال نہ قرار دونگا - نہ اوس سے چھینونگا - نہ کم کرونگا - وہ شے خواہ چھوٹی ہو خواہ بڑی - اور نہ ولایتِ خراسان نہ اور کسی صوبہ سے جسکی حکومت امیر المومنین نے اوسکو دی ہے مجھکو کچھ بحث ہوگی - مین عبداللہ کو اون صوبون سے نہ جدا کرونگا - نہ خلع بیعت کرونگا - نہ کسی اور کو اوسکا قایم مقام کرونگا - نہ کسی اور شخص کو ولیعہدی اور خلافت مین اوسپر مقدّم کرونگا - نہ اوسکی جان یا خون - یا صورت - یا ایک سر مو کو ضرر پہونچاؤنگا - نہ اوسکے جزوی یا کلی امور مین - یا حکومت - ومال - وجاگیر - وزمین خاصہ کے متعلق - کوئی رنج دہ بات کرونگا - کسی وجہ سے اوسکی کسی چیز مین تبدیلی نکرونگا - نہ اوس سے نہ اوسکے عمّال سے نہ اوسکے منشیون سے کچھ حساب کتاب سمجھونگا - خراسان اور اوسکے صوبون اور اون علاقون مین جسکی حکومت امیر المومنین نے اپنی زندگی مین وحالتِ صحت مین اوسکو دی ہے جو کچھ انتظامات خود اوسنے یا اوسکے عمّال نے کئے ہونگے - مثلاً خراج - خزانہ - طراز -

ڈاک - صدقات - عشر - عشور - وغیرہ - اوسکے درپے ہونگا - نہ اور کسی کو اجازت یا حکم دونگا - نہ ایسا خیال دلمین لاؤنگا - نہ اپنے لئے وہان کوئی جاگیر کی زمین طلب کرونگا - اور امیرالمومنین ہارون نے جو کچھ زمان خلافت مین اوسکو عطا کیا ہے جسکا اس دستاویز مین ذکر ہے اور جسپر مجھسے اور عام لوگون سے بیعت لیگئی ہے - اوسمین کچھ کمی نکرونگا - نہ اوکسی کو اجازت دونگا کہ اوس سے تعرض کرے - یا اوسکا مخالف بنے - یا اوسکی بیعت کو توڑے - اس بارہ مین کسی شخص کی خلق اللہ مین سے کوئی بات نہ سنونگا - نہ اوسپر ظاہر یا باطن مین راضی ہونگا - نہ اس سے چشم پوشی کرونگا - نہ غفلت کرونگا - اور نہ کسی نیک آدمی سے نہ بدسے نہ سچے شخص سے اور نہ جھوٹے سے - نہ ناصح سے - نہ فریب دہندہ سے - نہ قریب سے - نہ بعید سے - نہ اولاد آدم مین سے کسی شخص سے - نہ مرد سے - نہ عورت سے - کوئی ایسا مشورہ - یا فریب - یا حیلہ - کسی بات مین - ظاہر یا باطن مین - حق یا باطل مین - قبول کرونگا - جس سے کسی معاہدہ یا شرط کا فاسد کرنا مقصود ہو - جو مینے عبداللہ بن امیرالمومنین سے کی ہے اور جسکا اس دستاویز مین ذکر ہے - اور اگر کوئی شخص عبداللہ سے برائی کا ارادہ کرے - یا ضرر پہونچانا چاہے - یا اوسکی بیعت توڑنا چاہے - یا اوس سے ارادہ جنگ کرے - یا اوسکی جان - یا جسم - یا سلطنت - یا مال - یا حکومت مین - مجتمعۃً - یا تنہا - ظاہر - یا باطن مین کچھ تعرض کرنا چاہے - تو میرا فرض ہوگا کہ اوسکی مدد کرون - اور حفاظت کرون - اور جو اپنی جان - وجسم - ومال - وخون - وچہرہ - وحرم - وحکومت سے دفع کرون وہ اوس سے بھی دفع کرون - اور اوسکی اعانت کو لشکر بھیجون - اور ہر مخالف کے

مقابلہ مین اوسکی مدد کرون - اور نہ چھوڑ دون اوسکو اور نہ الگ ہو جاؤن اوس سے - اور جبتک مین زندہ ہون اس بارہ مین اوسکے کام کو اپنا کام سمجھونگا - اور اگر امیر المومنین کو موت آ جائے اور مین اور عبداللہ بن امیر المومنین اوسوقت امیر المومنین کے پاس موجود ہون - یا ہم مین سے صرف ایک شخص حاضر ہو - یا کوئی نہ حاضر ہو - ایک ہی جگہہ ہون یا مختلف مقامات مین - اور عبداللہ بن امیر المومنین - خراسان کے علاقۂ حکومت مین نہو - تو میرا فرض ہوگا کہ اوسکو خراسان روانہ کرون - اور وہانکی حکومت - وصوبہ - وفوج - اوسکے حوالے کرون - مین اسمین نہ تاخیر کرونگا نہ اوسکو روکونگا - نہ اپنے سامنے - نہ کسی اور شہر مین خراسان کے ادھر - اور فورًا اوسکو روانہ کردونگا - خراسان اور اوسکے مضافات کا حاکم کرکے مستقل طور پر بغیر اسکے کہ کسی کو اوسکا شریک کرون - اور اون سب لوگون کو اوسکے ساتھ کرونگا - جنکو امیر المومنین ہارون نے عبداللہ کی ہمراہی مین مخصوص کیا ہے - از قسم افسران فوج - ولشکر - وندیم - ومنشی - وعمّال - وغلام - وخدام - اور جو اوسکے ہمراہ ہون - مع اونکے اہل و عیال کے - انمین سے مین کسی کو نہ روکونگا - اور نہ کسی کو اوسمین شریک کرونگا - مین عبداللہ پر نہ کوئی امین بھیجونگا - نہ پرچہ نویس - نہ بندار - اور نہ قلیل یا کثیر مین اوسکا ہاتھہ پکڑونگا -

جو کچھ اس تحریر مین مینے شرطین کین اور جو کچھ لکھا ہے - اونکی نسبت امیر المومنین ہارون کو اور عبداللہ بن امیر المومنین کو نوشتہ دیتا ہون خدا کا اور امیر المومنین کا اور اپنا اور اپنے آبا و اجداد کا اور تمام مسلمانونکا - اور وہ سخت عہد جو خدا نے انبیا اور مرسلین اور علمۂ خلایق

سے لئے ہین - اور اوس قسم کے عہد و میثاق اور قسمین جنکے پورے کرنیکا - خدا نے حکم دیا ہے - اور جسکے توڑنے اور بدلنے سے ممانعت کی ہے - پھر اگر مین توڑ دون کوئی شرط جو مینے امیر المومنین ہارون اور عبد اللہ بن امیر المومنین سے کی ہے اور جسکا اس تحریر مین ذکر ہے - یا خیال کرون اوس چیز کے توڑنے کا جسپر مین قایم ہون - یا اوسکو بدلون - یا خیال کرون - یا بد عہدی کرون - یا کسی شخص سے چھوٹے یا بڑے - نیک - یا گنہگار - مرد - یا عورت - جماعت - یا تنہا - کسی سے کوئی بات اوسکے خلاف قبول کرون - تو مین بری ہون - خدا سے عز و جل سے اور اوسکی ولایت سے اور اوسکے دین سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے - قیامت کے دن مشرک ہوکے خدا سے ملون - اور ہر ایک عورت جو آج میرے عقد نکاح مین ہے یا آیندہ تیس برس تک میرے عقد نکاح مین آئے - مطلقہ ہو تین طلاق سے طلاق الحرج - اور مجھپر فرض ہوگا بیت اللہ کو ننگے پاؤن پیادہ جانا تیس حج کہ جو مجھپر نذر اور واجب ہونگے - خدا نہ قبول کرے مگر اوسکا پورا کرنا - اور جو مال آج میرا ہے یا جسکو مین تیس برس تک حاصل کرون - نذر کعبہ کے لیے مجھکو بطور ہدیہ کے بھیجنا ضرور ہوگا - اور جتنے غلام آج میرے مملوک ہین - یا آیندہ تیس برس تک ہون سب آزاد ہونگے - اور جو کچھ مینے ہرون امیر المومنین اور عبد اللہ بن امیر المومنین کے لئے لکھا ہے اور شرط کی ہے اور قسم کھائی ہے اور اس تحریر مین ذکر کیا ہے مجھکو اوسکا پورا کرنا لازم ہوگا - مین اوسکے خلاف دلمین کوئی خیال نہ لاؤنگا - اور اوسکے سوا نیت نکرونگا - اور اگر دلمین ایسا خیال لاؤن یا کچھ اور نیت کرون تو یہ عہد و پیمان اور قسمین

ب مجھپر لازم اور واجب ہونگی - اور امیر المؤمنین کے افسران فوج اور خود لشکر -
تمام شہرون کے لوگ اور عام مسلمان سب میرے عہد بیعت و خلافت و ولایت - سے
ہونگے - اور میرے خلع بیعت سے اونپر کچھ مواخذہ نہوگا - حتیٰ کہ مین ایک بازاری
کے برابر ہونگا - مجھکو اون لوگون پر کچھ حق نہوگا - نہ ولایت - نہ اطاعت - نہ بیعت
ن لوگون کو سنے مواخذۂ شرعی ان تمام قسمون اور عہدون کا توڑنا جائز ہوگا جو
ون نے میرے حق مین کیئے ہین[۱]"

ن نے بھی ایک ایسی ہی دستاویز لکھی یا اوسکی طرف سے لکھی گئی - جسکا
مہ یہ ہے کہ " امیر المؤمنین ہرون نے مجھکو امین کے بعد ولیعہد کیا اور امین
ایک دستاویز لکھی جسمین اوسنے میرے حقوق کو اس تفصیل سے تسلیم کیا اور اوسپر
ائی - مین بھی امین کی اطاعت کرونگا - اور اگر فوج وغیرہ کی مدد چاہیگا تو کافی اعانت
ا - جبتک کہ وہ اپنے اقرار سے نہ پھرے - اور اگر امین چاہیگا کہ اپنے بیٹون مین سے
و میرے بعد ولیعہد کرے تو مین اوسکو تسلیم کرونگا - بشرطیکہ امین میرے حقوق مین
ندازنہ ہو - لیکن اگر خود امیر المؤمنین ہارون اپنے فرزندون مین سے کسی کو میرے بعد
قرار دین - تو مجھکو اور امین کو تسلیم کرنا لازم ہوگا -

، تو بظاہر امین و مامون - ملکی تقسیم اور جاہ و اقتدار مین برابر کے حصّہ دار
- مگر متعدد تجربون نے ثابت کر دیا تھا کہ امین - خلافت کے بوجھ کو

[۱] معاہدہ پر ۲۰ بڑے بڑے عمایدو اعیان کے دستخط ہین جنمین تعطیل کے خوف سے اونکے نام نہین لکھے ۱۲ منہ

کسیطرح سنبھال نہین سکتا۔ اِسی خیال سے ہٰرون نے اوسکے اختیارات کم کرنے شروع کئے اِسی کے ساتھہ مامون کو ہر موقع پر ترجیح دی۔ اور گویا طریق عمل سے بتا دیا کہ خلافتِ اعظم کا مستحق مامون ہے۔ نہ امین۔ سنہ ۱۸۹ھ مین بمقام قرماسین۔ علیٰ روس الاشہاد ظاہر کیا کہ مال۔ خزانہ۔ اسلحہ۔ اسباب۔ جو کچھ ہے مامون کا ہے پھر تمام دربار سے کہا کہ تم لوگ اِسپر گواہ رہو۔ سنہ ۱۹۰ھ مین جب روم پر حملہ آور ہوا تو شہر رقہ پر جسکو بجاے بغداد کے دارالخلافہ قرار دیا تھا مامون کو اپنا جانشین کر گیا۔ اور تبرکًا۔ خلیفہ منصور کی خاتم خلافت بھی عنایت کی۔ امین اِن کارروائیون کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا تھا مگر کچھ کر نہ سکتا تھا سنہ ۱۹۳ھ مین خراسان کے بعض اضلاع مین بغاوت برپا ہوئی۔ جسکے فرو کرنے کو۔ ہٰرون خود روانہ ہوا۔ راہ مین بیمار ہوا اور تمام ملک مین یہ خبر عام ہو گئی۔ امین کی سازش کے لئے یہ ایک عمدہ موقع تھا۔ کیونکہ دربار مین جتنے صاحب منصب تھے سب اوسکے طرفدار تھے اور خصوصًا وزیر اعظم فضل بن الربیع تو گویا امین کا دست و بازو تھا۔ وہ عرب کی نسل سے تھا اور امین نے اوسی کے اہتمام مین تعلیم و تربیت پائی تھی۔ ہٰرون کے ساتھ اوسوقت اگرچہ امین و مامون دونون مین سے کوئی نہ تھا مگر فضل بن الربیع کی وجہ سے دربار پر امین کا اثر غالب تھا۔

ہارون کی بیماری کی خبر سنکر امین نے فورًا ایک قاصد روانہ کیا اور بہت سے

خطوط دیئے جو اہلِ دربار کے نام تھے۔
ہرون الرشید نے اِسی مرض مین ۳- جمادی الثانی ۱۹۳ھ مین انتقال کیا۔ اوسکے مرنے کے بعد قاصد نے امین کے خطوط جنکا مشترک مضمون یہ تھا کہ "فوج مع تمام خزانہ وسلاح واسباب کے دار الخلافۃ بغداد مین حاضر ہو" تمام درباریون کو حوالے کیے۔ افسرانِ فوج اور بعض عمائد اِس حکم کی تعمیل مین کسیقدر متامل ہوئے۔ لیکن فضل الربیع وہ شخص تھا کہ سارا دربار اوسکے اشارون پر حرکت کرتا تھا۔ اوسنے لوگون کو یقین دلادیا کہ "امین کے سامنے جو خاص دار الخلافۃ پر قابض ہے۔ مامون کو ہرگز فروغ نہین ہوسکتا" چونکہ فوج بھی سکونت کے تعلق سے بغداد ہی کیطرف مائل تھی۔ امین اپنی تدبیر مین پورا کامیاب ہوا۔ مامون کی بدقسمتی اِس سے زیادہ کیا ہوگی کہ فوج وحشم ایک طرف۔ خزانہ عامرہ مین سے۔ جسمین اسباب وجواہرات کے علاوہ پچاس کرور کے صرف درہم ودینار تھے۔ اوسکو ایک حبّہ بھی نصیب نہ ہوا۔ غرض متفقًا سب نے بغداد کا رُخ کیا۔ مامون اوسوقت مرو مین تھا جب یہ خبر پہونچی تو ارکینِ دربار کو جمع کیا اور صلاح پوچھی۔ سب نے بڑے جوش سے کہا کہ "دو ہزار سوار ساتھ ہون توہم شاہی فوج کو بزور واپس لاسکتے ہین"۔ مگر فضل بن سہل نے جو وزارتِ اعظم کے پایہ پر ممتاز تھا۔ مامون کو الگ لیجاکر کہا کہ "یہ گنتی کے آدمی۔ شاہی فوج پر جسکا شمار نہین ہوسکتا فتح تو کیا حاصل کرسکتے ہین۔ جب شکست کھاکر

جان سے نا امید ہو گئے تو حضور کو امین کے حوالہ کر دینگے کہ اس کارگذاری کے صلے مین اپنی جانین بچا لین۔ اگر یہی منظور ہے تو خط بھیجکر پہلے فوج کا عندیہ دریافت کر لیا جائے"۔ دو خاص خادم یہ نامہ لیکر گئے۔ فضل بن الربیع نے خط پڑھکر کہا" مین تو رائے عام کا پابند ہون جسطرف سب ہو نگے مین بھی ہونگا"۔ لیکن عبدالرحمن ایک افسر فوج نے قاصدون کے پہلو پر نیزہ رکھکر کہا کہ" تمھارا آقا ہوتا تو یہ برچھی اُسکے پہلو سے پار ہو چکی ہوتی"۔ اب مامون کو چندور چند مشکلون کا سامنا تھا۔ ادھر تو اوسکے مالی اور فوجی دونون بازو ضعیف تھے۔ اودھر یہ ڈھنگ دیکھکر خراسان کی اکثر سرحدی ریاستین بغاوت پر کمربستہ ہو گئین۔ مامون خلافت سے یک لخت مایوس ہو گیا اور اگر فضل بن سہل نے نہایت استقلال سے اوسکو تسکین نہ دی ہوتی تو غالبًا وہ حکومت سے دست بردار ہو جاتا۔ اوسنے فضل سے صریح لفظون مین کہدیا کہ" سلطنت مجھسے نہین سنبھل سکتی تم سیاہ و سپید کے مالک ہو۔ اور مین عنانِ حکومت تمھارے ہاتھ مین دیتا ہون"۔

فضل کو بظاہر کوئی سہارا نہ تھا اوسنے خود مامون کے افسرانِ فوج سے جب اعانت کی درخواست کی تو سب نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ" حاشا! ایسے دو بھائیون کے معاملہ مین کون دخل دیسکتا ہے"۔ تاہم فضل کے عزم وثبات مین ذرا فرق نہ آیا اوسنے اپنے مضبوط اور پیش بین دل سے یہی صدا سُنی

کہ "مامون ضرور کامیاب ہوگا" مامون کے ساتھ اگرچہ فوجی جمعیت بہت کم تھی۔ لیکن علما وفضلا کا ایک بڑا گروہ موجود تھا۔ جو اوسکی علمی مجلسون کو رونق دیتا تھا۔ اور جنکے زہد وتقویٰ کا ملک پر بڑا اثر تھا۔ فضل نے اِن مذہبی جنرلون سے جو کام لیا۔ بڑے بڑے فوجی افسرون سے بھی نہین ہوسکتا تھا۔ یہ لوگ تمام اطراف و دیار مین پھیل گئے اور وعظ و افتا کے ذریعے سے وہ اقتدار حاصل کیا کہ اونکی ایک صدا پر ملک کا ملک اُمنڈ آتا۔

مامون نے خود بھی فصل خصومات اور شاہانہ فیاضیون سے ایسا حُسن قبول حاصل کیا کہ اوسکے عدل وانصاف کے گھر گھر چرچے تھے خصوصًا خراسان کا ایک چوتھائی خراج معاف کردینے سے۔ تمام ملک اوسکے ساتھ جان دینے پر آمادہ ہوگیا اور بڑے جوش سے یہ صدائین بلند ہوئین۔ کہ "کیون نہو! ہمارا بھانجا۔ اور ہمارے پیغمبر صلعم کے چچا کا بیٹا ہے" چونکہ مامون کی مان عجمی تھی اسلئے تمام ایرانی اوسکو اپنا بھانجا کہتے تھے۔

مامون وامین کی مخالفت

امین کو اس کامیابی کے بعد مامون سے کچھ بحث نہین رہی تھی۔ اوس نے تخت نشینی کے دوسرے ہی دن قصر المنصور کے سامنے ایک گیند گھر طیار کرایا۔ فرامین بھیجے کہ قوال۔ مسخرے۔ ارباب نشاط۔ جہان جہان ہون اونکی تنخواہین

مقرر کردیجائین اور دارالخلافت کو روانہ کئے جائین۔ ہاتھی۔ عقاب۔ سانپ شیر۔ گھوڑے کی شکل کی کشتیان بنوائین اور اونمین بیٹھکر عالم آب کی سیر کیا کرتا تھا۔ ان صحبتون مین اوسکو مامون کا خیال بھی نہین رہا۔ لیکن فضل بن الربیع جو مامون کی ناکامی کا اصلی باعث تھا اور انھین کارروائیون کے صلہ مین وزیراعظم مقرر ہوا تھا۔ مامون کیطرف سے مطمئن نہ تھا۔ اوسنے امین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ "مامون خلافت سے معزول کردیا جائے"۔ امین نے پہلے تو انکار کیا۔ مگر فضل نے کہا کہ "اوّل جو بیعت تمام ملک سے لیگئی۔ وہ آپکے لئے تھی اور غیر مشترک تھی۔ پھر ہارون الرشید کو اوسمین کسی قسم کی تبدیلی کا کیا اختیار تھا"؟ یہ بات امین کے دلمین اوتر گئی۔ اور اسپر آمادہ ہوا کہ مامون کو معزول کر کے موسیٰ کے لئے جو اوسکا صغیر السن لڑکا تھا بیعت لے دربار مین اگرچہ زیادہ وہی لوگ تھے جو امین کی ہان مین ہان ملاتے۔ تاہم جب عام دربار سے راے طلب ہوئی تو عبداللہ بن خازم نے بیباکانہ کہا کہ "اسلام مین آجتک کسی نے عہدشکنی نہین کی۔ آپ یاد رکھین کہ اوسکی تاریخ آپکے عہد سے شروع ہوتی ہے"۔ امین نے خفا ہوکر کہا کہ "چپ رہ۔ عبدالملک تجھسے زیادہ عاقل تھا۔ اوسکا قول ہے کہ "ایک جنگل مین دو شیر نہین رہ سکتے"۔ پھر افسرانِ فوج طلب ہوئے۔ خزیمہ نے صاف مخالفت کی۔ اور کہا کہ "اگر آپ مامون کی بیعت توڑتے ہین۔ تو ہمسے بھی اپنی نسبت

...امید نہ رکھئے"

...ن اوسوقت اِس ارادہ سے باز رہا۔ مگر فضل بن الربیع کا جادو بے اثر
...ن جاسکتا تھا۔ چند روزون کے بعد تمام ملک مین احکام بھیجدئے کہ خطبون
...ں مامون کے بعد موسیٰ کا نام پڑھا جاے۔ مامون اپنی قوت کا اندازہ
...رچکا تھا۔ اب اوسنے علانیہ مخالف کارروائیان شروع کین۔
...ن نے جب شاہزادہ عباس کو مامون کے پاس سفیر کرکے بھیجا کہ موسیٰ
...ں ولیعہدی تسلیم کرے تو اوسنے صاف انکار کیا۔ اسیطرح امین نے خراسان
...ے بعض اضلاع طلب کئے تو مامون نے قاصدون سے کہدیا کہ" امین کو
...قسم کی خواہشون سے باز آنا چاہیئے" یہ کارروائیان گویا دیباچہ جنگ
...ین اور اسوجہ سے مامون نے احتیاطاً تمام ممالک مین فرامین بھیجے کہ
...ئی شخص جبتک سند اجازت نہ رکھتا ہو یا مشہور تاجر نہ ہو۔ ممالک محروسہ مین
...ل نہین ہوسکتا۔ فوجی افسرون کو تاکید لکھی کہ سرحدی مقامات پر
...ول سے زیادہ فوج و سامان طیار رہے۔ طاہر بن حسین کو روانہ کیا
...جسقدر جلد ممکن ہو رَی پہونچکر دشمن کا سدّ راہ ہو۔

مامون پر فوج کشی سنہ ۱۹۵ھ

...ین تو بہانہ ڈھونڈتا تھا۔ مامون کی گستاخیان اشتہار جنگ کے لئے اور بھی

محرک ہوئین امین نے وہ دستاویزین جو معاہدہ بیعت کی نسبت لکھی گئی تھین مکہ معظمہ سے منگواکر چاک کرڈالین - اور موسیٰ اپنے بیٹے کو جو ہنوز پنج سالہ لڑکا تھا - ناطق بالحق کا خطاب دیا - عمال کو تاکیدی فرمان بھیجے کہ خطبون مین مامون کے بجاے موسیٰ کا نام پڑہا جاے - فوج کو طیاری کا حکم دیا - سپہ سالار فوج علی بن عیسیٰ کو دو لاکھ دینار انعام مین دلواے اور سات ہزار مغرق خلعتین معمولی افسرون کو تقسیم کین - کوچ کے دن فوج اس سروسامان سے آراستہ ہوکر نکلی کہ بغداد کے بڑے بڑے معمر اور سن رسیدہ جو فوجی جاہ وحشم کے ہزارون تماشے دیکھہ چکے تھے حیرت زدہ رہگئے - علی بن عیسیٰ روانگی کے وقت زبیدہ خاتون (امین کی ماں) سے رخصت ہونے گیا - زبیدہ نے چاندی کی ایک زنجیر منگا کر دی کہ مامون گرفتار ہو تو اسمین مقید کرکے لانا - اسکے ساتھہ یہ نصیحتین کین کہ " امین اگرچہ میرا لخت جگر ہے تاہم مامون کا بھی مجھپر بہت کچھہ حق ہے - تم جانتے ہو کہ وہ کسکا بیٹا اور کسکا بھائی ہے - گرفتار ہو تو پاس ادب ملحوظ رکھنا - سخت کہے تو برداشت کرنا - راہ مین رکاب تھام کر چلنا - کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پاے - تو جانتا ہے کہ اوسکا کیا مرتبہ ہے - یاد رکھہ کہ تو اوسکا کسیطرح ہمسر نہین ہوسکتا " غرض علی پچاس ہزار فوج لیکر ری کی طرف بڑہا - راہ مین جو قافلے ملتے تھے - بتفق اللفظ بیان کرتے تھے کہ طاہر ری مین بڑی طیاریان کر رہا ہے - مگر علی - کثرت فوج پر اسقدر مغرور تھا

کہ اوسکو مطلق پروا نہ تھی - وہ برابر بڑھتا ہوا - رَی کی حد تک پہونچ گیا -
طاہر کو لوگون نے راے دی کہ شہر مین رہکر علی کا مقابلہ کیا جاے کیونکہ ایسی
مختصر فوج میدان مین کام نہین دیسکتی - طاہر نے کہا کہ "اگر دشمن کی فوجین شہرپناہ
تک پہونچ گئین تو اوسکا ظاہری غلبہ دیکھکر خود شہر والے ہمپر ٹوٹ پڑینگے"۔
طاہر صرف چار ہزار فوج لیکر باہر نکلا - علی بھی قریب پہونچگیا تھا - دونون فوجین
صف آرا ہوئین - علی کی فوج نہایت ترتیب سے بڑھی - سب سے آگے
زرہ پوشون کا رسالہ تھا - پیچھے سو سو قدم کے فاصلہ پر دس علم - اور ہر علم کے
نیچے سَو سوار تھے علمون کے پیچھے خاص شاہی گارڈ تھا جسکے قلب مین
علی تھا اور اوسکے پہلو مین بڑے بڑے تجربہ کار افسر تھے - طاہر کی فوج
گو نہایت مختصر تھی مگر اوسکے پرزور خطبون نے ہر شخص مین وہ جوش بھر دیا تھا کہ
دشمن کی کثرتِ فوج کا کسی کو خیال ہی نہ تھا - سب سے پہلے جس شخص نے صف سے
نکلکر لڑائی کی ابتدا کی وہ حاتم طائی - علی - کی فوج کا ایک نامور بہادر تھا - طاہر نے
یہ انتظار نکیا کہ اوسی کے رتبہ کا کوئی سوار اوسکا مقابل ہو - اوسکو صرف اپنے زور بازو
پر اعتماد تھا - خود مقابلہ کو نکلا اور جوش غضب مین دونون ہاتھون سے قبضہ
پکڑ کر اس زور سے تلوار ماری کہ ایک ہی ضرب نے حاتم کا فیصلہ کر دیا - اِسی کے
صلہ مین زبانِ خلایق سے اوسکو ذوالیمینین کا لقب ملا یعنی "دائین ہاتھون والا"
اب عام لڑائی شروع ہوئی - علی کی فوج نے طاہر کے میمنہ اور میسرہ پر اس زور

سے حملہ کیا کہ طاہر کی فوج کے قدم اوکھڑ گئے تاہم وہ بذاتِ خود ثابت قدم رہا۔ اور دوبارہ فوج کو ترتیب دیکر اہلِ علم پر حملہ آور ہوا - اوسکے پے در پے حملون نے علم برداروں کی صفین اولٹ دین - پھر کچھ ایسی ہل چل پڑی کہ تمام فوج ابتر ہوگئی - علی نے ہزار سنبھالا مگر سنبھل نہ سکی - اِسی ہنگامہ مین دفعتًا ایک تیر آکر لگا اور علی کا خاتمہ ہوگیا - طاہر نے فتح قطعی حاصل کی اور مامون کو ان مختصر لفظون مین نامۂ فتح لکھا کتابی الی امیرالمومنین و راس علیؔ بین یدای و خاتمہ فی اصبعی و جندہ مصرؔ فون تحت امری - یعنی " مین امیرالمومنین کو خط لکھ رہا ہون اور علی کا سر میرے سامنے ہے - اوسکی انگوٹھی میری اونگلی مین ہے اور اوسکی فوجین میرے زیرِ حکومت ہین " قاصدون نے ری سے مرو تک کی مسافت جو ڈہائی سو فرسنگ سے کم نہ تھی - تین دن مین طے کی اور چوتھے دن مامون کے دربار مین حاضر ہوئے - دو دن کے بعد علی کا سر پہونچا - اور بنظرِ عبرت تمام خراسان مین تشہیر کیا گیا -

امین - حوض کے کنارے - کوثر اپنے پیارے غلام کے ساتھ مچھلیون کا شکار کھیل رہا تھا - حوض مین رنگ برنگ کی مچھلیان پڑی تھین - جنکو سونے کی نتھنیان پنھائی تھین - نتھنیون مین بیش قیمت موتی پڑے تھے کہ جسکے شکار مین جو مچھلی آئے موتی بھی اوسی کو ملے - امین خوبصورت لونڈیون کے ساتھ ہمیشہ اوسکے کنارے شکار کھیلا کرتا تھا - آج بھی وہ اسی شغل مین تھا کہ دفعتًہ مسرور نے فوج کی

شکست اور علی کے مارے جانے کی خبر سنائی - امین نے جھلا کر کہا "چپ بھی رہ! کوثر دو مچھلیان پکڑ چکا ہے اور مجھکو صبح سے ابتک ایک بھی نہین ملی" شکار سے فارغ ہوا تو فضل بن الربیع کو طلب کیا - اوسنے شکست کی یہ تلافی کی کہ مامون کے وکیل کو جو بغداد مین رہتا تھا پکڑ بلایا اور مال و اسباب کے علاوہ دس لاکھ روپئے وصول کیے -

امین نے ایک اور فوج طیار کی جسکی تعداد بیس ہزار سے کم نہ تھی - عبدالرحمن سپہ سالار مقرر ہوا - اس زمانہ مین طاہر ہمدان کے قریب مقیم تھا - یہ فوج بھی ہمدان کی سرحد پر پہونچکر ٹھہری - عبدالرحمن نے اس شہر کو صدر مقام قرار دیا اور ضروری موقعون پر سوار و پیادے متعین کیے - طاہر نے شہر پر حملہ کیا - مہینون محاصرہ رہا - آخر عبدالرحمن امن کا طالب ہوا اور شہر چھوڑ کر کسی طرف نکلگیا - طاہر قزوین پر بڑھا یہانکا عامل جسکا نام کثیر تھا - اوسکی آمد کی خبر سنکر پہلے ہی بھاگ گیا تھا - قزوین پر توقبضہ ہوگیا مگر دفعتہً عبدالرحمن ایک فوج عظیم لیکر پہونچا - اور اس تیزی سے حملہ آور ہوا کہ طاہر کی فوجین ہتھیار بھی نہ سنبھال سکین - صرف پیادون کی جماعت مسلح تھی اور وہ نہایت ثابت قدمی سے لڑی - اتنی فرصت پاکر سوارون نے بھی ہتھیار سنبھالے - اور سخت معرکہ ہوا - عبدالرحمن کی فوج نے شکست کھائی - تاہم وہ خود ثابت قدم رہا اور جب اوسکے ساتھیون نے کہا کہ "اب لڑنا بے سود ہے - بھاگ چلیئے" - تو اوسنے نہایت غیظ سے کہا کہ "مین خلیفہ امین کو

شکست کھایا ہوا مونہہ دکھانا نہین چاہتا" نہایت بہادری سے لڑا اور مارا گیا۔ اِس فتح نے دور دور تک طاہر کا سکّہ بٹھا دیا۔ جبل کے تمام علاقے اوسکے قبضہ مین آ گئے۔ تاہم یہ شکستین امین کے حوصلہ کو پست نہ کر سکین۔ اوسنے ایک اور عظیم الشان فوج آراستہ کی جو تعداد مین کم و بیش چالیس ہزار تھی۔ سپہ سالار وہ مقرر کیے جو دولتِ عبّاسیہ کے مشہور اور نامور افسر تھے یعنی احمد بن زید و عبدالرحمن بن حمید۔ طاہر۔ اِن بہادرون کا کسیطرح مقابلہ نہین کر سکتا تھا۔ اور اِس بات کو وہ خود بھی سمجھ گیا تھا۔ اب اوسنے تلوار کے بدلے تدبیر سے کام لیا۔ جعلی خطوط اور قاصدون کے ذریعے سے ان دونون افسرون مین پھوٹ ڈالدی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ خود یہ دونون آپسمین لڑ گئے۔ مدّت تک ایکدوسرے کے مقابلے مین شجاعت کے جوہر دکھاتے رہے اور جس طاقت سے طاہر کے مقابلے کو آئے تھے باہم گر صرف کر کے بغداد واپس گئے۔

اِن فتوحات نے مامون کی امیدین وسیع کر دین۔ امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ اور درباریون کو بڑے بڑے عہدے دیے۔ فضل کو اُن تمام ممالک کا گورنر مقرر کیا۔ جو ہمدان سے تبّت تک طول مین۔ اور بحر فارس سے جرجان و بحر دیلم تک عرض مین خاص خلافت مامون کے زیر نگین تھے اِسکے ساتھ ذوالریاستین کا لقب دیا اور تیس لاکھ درہم ماہوار تنخواہ مقرر کی۔ اسیطرح حسن بن سہل کو وزیر الخراج۔ علی بن ہشام کو وزیر الحرب۔ نعیم کو وزیر القلم مقرر کیا۔

اہواز۔ بصرہ۔ بحرین۔ عمان وغیرہ

طاہر خود شلاشان مین ٹھہرا اور رستمی کو اہواز پر بھیجا۔ محمد بن یزید بن حاتم المہلبی جو امین کا عامل تھا اسی اطراف مین موجود تھا۔ رستمی کی آمد سنکر اہواز پہونچا اور قلعہ بندی شروع کی۔ مگر اوسکے دوسرے ہی دن رستمی۔ اور قریش (جسکو طاہر نے ایک فوج گران کے ساتھ رستمی کی مدد کو بھیجا تھا) پہونچے نہایت سخت معرکہ ہوا۔ محمد کی فوج نے شکست کھائی۔ مگر وہ خود چند جان نثار غلامون کے ساتھ میدان جنگ مین کھڑا رہا اگرچہ فتح سے ناامید ہو چکا تھا تاہم اوسنے اپنے غلامون سے کہا کہ "جو بھاگ گئے اونکے واپس پھرنے کی امید نہین۔ جو ساتھ ہین اونکا ثابت قدم رہنا یقینی نہین۔ مین تو لڑکر مارا جاؤنگا۔ تمکو اجازت ہے جدھر چاہو چلے جاؤ۔ مین تمھارے مرنے سے بہرحال تمھارا زندہ رہنا زیادہ پسند کرتا ہون"۔ سب نے متفق اللفظ کہا کہ "آپکے بعد دنیا اور زندگی دونون پر لعنت ہے"۔ محمد اور اوسکے جان نثار غلام گھوڑون سے اوتر پڑے اور پیادہ حملہ آور ہوئے۔ اگرچہ محمد نے طاہر کے بہت سے آدمی ضایع کئے مگر خود جانبر نہو سکا۔ محمد عرب کے مشہور خاندان آل مہلب سے تھا جسکی دلیری اور بہادری۔ عرب کے کارنامون مین ضرب المثل کی طرح مشہور ہے۔ اور چونکہ وہ خود بھی نہایت شجاع اور یادگار سلف تھا۔ طاہر کو بھی اوسکے مارے جانے کا افسوس رہا۔ اس فتح نے۔ اہواز۔ یمامہ۔ ۱۹۵ھ

بحرین۔ عمان۔ تک مطلع صاف کردیا۔ اور یہ تمام علاقے طاہر کے قبضہ مین آگئے۔ اب وہ واسط کی طرف بڑھا۔ یہان کا عامل پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔ کوفہ۔ بصرہ۔ موصل کے عاملون نے خود طاہر کے پاس اطاعت کے خطوط بھیجے اور رجب سنہ ۱۹۶ھ تک طاہر کی فتوحات سے صرف بغداد اور اوسکے متعلقات بچ رہے

سنہ ۱۹۶ھ مداین مین برکی نے بہت کچھ طیاریان کین۔ دارالخلافہ سے بھی ہر روز مدد چلی آتی تھی۔ مگر طاہر کا کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ جب برکی اوسکے مقابلہ کو نکلا تو فوج کی صفین بھی درست نہو سکین ایک کو سنبھالا تو دوسری ابتر ہوگئی۔ مجبور ہو کر خود سب کو اجازت دیدی کہ جہان چاہین چلے جائین۔

اِن فتوحات کی شہرت عام ہوتی جاتی تھی اور ملک مین مامون کا اقتدار بڑھتا جاتا تھا۔ حرمین مین بھی اوسکا سکّہ و خطبہ جاری ہوگیا۔ داؤد جو مکہ معظمہ کا حاکم تھا اوسنے تمام اعیانِ عرب کو جمع کیا اور مجمع عام مین ایک نہایت پر اثر تقریر کی جب امین کی بُرائیان کین تو ان فقرون نے ساری مجلس کو چُپ کرادیا کہ "یہ وہی امین ہے جسنے حرمتِ حرم کا بھی خیال نہین کیا اور جن معاہدون کی تصدیق صحن کعبہ مین ہوئی تھی اونکو چاک کرکے آگ مین جلادیا" داؤد اِس تقریر کے بعد ممبر پر چڑھ گیا اور سر سے ٹوپی اوتار کر پھینک دی کہ اسیطرح مین امین کو خاک پر پھینکتا ہون۔ سب نے غائبانہ مامون کے لئے بیعت کی۔ مامون کو جب یہ خبر پہونچی تو داؤد کو پانچ لاکھ درہم بطور نذر کے بھیجے۔ اور مکہ کی حکومت

اوسپر ستزاد کی۔ چند روز کے بعد یمن وغیرہ کے عمال نے بھی طاہر کی اطاعت قبول کی اور امین کی حکومت بغداد کی حد تک رہگئی۔ تاہم اوسنے ایک عظیم الشان لشکر جسمین تقریبًا چارسو افسر تھے۔ علی بن محمد کی ماتحتی مین ہرثمہ کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ رمضان ۱۹۶ھ مین بمقام نہروان دونون فوجین مقابل ہوئین۔ امین کی یہ اخیر کوشش بھی کچھ کامیاب نہ ہوئی۔ فوج نے شکست کھائی اور علی زندہ گرفتار ہوا۔ اب صرف یہ تدبیر باقی رہگئی کہ مال وزر کی طمع دلاکر دشمن کی فوج توڑ لی جاے۔ امین کے خزانۂ عامرہ مین ہرون الرشید کے زمانے کا اب بھی بہت کچھ اندوختہ موجود تھا۔ جو اس ضروری موقع پر تیغ وخنجر سے زیادہ کام آیا۔ تقریبًا پانچ ہزار آدمی اسی طمع پر طاہر کا ساتھ چھوڑ کر دارالخلافت بغداد مین حاضر ہوئے۔ امین نے خطوط مین جو وعدے کیئے تھے اوس سے بھی زیادہ انعام وصلہ دیا۔ اور فخر کے طور پر اونکی ڈاڑھیان مشک سے رنگوائین۔ یہ لوگ اور بہت سی فوج لیکر طاہر سے لڑنے کے لئے روانہ ہوے صرصر مین مقابلہ ہوا مگر نتیجۂ جنگ نے ثابت کردیا کہ جو لوگ طاہر کے ساتھ دغا کرچکے تھے وہ امین کے ساتھ بھی وفاداری نہین کرسکتے تھے۔ طاہر نے فتح قطعی حاصل کی۔ اور بیشمار غنیمت ہاتھ آئی۔ امین نے اب ایک نئی فوج طیار کی جسمین حوالی بغداد کے عوام بھرتی تھے۔ انھین مین سے کمانیر وجنرل بھی مقرر کیئے اور ایک ایک کو گران بہا انعامات سے مالامال کردیا قدیم افسر جو ان

فیاضیون سے محروم رہے۔ نہایت ناراض ہوئے۔ اودھر طاہر نے اونسے خط کتابت شروع کی جسکا یہ اثر ہوا کہ وہ علانیہ باغی ہوگئے۔ درباریون نے عرض کیا کہ انعام وصلہ کی طمع دلاکر انکو قابو مین لانا چاہیئے۔ لیکن امین کو اپنی نوآموز فوج پر اسقدر ناز تھا کہ اوسنے قدیم تجربہ کار لشکر کی کچھ پروا نہ کی اور ان نوآموزون کو حکم دیا کہ باغیون کو گرفتار کرلائین۔ ادھر امین کی پرانی اور نئی فوجین۔ باہم معرکہ آرا تھین۔ اودھر طاہر بے روک ٹوک بڑھتا چلا آیا اور ذوالحجہ ۱۹۶ھ مین باب الانبار پہونچکر ایک باغ مین مقام کیا۔ امین کے بہت سے افسر اوسکے پاس حاضر ہوگئے اور بڑے بڑے انعامات وصلے حاصل کیے۔

بغداد کا محاصرہ ۔ ۱۹۷ھ

۱۹۷ھ

اگرچہ امین کی تمام قوت صرف ہوچکی تھی۔ اور بظاہر دار الخلافتہ مین کوئی شخص طاہر کا سدّراہ نہ تھا۔ تاہم طاہر نے نہایت احتیاط سے کام لیا۔ بغداد ایک مدت سے خلفاے عباسیہ کا پاے تخت اور اونکی طاقت کا اصلی مرکز تھا۔ خاص شہر کی آبادی دس لاکھ سے کم نہ تھی جنمین اکثر مسلمان تھے اور سپہ گری کا فطرتی جوہر رکھتے تھے۔ اس لحاظ سے بغداد پر قبضہ حاصل کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ طاہر نہایت تدبیر سے چلا بڑے بڑے نامور افسر جو ساتھ تھے اونکو خاص خاص حصون پر متعین کیا۔ اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ حلقۂ اطاعت مین آئین اونکو

امن دیا جاے۔ باقی حصّون پر منجنیقون کے ذریعے سے آگ اور پتھر برسائین اور تمام عمارتون کو خاک کے برابر کردین نہایت سفاکی اور بیرحمی سے ان احکام کی تعمیل ہوئی۔ ہزارون عالیشان مکانات برباد کردیے گئے۔ محلّے کے محلّے تباہ ہوگئے۔ افراہمرد۔ محمد بن عیسیٰ۔ سعید بن مالک۔ نہایت دلیری سے لڑے مگر عاجز ہو ہو کر طاہر کی پناہ مین آتے گئے۔ رفتہ رفتہ عبداللہ۔ یحییٰ بن اہان۔ محمد طائی۔ وغیرہ نے بھی۔ جو امین کے ارکانِ خلافت تھے اطاعت قبول کی۔ صرف شہر کے اوباش اور عیّار باقی رہگئے جو طاہر کے سدراہ تھے۔ لیکن انکے زیر کرنے مین طاہر نے جو دِقّتین اوٹھائین۔ بڑے بڑے معرکون مین نہین اوٹھائی تھین۔ قصر صالح پر ان لوگون نے اس دلیری سے مقابلہ کیا کہ طاہر کی بہت سی فوج ضایع ہوئی اور چند مشہور افسر مارے گئے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ عسلی کے معرکہ سے لیکر آجتک طاہر کو کبھی ایسی سخت لڑائی کا سامنا نہین ہوا تھا۔ اس شکست کے انتقام مین طاہر نے حکم دیا کہ دجلہ سے دار الرقیق تک اور باب الشام سے باب الکوفہ تک جسقدر آبادی ہے کُلیتہً برباد کردیجاے۔ اسپر بھی جب اہلِ شہر مطیع نہ ہوے تو گذرگاہون پر پہرے بٹھا دیئے کہ باہر رسد کی کوئی چیز نہ آنے پاے لیکن عیّار اب بھی زیر نہ ہوے قصر شماشیہ پر طاہر نے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔ عیّارون نے اوسکو سخت شکست دی۔ اور جب طاہر کی طرف سے ہرثمہ مدد کو آیا تو عیّارون نے اوسکو زندہ گرفتار کرلیا۔

طاہر خود گیا تو بڑے سخت معرکے کے بعد عیّار پیچھے ہٹے۔

پورے برس دن محاصرہ رہا اور دار السّلام بغداد ایک ویرانہ سے بدتر ہو گیا ایسا معمور اور پُر رونق شہر دور دور تک کف دست میدان پڑا تھا۔ امین کے عالیشان قصر و محل جو تقریبًا دو کرور کے صرف میں طیّار ہوئے تھے اونکے صرف کھنڈر باقی رہ گئے۔ اہلِ شہر پر جو سختیان گذرین اونکا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ سیکڑون گھرانے برباد ہو گئے۔ ہزارون بچّے یتیم بن گئے۔ ہر گلی کوچہ مین۔ دردناک آوازین بلند تھین۔ شعرا نے نہایت جانکاہ مرثیئے لکھے۔ جرمی کا ایک قصیدہ اب بھی موجود ہے جو ۱۱۵ شعرون کا ہے اور اس قیامت انگیز واقعہ کی پوری تصویر ہے۔ بغداد اِتنا کچھ برباد ہو چکا تھا تاہم طاہر کو شہر مین داخل ہونے کی جرءت نہین ہوتی تھی۔ اور اگر خزیمہ ، جو امین کے درباریون مین نہایت با اثر شخص تھا۔ ساتھ نہ دیتا تو بغداد کی فتح مین شاید بہت زیادہ دیر لگتی۔ خزیمہ ۲۲ محرم ۱۹۸ھ کو مشرقی دروازہ سے بغداد مین داخل ہوا اور دجلہ پر علم نصب کر کے اعلان کر دیا کہ خلیفہ امین معزول کر دیا گیا۔ اس اشتہار سے شہر کا مشرقی حصّہ گویا کامل طور سے فتح ہو گیا۔ دوسرے دن طاہر نے مغربی حصّہ پر حملہ کیا۔ بازار کرخ کے متصل سخت معرکہ ہوا طاہر نے قصر الوضاح پر تھوڑی سی فوج متعیّن کی۔ اور بذات خود مدینتہ المنصور۔ قصر زبیدۃ۔ قصر الخلد کا محاصرہ کیا۔ یہ عالیشان ایوانات جو خلفاے عباسیہ کے یادگار تھے۔ بجاے خود ایک ایک شہر تھے اور اونکے

گروجدا جدا شہرپناہ تھی۔

عبرت۔ اس محاصرہ مین ابراہیم بن المہدی جو ہرون الرشید کا بھائی اور فنِ موسیقی مین یگانۂ روزگار تھا امین کے ساتھ تھا۔ اوسکا بیان ہے کہ " ایک رات امین دل بہلانے کے لئے محل سے باہر نکلا اور مجھسے مخاطب ہوکر کہا ابراہیم " دیکھتے ہو! ۔ کیا سُہانی رات ہے۔ چاند کیسا صاف اور روشن ہے۔ دجلہ پر اوسکا عکس پڑتا ہے تو کیسا خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ایسے پُرلطف وقت مین کیا چیز ضرور ہونی چاہیئے ؟ شراب " ! مینے کہا سمعاو طاعۃ غرض شراب آئی۔ امین نے میری طرف پیالہ بڑہایا۔ مینے مزے مین آکر چند اشعار گائے۔ امین نے کہا " نغمہ ہے تو ساز بھی ہونا چاہیئے " حسب الطلب ایک مغنیہ کنیز آئی۔ امین نے نام پوچھا تو اوسنے کہا " ضعف " امین اِس منحوس نام سے متوحش ہوا۔ پھر کچھ گانے کی فرمایش کی وہ یہ شعر گائی ؎

کلیب لعمری کان اکثر ناصرًا	وایسر جرما منک ضرج بالدم

یعنی " اپنی عمر کی قسم۔ کلیب کے مددگار زیادہ تھے اور وہ تجھسے زیادہ مدبر اور عاقل بھی تھا۔ تاہم خون مین رلایا گیا " امین اور کبیدہ ہوا اور دوسری چیز گانے کی فرمایش کی اوسنے یہ شعر گایا ؎

ابکی فراقھم عینی فارقھا	ان التفرق للاحباب بکاء

یعنی " اون لوگون کے فراق نے میری آنکھون کو رُلایا اور نیند کھودی۔

*

جدائی - دوستون کو سخت رولانیوالی چیز ہے"۔ امین نہایت متغص ہوا اور خفا ہوکر کہا " کمبخت تجھے اسکے سوا کچھ اور بھی گانا آتا ہے"۔ اوسنے عرض کیا کہ " مینے تو وہی اشعار گائے کہ حضور اونکو سنکر خوش ہون" پھر اوسنے چند اور ایسے ہی دردناک اشعار گائے - امین نے نہایت غصّہ مین آکر کہا " ملعونہ دور ہو" اوٹھی تو ایک بلور کے پیالہ سے جو نہایت خوبصورت بنا ہوا تھا اور امین اوسکو زب رباح کہا کرتا تھا - ٹھوکر کھاکر گری - اوسکے صدمہ سے پیالہ بھی ٹوٹ گیا - امین میری طرف مخاطب ہوا کہ " دیکھتے ہو" " آج کیا باتین پیش آتی ہین - غالباً اب میرا وقت پورا ہوچکا"۔ اسی گفتگو مین کسی طرف سے آواز آئی " قضی الامر الذی فیہ تستفتیان"۔ یعنی " جس امر مین تم دونون بحث کرتے ہو طے ہوگیا - امین نے مجھسے کہا " کچھ سنا بھی"۔ مینے عرض کیا کہ " مجھکو تو کوئی چیز سنائی نہین دی"۔ تاہم اوٹھکر مین نہر کے قریب گیا وہان کوئی نظر نہ آیا تو واپس آکر پھر باتون مین مشغول ہوا - دوبارہ پھر وہی آواز آئی - امین زندگی سے مایوس ہوکر اوٹھا اور اس واقعہ کے دو ہی تین دن کے بعد قتل کیا گیا -

اس یاس اور ناامیدی مین امین کو بھائی یاد آیا - اوسنے طاہر کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا - " آپس کی خانہ جنگیون سے یہ نوبت پہونچی کہ اب عزت وناموس کی طرف سے بھی اندیشہ ہے - مجھکو ڈر ہے کہ یہ موقع دیکھکر غیرون کو خلافت کی ہوس نہ پیدا ہو - بہرحال مین اسپر راضی ہون کہ تو مجھکو امان دے تو

بھائی مامون کے پاس چلا جاؤن - اگر اوسنے عنایت کی تو اوسکے رحم اور فیاض دلی سے یہی توقع ہے - اور اگر قتل کرا دیا تو گویا ایک زور نے دوسرے زور کو توڑا - اور تلوار نے تلوار کو کاٹا اگر شیر پھاڑ ڈالے تو اس سے اچھا ہے کہ مجھکو کتا نوچ کھائے" یہ یقینی ہے کہ امین اگر مامون تک پہونچ جاتا - تو مامون کی رحمدلی اور برادرانہ الفت کا جوش پھر بھی شفیع ہوتا - اور اگر تخت خلافت کی عزت نہ ملتی تو کم سے کم اوسکی جان ضرور بچ جاتی - لیکن طاہر نے جسکی قسمت مین تھا کہ ایک خلیفہ ہاشمی کا قاتل کہلائے اِس درخواست کو نامنظور کیا -

امین کا قتل ۲۵ - محرم سنہ ۱۹۸ھ

طاہر کے پیہم حملون نے امین کے طرفدارون کو یقین دلا دیا کہ اب اونکے روکنے کی کوشش قریبًا بیکار ہے - محمد بن حاتم بن الصقر - و محمد بن اغلب افریقی - جنکی پامردی سے طاہر ابتک امین پر دسترس نہین پا سکا تھا - اب وہ بھی ہمّت ہار گئے اور امین کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ " نمکخوارون نے کورنمکی کی - دشمن حریم شاہی تک پہونچگیا - اب صرف یہ تدبیر ہے کہ رفقا مین سے سات ہزار جان نثارانِ خاص انتخاب کرلیے جائین جنکے لیے اصطبل خاصہ مین اسی تعداد کے گھوڑے موجود ہین - انھین کی حفاظت مین حضور رات کے وقت یہان سے نکل چلین - اِسکے ہم ذمّہ دار ہین کہ طاہر یا کوئی اور

شخص ہمارے روکنے کا حوصلہ نہین کر سکتا - شام کا ملک سامنے ہے حضور وہین کا قصد کرین - وہان اسقدر خزانہ ومال موجود ہے کہ ہم اپنی قوت کافی طور سے بڑہا سکتے ہین اور پھر دشمن کے حملون سے بھی کچھ خوف نہوگا"
امین نے یہ راے تسلیم کی اور مصمم ارادہ کر لیا کہ دار الخلافت چھوڑکر کسیطرف نکلجاے - طاہر کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے سلیمان بن منصور - محمد بن عیسیٰ وغیرہ کو بلا بھیجا - یہ لوگ بظاہر امین کے ساتھ تھے اور اوسکے پاس آمدورفت رکھتے تھے - لیکن جان کے خوف سے طاہر کے خلاف کوئی بات نہین کر سکتے تھے - طاہر نے ان لوگون سے کہا کہ " اگر امین بچکر نکلگیا تو تمکو اپنی زندگی سے بھی مایوس رہنا چاہیئے - جسطرح بنے اوسکو اس ارادہ سے باز رکھو" مجبورانہ یہ لوگ امین کے پاس حاضر ہوے اور کہا کہ جن لوگون نے حضور کو یہ راے دی خود غرضی سے دی - چونکہ طاہر کے مقابلہ مین زیادہ تر انھین لوگون نے سرگرمی دکھائی ہے - انکو یقین ہے کہ اگر اوسنے فتح پائی تو پہلے انھین کی خبر لیگا - اسلئے یہ چاہتے ہین کہ جب حضور شام کے قصد سے حریم خلافت سے باہر نکلین تو گرفتار کرکے طاہر کے حوالے کردین اور اس کارگذاری کے صلہ مین اوس سے عفو تقصیر کے خواستگار ہون - بہتر یہ ہے کہ حضور تخت خلافت سے الگ ہو جائین اور اپنے کو طاہر کے ہاتھہ مین دیدین - وہ آپکا ادب ملحوظ رکھیگا - اور مامون سے تو پوری امید ہے کہ

برادرانہ سلوک کرے"۔ امین اس فریب کو نہ سمجھ سکا اور یہ راے بھی مان لی۔ اسقدر اختلاف کیا کہ بجاے طاہر کے ہرثمہ کو اختیار کرنا چاہیے اون جان نثارونکو (محمد بن حاتم و محمد بن ابراہیم) جب اِس ارادہ کا حال معلوم ہوا تو امین کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ "اگر حضور نے ہم ہواخواہون کا کہنا نہ مانا اور خود غرضون کی راے قبول کی تو طاہر سے براہ راست معاملہ کرنا چاہیے"۔

امین نے کہا "مینے ایک خواب دیکھا ہے۔ اوسوقت سے طاہر کا نام سُنکر مجھکو وحشت ہوتی ہے۔ مینے دیکھا کہ ایک بڑی لمبی چوڑی دیوار ہے۔ جسکی بلندی آسمان تک پہونچی ہے۔ مین اوس دیوار پر لباس شاہانہ پہنے تلوار لگاے کھڑا ہون۔ بُنِ دیوار مین طاہر استادہ ہے اور دیوار کی جڑ کھود رہا ہے۔ بالآخر وہ گر پڑی جسکے ساتھ مین بھی نیچے آیا اور تاج شاہی سر سے گر گیا"۔ "اِس خواب کے بعد سے طاہر کے خیال سے مین چونک پڑتا ہون۔ ہرثمہ اِس خاندان کا نمک پروردہ قدیم ہے۔ اور مین اوسکو ظل سبحانی (ہرون الرشید) کی برابر سمجھتا ہون †"۔

امین اسی راے پر قایم رہا اور ہرثمہ سے امان طلب کی۔ اوسنے نہایت اخلاص ظاہر کیا۔ اور جواب مین لکھا کہ "آپ اطمینان رکھین۔ کوئی شخص آپکا بال بھی بیکا نہین کر سکتا۔ خود مامون نے بھی اگر کچھ بُرا ارادہ کیا تو مین سینہ سپر ہونگا

† ہرثمہ نسباً ہاشمی تھا۔ اور چونکہ امین ہمیشہ سے اوس سے زیادہ مانوس تھا اِس موقع پر بھی اوسی سے طالب امن ہوا

اور جبتک دم مین دم ہے ساتھ دونگا"۔ طاہر کو یہ خبر پہونچی تو نہایت طیش مین آیا اور کہا کہ "یہ کبھی نہین ہوسکتا کہ آجتک تمام معرکون مین مینے جانبازی کی ہو۔ اور امین کا ہاتھ آنا جو خاتمہ فتح ہے۔ ہرثمہ کو نصیب ہو" اِس نزاع کے فیصل کرنے کے لیے عمایدِ بنی ہاشم اور سرداران فوج کا ایک بڑا مجمع ہوا جسمین حریفین متقدمہ یعنی طاہر و ہرثمہ بھی شامل تھے۔ بالآخر اسپر فیصلہ ہوا کہ امین بذاتِ خود ہرثمہ کے پاس چلا آئے اور چھڑی و چادر۔ و انگشتری جو سندِ خلافت ہین۔ طاہر کے پاس بھیجدے مگر افسوس ہے کہ امین کی بدقسمتی نے اِس تجویز کو بھی نہ چلنے دیا۔ ہرش ایک شخص نے جو اس سے پہلے امین کا معتمد خاص تھا اور اب طاہر سے ملگیا تھا۔ اپنے تقرب بڑھانے کے لیے طاہر سے کہا کہ "آپکو دھوکھا دیا گیا ہے لوگون نے بندوبست کر لیا ہے کہ امین کے ساتھ خاتمِ خلافت وغیرہ بھی ہرثمہ کو ہاتھ آئے" طاہر نہایت برافروختہ ہوا اور تیراندازون کا ایک دستہ متعین کر دیا کہ خفیہ طور سے قصر الخلد و قصر زبیدہ کی حفاظت رکھے۔ اور اونکو تاکید کی کہ امین نکلکر جانے نہ پائے محرم ۱۹۸ھ کی ۲۵۔ تاریخ ہفتہ کی رات تریبًا دس بجے امین نے ہرثمہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا مگر اوسنے کہلا بھیجا کہ دجلہ پر طاہر نے فوج متعین کر دی ہے آج کی رات حضور اور توقف فرمائین توکل مین فوج وحشم سے طیار رہون۔ اور اگر مقابلہ کی نوبت آئے تو سینہ سپر ہوکر لڑون" امین ایسے اضطراب و

خوف کی حالت مین تھا کہ دار الخلافت مین ایک لحظہ بھی ٹھہرنا اوسکو گران تھا
اوسنے قاصد سے کہا کہ اِس اضطراب مین کس سے رات کٹ سکتی ہے۔ بلائے
یا نہ بلائے مین تو اسیوقت ہرثمۃ کے پاس آتا ہون" امین کا یہ آخری دربار تھا کہ وہ
حرم خلافت سے رخصت ہوتے وقت حصن القصر کے صحن مین ایک کرسی
پر بیٹھا اور چند خدّام اوسکے سر پر گرز لئے کھڑے ہوئے۔ اوسنے اپنے دونون
بیٹون کو بُلایا اور سینہ سے لپٹا کر پیار کیا۔ اونکی پیشانی اور رخسارون پر بوسے
دیئے اور پھر گلے سے لگا کر خوب رویا اور نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہکر رخصت
کیا کہ "جاؤ خدا کو سونپا"۔ امین جب کبھی سوار ہوتا تھا تو ہزارون زرین کمر
غلام رکاب کی برابر چلتے تھے جنکی زرق برق پوشاکون اور چمکتے ہوئے
مرصّع ہتھیارون سے تمام میدان چمک جاتا تھا۔ آج وہ اِس حال سے
دجلہ کی طرف چلا ہے کہ خادم کے ہاتھ مین صرف ایک شمع ہے جو راستہ
دکھائی دینے کے لیے قصر الخلد سے ساتھ آئی ہے۔ دجلہ کے کنارے پہونچا
تو ہرثمۃ چند آدمیون کے ساتھ اوسکے لینے کو پہلے سے موجود تھا۔ یہ لوگ
کشتی پر سوار تھے۔ امین کو آتے دیکھکر سب تعظیم کو اوٹھے۔ ہرثمۃ کو چونکہ نقرس
کی شکایت تھی۔ آداب شاہی نہ بجا لاسکا اور گھٹنون کے بل کھڑے ہوکر معافی
مانگی کہ "بیماری کی وجہ سے معذور ہون"۔ امین جب کشتی مین داخل ہوا تو
ہرثمۃ نے اپنی آغوش مین لیا۔ ہاتھ اور پاؤن کو بوسے دیتا تھا اور ادب آمیز

پیار سے کہتا جاتا تھا۔ "میرے آقا۔ میرے مالک۔ میرے سردار"
ہرثمۃ نے کشتی کے بڑھانے کا حکم دیا کہ دفعتاً طاہر کے آدمیون نے ہرطرف سے
گھیر لیا۔ اور اسقدر پتھر برسائے کہ تمام تختے ٹوٹ گئے۔ ہرثمۃ کو ملاحون
نے باہر نکالا۔ امین جسکا کوئی دستگیر نہ تھا کپڑے پھاڑ کر ہلکا ہوا اور ڈوبتا
تیرتا کنارہ پر پہونچا۔ احمد بن سلام کا بیان ہے کہ" امین کے ساتھ مین بھی
کشتی مین تھا لوگ مجھکو طاہر کے ایک افسر کے پاس پکڑ کر لے گئے۔
جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ مین بھی امین کے ساتھ تھا تو میری گردن مارنے کا
حکم دیا۔ مین نے دس ہزار درہم کے وعدے پر جان بچائی۔ اور ضمانت
مین قید رکھا گیا۔ شام ہوئی تو عجم کے چند سوار آئے اور اس حال مین امین کو
گرفتار کیے ہوئے لائے کہ بدن سے ننگا صرف ایک پاجامہ پہنے تھا
سر پر ایک عمامہ اور کاندھے پر ایک بوسیدہ چادر تھی۔ عمامہ سے اوسنے
اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔ مین جس حجرہ مین محبوس تھا اوسی مین امین کو بھی بٹھا کر
چلے گئے۔ اور دربانون سے تاکید کرتے گئے کہ نہایت احتیاط رکھین گے۔
ان لوگون کے چلے جانے پر امین ذرا مطمئن ہوا اور چہرہ سے نقاب اولٹی۔ مینے
پہچانا تو بیساختہ رو پڑا۔ امین نے میرا نام پوچھا۔ مینے کہا "حضور کا نمکخوار
غلام۔ احمد بن سلام"۔ امین نے کہا ہان مینے پہچانا۔ "بھائی غلامی کیسی
اسوقت تو تم میرے برادر اور قوت بازو ہو۔ مجھے ذرا سینہ سے لگالو۔ مجھکو

سخت وحشت ہو رہی ہے" میںنے لپٹا یا تو اوسکا کلیجہ دھڑ دھڑ کرتا تھا۔ پھر پوچھا کہ "مامون کا کچھ حال معلوم ہے۔" میںنے کہا "زندہ ہے" کہنے لگا۔ "خدا پرچہ نویسون کا برا کرے۔ کمبختون نے خبر دی تھی کہ مر گیا"۔ میںنے کہا "خدا آپکے وزیرون کا برا کرے"۔ امین نے کہا "وزیرون کو کچھ نہ کہو۔ اونکا کیا گناہ ہے کچھ مین ہی پہلا شخص نہین ہون جو اپنے ارادہ مین ناکام رہا ہو" پھر مجھسے پوچھا کہ "کیون احمد! لوگ مجھکو قتل کر ڈالین گے؟ یا اپنے عہد پر قایم رہین گے" میںنے تسکین دی کہ "نہین ضرور اپنے اقرار کی پابندی کرینگے"

چونکہ شدت کی سردی تھی اور پانی مین بھیگا ہوا تھا۔ چادر مین لپٹا جاتا تھا۔ میںنے اپنا شلوکہ اوتار کر دیا کہ اسکو بدن پر ڈال لیجئے۔ اوسنے نہایت شکر گذاری سے کہا کہ "بھائی اس موقع پر تو یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے"۔ آدھی رات گذری ہوگی کہ چند اہل عجم ننگی تلوارین لیے آئے اور دروازہ پر ٹھہرے۔ امین یہ دیکھکر کھڑا ہو گیا اور نہایت اضطراب سے اِنَّا لِلّٰہ پڑھتا جاتا تھا اور یہ کہتا تھا "ہاے میری جان مفت جاتی ہے۔ کیا کوئی شخص یاور نہین۔ کیا کوئی فریادرس نہین"۔ امین گو عیش پرست اور نازک اندام تھا مگر اسکے ساتھ نہایت شجاع اور قوی بازو بھی تھا۔ اس بیکسی مین بھی قاتلون کی ہمت نہین پڑتی تھی کہ آگے بڑھین۔ ہر شخص دوسرے کو بڑھاتا تھا۔ امین نے بجاے سلاح جنگ کے ہاتھ مین ایک تکیہ اوٹھالیا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ مین "تمھارے نبی

کا ابن عم ہون - ہرون الرشید کا فرزند ہون - مامون کا بھائی ہون -
میرا خون کسیطرح حلال نہین" بالآخر ایک شخص تلوار لیکر بڑھا اور امین کے
سر پر ماری - اِس گستاخی اور جرٔت نے امین کو یقین دلایا کہ اوسکی دردناک
فریاد ان سنگدلون پر کچھ اثر نہین کر سکتی - وہ مرنے کے لئے طیار ہوا -
مگر ایسا ہی مرنا جیسا کہ ایک عبّاسی شہزادہ کو سزاوار تھا - اب اوسکی نزاکت
غضبناک جرٔت سے بدل گئی - دلیرانہ بڑھا اور چونکہ بہت تنومند تھا چاہا کہ حریف
کی تلوار چھین کر ہاشمی جرٔت کے جوہر دکھائے - یہ دیکھکر گروہ کا گروہ دفعتًا
اوسپر ٹوٹ پڑا - ایک شخص نے کمر پر تلوار ماری - پھر سب نے ملکر پچھاڑا اور اولٹی
طرف سے ذبح کیا - طاہر کے پاس سر لائے تو اوسنے حکم دیا کہ ایک برج پر لٹکا دیا جائے
تمام بغداد یہ عبرت انگیز تماشا دیکھنے آیا - طاہر یہ کہکر لوگون سے اپنی کاروائی
کی داد چاہتا تھا کہ "یہ خلیفہ معزول کا سر ہے" طاہر نے مامون کو ان
دلچسپ اور مختصر لفظون مین نامہ فتح لکھا مین " امیر المومنین کے حضور مین
دنیا اور دین دونون پیشکش بھیجتا ہون" دنیا سے مظلوم امین کا سر مراد تھا -
اور دین سے چادر اور خاتم خلافت - ذوالریاستین نے امین کا سر ایک
سپر پر رکھکر مامون کے سامنے پیش کیا - اِس غیر متوقع فتح کی خوشی
نے مامون جیسے رقیق القلب شخص کو بھی ایسا سنگدل بنا دیا کہ اوسنے اپنے
بھائی کے خون آلود سر کو مسرت کی نگاہ سے دیکھا اور جوشِ خوشی مین سجدۂ شکر

ادا کیا - قاصد کو مژدۂ فتح کے صلے مین دس لاکھ درہم انعام دیئے - اسی تقریب سے ایک بڑا دربار منعقد کیا اور تمام ارکین دولت و افسران فوج مبارکباد دینے کو حاضر ہوئے[۵۱] - ذو الرّیاستین نے دربار عام مین نامۂ فتح پڑھا اور ہر طرف سے " مبارک " " مبارک " کا غل اوٹھا - اگرچہ اوسوقت اتنی خوشیان منائی گئین مگر اس خمار کے اوترنے کے بعد برادرانہ جوش محبّت نے اثر نہین رہا - مامون کو اس واقعہ کا نہایت افسوس ہوا اور طاہر کی تمام کوششین اوسکی آنکھ مین بیقدر ہو گئین - زبیدہ خاتون - امین کی ماں - قصر خلافت مین تشریف فرما تھی کہ ایک خواص نے آکر کہا " حضور بیٹھی کیا کرتی ہین امیر المومنین قتل کردیے گئے " زبیدہ نے کہا پھر کیا کرون - اوسنے ترغیب دی کہ حضرت عائشہ بسطرح حضرت عثمان کے خون کی دعویدار ہوئی تھین - حضور بھی امیر المومنین کے خون کا عوض لین - زبیدہ نے کہا " لا امّ لك ماللنّساء وطلب الدّماء " - پھر مامون کو یہ منظوم خط لکھا[۵۲] -

---

[۵۱] مامون الرّشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے - ابن واضح کاتب عبّاسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اوسنے اپنی تاریخ مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے اور نجوم کے قاعدہ کے موافق مسند نشینی کا ایک زائچہ نقل کیا ہے - چونکہ مین نجوم کے اصطلاحات سے بخوبی واقف نہین ہون - اسکے علاوہ زمانہ نے اس علم کیطرف سے خیالات بھی بدلدیئے ہین - مین نے اس زائچہ کو نقل نہین کیا -

[۵۲] ان اشعار کو ابن الاثیر نے خزیمۃ بن الحسن کیطرف منسوب کیا ہے - اور صاحب عقد الفرید نے ابوالعتاہیۃ کی طرف (دیکھو عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۲)

لوارث علم الاوّلین وفہمہم ۔۔۔ وللملك المامون من امّ جعفر

امّ جعفر کی طرف سے یہ خط ہے خلیفہ مامون کے نام جو کہ اگلون کے علم و فہم کا وارث ہے۔

کتبت وعینی مستہل دموعہا ۔۔۔ الیك ابن عمی من جفون ومحجر

اے ابن عم مین تجھکو لکھ رہی ہون اور میری آنکھین پلکون سے خون برساتی ہین

وقد مسنی ذل وضر کآبةٍ ۔۔۔ وارق عینی یا ابن عمی تفکری

مجھکو ذلت اور اذیت وہ رنج پہونچا اور فکر نے میری آنکھون کو بیخواب کر دیا۔

اتی طاہر لا طہر اللہ طاہرًا ۔۔۔ فما طاہر فیما اتی بمطہر

یہ طاہر کا کیا ہے (جسکو خدا طاہر نہ کرے) اور جو کچھ اوسنے کیا اوسکے الزام سے پاک نہین ہوسکتا۔

فاخرجنی مکشوفة الوجہ حاسرًا ۔۔۔ وانہب اموالی واخرب ادوری

اوسنے مجھکو برہنہ سر اور بے پردہ گھر سے نکالا۔ اور میرا مال لوٹ لیا اور مکانات برباد کردیئے۔

یعزّ علی ہرون ما قد لقیتہ ۔۔۔ وما مرّ بی من ناقص الخلق اعور

اس یک چشم ناقص الخلقت کے ہاتھ سے جو مجھپر گذرا ہرون ہوتا تو اوسپر گران گذرتا۔

فان کان ما ابدیٰ بامرٍ امرتہ ۔۔۔ صبرت لامر من قدیر مقدر

طاہر نے جو کچھ کیا اگر تیرے حکم سے کیا تو خدا کے حکم مقدر پر مین صبر کرتی ہون۔

مامون یہ اشعار پڑھکر نہایت رویا اور کہا کہ "واللہ مین خود اپنے بھائی کے خون کا عوض لونگا"

امین کے قتل کے بعد طاہر نے بغداد مین امن کا اشتہار دیا۔ مسجدِ جامع مین جمعہ کی نماز خود پڑھائی اور خطبہ مین مامون کی مدح سرائی کے بعد مرحوم امین کی بہت سی برائیان بیان کین۔ شنبہ کے دن اہل بغداد نے عموماً مامون پر بیعت کی۔ امین کا قتل ۲۵- محرم کو واقع ہوا۔ ۲۸- برس کی عمر تھی۔ ۴- برس ۷ مہینے ۱۸- دن خلافت کی۔ موزون اندام۔ کشیدہ قامت۔ نہایت خوبرو اور قوی تن تھا۔ کسائی سے فنِ نحو و ادب کی تکمیل کی تھی۔ نہایت فصیح و بلیغ اور سخن سنج تھا۔

لطیفہ۔ امین کو بچپن سے شعر گوئی کا ذوق تھا۔ زبیدہ خاتون نے ابونواس سے کہدیا تھا کہ امین کے اشعار بنظر اصلاح دیکھ لیا کرے۔ ایک دن امین نے زبیدہ کے سامنے ابونواس کو کچھ اشعار جو اوسنے حال ہی مین لکھے تھے بغرض اصلاح سُنائے۔ مگر جب ابونواس نے اونمین عروض کے متعلق چند غلطیان بتائین تو وہ نہایت غصّہ ہوا اور اسی جرم پر اوسکو قید کردیا چند روز کے بعد جب ہرون الرشید کو خبر ہوئی تو امین پر خفا ہوا۔ اور ابونواس کو قید سے رہائی دی۔ اِسکے بعد ایک موقع پر ہرون نے امین سے کہا کہ اپنے تازہ خیالات ابونواس کو سُنائے۔ امین نے دو ہی تین شعر پڑھے ہونگے

کہ ابو نواس اوٹھہ کھڑا ہوا۔ ہرون نے پوچھا "کیون کہان چلے" ابو نواس نے کہا "پھر قید خانے"

امین مین جہان سیکڑون برائیان تھین بہت سی خوبیان بھی تھین۔ علم دوست تھا۔ فیاض تھا۔ اسی کے ساتھ چونکہ صاحب کمال اور پایہ شناس سخن تھا۔ ہزارون اہل فن اوسکے خوان کرم سے فیضیاب تھے۔ عام ملک پر شاید اوسکا قتل اتنا گران نہ گذرا ہو مگر جن لوگون نے خود اوسکے اوج وحشم ناز و نعمت شان و شوکت کا دلفریب تماشا دیکھا تھا۔ اونکی آنکھون کے سامنے تو زمین و آسمان مین سناٹا ہو گیا۔ شعرا نے جس دردناک لہجہ مین اوسکا مرثیہ لکھا کون ایسا سنگدل ہے جو اوسکو سنکر ضبط کا دعوی کرسکتا ہے۔ ابو عیسیٰ کے یہ دو شعر کس دل سے نکلے ہونگے کہ نشتر کا کام دیتے ہین۔

لست ادری کیف ابکیک ولا کیف اقول۔

مین نہین جانتا تجھپر کیونکر روون اور کیا کہکے روون۔

لم تطب نفسی اسمیک قتیلا یا قتیل۔

اے مقتول دل کو گوارا نہین کہ تجھکو مقتول کہون۔

ایک اور شاعر نے لکھا ہے

سالت الندی والجود مالی اراکما	مینے جود وکرم سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے مین تمکو دیکھتا ہون
تبدلتما عزا بذل مو بد	کہ تمنے اپنی عزت ہمیشہ کی ذلت سے بدلدی ہے

ومالی اری بیت المکارم واهیا	اور یہ کیا بات ہے کہ مین عزت کی عمارت کو متزلزل دیکھتا ہون
فقالا اصبنا بالامین محمّدٍ	دونون نے جواب دیا کہ ہمپر محمد امین کے مرنے کی مصیبت پڑی ہے
فقلت فهلا متّما بعد فقد ه	اسپر مینے کہا کہ تم بھی اوسکے مرنے کے بعد کیون مر نہ گئے۔
وقد کنتما خدلینه فی کلّ مشهد	اور تم تو ہر موقع پر اوسکے ندیم رہتے تھے۔
فقالا اقمنا کی نعزی بفقده	دونون نے جوابدیا کہ ہم اسلئے ٹھیر گئے کہ اوسکے مرنیکا ہمکو پرسا دیا جائے
صبیحة یوم ثمّ نتلوه فی غدٍ	پھر کل ہم بھی اوس سے جا ملین گے۔"

مامون کی خلافت سنہ ۱۹۸ھ

امین کے قتل کے بعد ۲۶- محرم سنہ ۱۹۸ھ ہفتہ کے دن اہل بغداد نے عموماً مامون کے لیئے بیعت کی- اوسکی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے مامون نے گو عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی- مگر فضل بن سہل کو دربار مین وہ اقتدار حاصل ہوگیا تھا کہ خلافت بھی درحقیقت اوسی کے پنجۂ اختیار مین تھی انتظامات ملکی کی جوابتدا ہوئی وہ اسی وجہ سے ناموزون طریقہ پر ہوئی کہ فضل نے تمام ملک کو اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہا- طاہر جسنے مامون کی خلافت کی بنیاد ڈالی اوسکی یہ قدردانی کی کہ اوسکے تمام ممالک مفتوحہ یعنی کورالجبال- فارس- اہواز- بصرہ- کوفہ- یمن وغیرہ کی حکومت حسن بن سہل کو عنایت کی جو فضل کا حقیقی بھائی تھا- طاہر نصر بن سیار کے مقابلہ پر مامور ہوا (امین کے ہواخواہون مین تھا اور شام

اطراف مین بغاوت ظاہر کی تھی) سنہ ۱۹۹ھ مین حسن بغداد داخل ہوا اور ہر شہر و صوبے پر اپنی طرف سے عمال و نائب مقرر کرکے بھیجے۔ عرب کا گروہ جو دربار مین ایک بڑی قوت رکھتا تھا ہمیشہ سے اہل عجم کا حریف مقابل تھا۔ ہرون الرشید کے زمانہ مین خاندان برامکہ کی بربادی کے اصلی باعث یہی لوگ ہوئے تھے اب مامون کے زمانہ مین بھی یہ باتین اونکو نہایت اندیشہ دلاتی تھین کہ عجم پھر دربار پر محیط نہ ہوجائین کیونکہ فضل بن سہل و حسن بن سہل حقیقی بھائی اور عجمی الاصل تھے۔ جسقدر ان دونون بھائیونکا رسوخ بڑھتا گیا۔ بنوہاشم اور افسران فوج زیادہ بیدل ہوتے گئے۔ لوگون مین یہ بھی مشہور ہوا۔ کہ فضل مامون کے حضور مین کسی شخص کو حتی کہ خاندان شاہی کے لوگون کو بھی باریاب نہین ہونے دیتا۔ مامون خود پردے مین رہتا ہے اور انتظامات ملکی عموماً فضل کے ہاتھ سے انجام پاتے ہین۔

چونکہ مامون مان کیطرف سے عجمی الاصل تھا۔ یہ بدگمانی کہ "رفتہ رفتہ اہل عجم سپید و سیاہ کے مالک ہوجائین گے"۔ زیادہ قوی ہوتی گئی اور بالآخر اسکی باعث ہوئی کہ اطراف ملک مین جابجا بغاوت کے شعلے بھڑک اوٹھے۔

ابن طباطبا کا خروج سنہ ۱۹۹ھ

سنہ ۱۹۹ھ

ملک مین جو یہ برہمی پیدا ہوئی تو سادات اور علویین کے خیالات خلافت تازہ ہوگئے۔ اوّل جس شخص نے علم خلافت بلند کیا وہ ابو عبداللہ محمد تھے جو

ابن طباطبا کے لقب سے مشہور تھے۔ اگرچہ اونکا علو نسب اور تقدس مرجع عوام بننے کے لیئے کافی تھا۔ مگر نظم ونسق کے لیئے ایک مدبر کی ضرورت تھی۔ ابوالسرایا کی شرکت سے پولٹیکل بازو بھی قوی ہوگیا۔ یہ شخص اگرچہ ابتدای حال مین ایک نہایت ذلیل آدمی تھا اور کرایہ کے گدھون سے زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن چونکہ شجاعت کا جوہر رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ اوسنے بڑا اقتدار حاصل کیا۔ امین کے قتل کے بعد ایک مدت تک غارتگری کرتا رہا۔

عین التمر۔ دقوقا۔ انبار پر چڑھ گیا۔ عاملون کو شکستین دین اور خزانے لوٹ لیئے۔ رقہ پہونچا تو یہین ابن طباطبا ملے جو خلافت کے دعویدار بنکر اوٹھے تھے۔ ابوالسرایا کو بھی شغلہ ہاتھ آیا۔ اوسنے انکے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اور اونسے کہا کہ آپ دریا کی راہ سے کوفہ کی طرف بڑھیئے۔ مین بھی خشکی کی راہ سے آتا ہون۔ کوفہ پہونچکر اوسنے پہلے قصر العباس کو لوٹا۔ یہ ایک شاہی محل اور گورنران کوفہ کا صدر مقام تھا۔ تمام مال۔ خزانہ۔ دفتر یہین رہتا تھا۔ اس لوٹ مین بیشمار نقد واسباب ہاتھہ آیا جو ایک مدت سے جمع ہوتا آیا تھا۔ شہر پر پورا قبضہ ہوگیا۔ اطراف سے بھی جوق جوق لوگ آئے اور ابن طباطبا کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حسن بن سہل نے زہیر بن المسیب کو دس ہزار کی جمعیت سے ابن طباطبا کے مقابلہ پر بھیجا۔ قریہ شاہی مین دونون فوجین معرکہ آرا ہوئین۔ زہیر کو شکست ہوئی۔ ۱۹۰ھ
اور ابوالسرایا کے حکم سے جسقدر نقد واسباب زہیر کی فوج مین تھا لوٹ لیا گیا۔ ابن طباطبا نے یہ بیرحمی پسند نہ کی۔ اور لوگون کو غارتگری سے منع کیا۔ ابوالسرایا نے یہ

دیکھکر کہ انکے ہوتے میری آزادی مین فرق آتا ہے دوسرے دن ابن طباطبا کو زہر دلوادیا۔ اور برائے نام ایک کمسن لڑکے کو جو آلِ ہاشم ہونے کی حیثیت سے ابن طباطبا کا ہم پلّہ تھا۔ خلیفہ قرار دیا۔ اس فرضی خلیفہ کا نام محمد بن محمد بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب تھا۔

اب حسن بن سہل نے عبدوس کو چار ہزار سوار کے ساتھ اس مہم پر بھیجا۔ مگر بدقسمتی سے اس معرکہ مین بھی جو ۱۷ رجب کو واقع ہوا شاہی فوج ناکام رہی۔ عبدوس خود مقتول ہوا اور باقی اہل لشکر کچھ لڑائی مین مارے گئے کچھ زندہ گرفتار ہوئے۔ اس فتح نمایان کے بعد ابوالسرایا نے کوفہ مین اپنا سکّہ خطبہ جاری کیا اور بصرہ۔ واسط۔ اہواز۔ یمن۔ فارس۔ مدائن پر فوج وافسر بھیجے جو اکثر کامیاب ہوئے۔ یہ تمام افسر بنو فاطمہ یا جعفری تھے اور چونکہ خاندانی عزّت کے ساتھ اونکی ذاتی شجاعت بھی مسلم تھی آسانی سے اونکو فتوحات حاصل ہوتی گئین۔

حسن بن سہل کو اب سخت مشکل کا سامنا تھا۔ جتنے نامور افسر تھے سب نے ابوالسرایا کے مقابلہ مین شکست کھائی یا عین معرکہ جنگ مین لڑکر مارے گئے۔

طاہر ذوالیمنین و ہرثمہ بن اعین صرف دو ایسے جنرل تھے۔ جو ابوالسرایا کا زور گھٹا سکتے تھے۔ مگر طاہر۔ نصر سے شکست کھاکر رقہ مین گویا محصور تھا۔ اور ہرثمہ۔ خود حسن سے ناراض ہوکر خراسان کو روانہ ہوچکا تھا۔ حسن کو ہرثمہ سے طالب اعانت ہونا اگرچہ موجب عار تھا۔ اِسکے علاوہ یہ بھی اطمینان نہ تھا کہ وہ اِس درخواست کو منظور کریگا۔

تاہم مجبوری ایسی آن پڑی تھی کہ ہرثمتہ سے اعانت مانگتے ہی بنی۔ ہرثمتہ خراسان سے واپس پھرا اور کوفہ کو روانہ ہوا۔ قصر بن ہبیرۃ کے قریب ابو السّرایا سے مقابلہ ہوا۔ ہرثمتہ نے فتح قطعی حاصل کی۔ ابو السّرایا بھاگتا ہوا کوفہ پہونچا۔ **سادات یا علوئین** جو اوسکے ساتھ تھے ہرثمتہ سے شکست کھاکر انتقام کے جوش سے لبریز تھے۔ کوفہ مین جسقدر آلِ عبّاس اور اونکے خدم وحشم تھے سب کے مکانات آگ لگاکر برباد کردیئے جاگیرین لوٹ لین اور دل کھول کر غارتگری کی۔ ہرثمتہ نے ایک مدّت تک کوفہ کا محاصرہ قایم رکھا۔ بالآخر ۱۶- محرم ۲۰۰ھ کو ابو السّرایا کوفہ چھوڑکر بھاگ گیا۔ اور سوس کے مضافات مین خورستان ایک مقام مین ٹھیرا۔

حسن بن علی ماموفی جو اس علاقہ کا عامل تھا اور اوس زمانہ مین وہان موجود تھا۔ یہ خبر سنکر خورستان کو واپس آیا اور چونکہ خونریزی سے پرہیز کرنا چاہتا تھا ابو السّرایا کے پاس پیغام بھیجا کہ "ہمارا علاقہ چھوڑکر اور جدھر چاہو چلے جاؤ" غالبًا ابو السّرایا نے اس درخواست کو دلیل عجز قرار دیا۔ کہلا بھیجا کہ "مینے جس حق سے اس مقام پر قبضہ حاصل کیا ہے اوسکی شہادت تلوار دیسکتی ہے" لیکن جب لڑائی کی نوبت آئی تو فیصلۂ جنگ ابو السّرایا کے خلاف ہوا۔ تمام فوج غارت گئی اور وہ خود بھی زخمی ہوکر گھر کی طرف چلا۔ راہ مین بمقام جلولا گرفتار ہوا اور قتل کردیا گیا۔ یہ فتنہ تو یون فرو ہوا۔

مگر ابو السّرایا نے ابتدا مین اپنے مفتوحہ شہرون پر جو عمّال ونائب مقرر کیے تھے۔ چونکہ اکثر **علوی یا فاطمی** تھے اسلئے ابو السّرایا کے قتل نے اونکی خودسری

مین کچھ فرق نہین پیدا کیا۔ ان لوگون نے اپنی دو روزہ حکومت مین جو ظلم و زیادتیان کین اونکے بیان کرنے کو ایک دفتر چاہیئے۔ زید نے (حضرت موسیٰ کاظم کے فرزند تھے) بصرہ مین ایک قیامت برپا کر رکھی تھی۔ سیکڑون خاندان تباہ کردیئے۔ عباسیون کے ہزارون مکانات جلادیئے۔ حسین بن الحسن نے مکہ معظمہ کا وقفی خزانہ تک لوٹ لیا محمد بن جعفر صادق کی حکومت مین جو چند روز کے لیئے عرب کے فرمانروا بنگئے تھے علوئین اور آل فاطمہ کو وہ زور ہو گیا کہ لوگون کے ننگ و ناموس کا پاس اوٹھا دیا گیا۔ ابراہیم بن موسیٰ یمن کے عامل تھے اور سفا کانہ قتل و غارت کی وجہ سے قصاب کہلاتے تھے۔ مامون نے چاہا کہ صلح و آشتی سے ان لوگون کو قابو مین لائے لیکن یہ کب رام ہوسکتے تھے لڑے اور شکست کھائی۔ بعض گرفتار ہوکر مامون کے پاس حاضر کیئے گئے مگر اوسنے عظمتِ نسب کا پاس کیا اور چھوڑ دیا۔ خاندانِ عباسیہ پر عموماً سادات کے قتل کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جو لوگ حجرون مین بیٹھکر اعتراض کے لیئے قلم اوٹھاتے ہین۔ وہ معذور ہین۔ لیکن جو شخص پولٹیکل ضرورتون کا اندازہ دان ہے اس اعتراض کو مشکل سے تسلیم کریگا۔ سادات اور علوئین کو دو دن کے لیئے زور ہو گیا تو ملک مین کیا قیامت برپا ہو گئی! ۔ عباسی خاندان انکی جانب سے کبھی مطمئن نہین رہ سکتا تھا اور جو کچھ اِنسے برتاؤ ہوا اسی ضرورت سے ہوا

ہرثمہ کا قتل اور بغداد کی بغاوت سنہ ۲۰۰ھ

سادات اور علوئین کی بغاوتین تو فرو ہوگئین۔ لیکن ملک مین جو عام ناراضی

پھیلی ہوئی تھی وہ روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ عرب کا گروہ جو حکومت کا شریک غالب تھا خراسان کا دار الخلافہ ہونا گوارا نہین کرسکتا تھا اس سے زیادہ یہ کہ وزارت اعظم اور گورنری کے معزز منصب پر **فضل وحسن** ممتاز تھے جو مجوسی النسل تھے۔

اہل عرب کو صاف نظر آرہا تھا کہ تمام اسلامی دنیا اور خود عرب پارسی نسلون کے ہاتھ مین ہے۔ مامون۔ اسوقت تک حکومت کی حیثیت سے گویا بالکل معطل تھا۔ سیاہ و سپید کا مالک فضل تھا اور اوسنے دانستہ خراسان کو بغداد پر ترجیح دی تھی کیونکہ ایک عجمی الاصل کو عرب کے مجمع مین اپنا زور قایم رکھنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ ملک مین یہ کچھ برہمی پھیلی تھی۔ لیکن فضل نے مامون کو ان حالات کی خبر تک نہونے دی۔ مامون کے کانون مین جو صدا جہانسے پہونچتی تھی وہ فضل کی صدا تھی۔

افسران فوج مین ہرثمہ ایک نامور اور مشہور افسر تھا۔ سادات اور علوئین کی پرزور بغاوتون کا جسنے خاتمہ کردیا وہ یہی ہرثمہ تھا۔ خلافت عباسیہ پر اوسکے اور بہت سے حقوق تھے۔ جنکے اعتماد پر اوسنے یہ جرات کی کہ مامون کے پاس حاضر ہوکر فضل کی سازشون کا طلسم توڑ دے۔ ابو السرایا کی بغاوت سے فارغ ہوکر اوسنے خراسان کا ارادہ کیا۔ فضل نے یہ خبر سُنی تو مامون کے متعدد فرمان اوسکے نام بھجوائے کہ "یہان کچھ ضرورت نہین۔ شام و حجاز انتظام طلب ہین۔ ادھر کا قصد کرو"۔ مگر ہرثمہ نے جسکو اپنے حقوق خدمت پر ناز تھا۔ ان احکام کا کچھ لحاظ نہ کیا اور سیدھا خراسان کو چلا فضل نے مامون سے کہا۔ "حضور نے دیکھا! ۔ ہرثمہ کو

احکام سلطانی کا مطلق پاس نہین ہے۔ لیکن حضور خود خیال فرمائین۔ ملک پر اسکا کیا اثر پڑے گا ؟ ہرثمہ ذوالقعدہ سنہ ۲۰۰ھ مین مرو پہونچا اور اس خیال سے کہ شاید اوسکے آنے کی خبر مامون سے مخفی رکھی جاے نقارہ بجنے کا حکم دیا۔ مامون نے درباریون سے پوچھا "کیسا غل ہے"۔ لوگون نے کہا "ہرثمہ ہے جو چمکتا گرجتا آرہا ہے"۔ ہرثمہ دربار مین حاضر ہوا تو مامون نے نہایت ذلت سے نکلوا دیا اور حکم دیا کہ قید رکھا جائے[1]۔

چند روز کے بعد فضل نے اوسکو قتل کرا دیا اور مامون سے کہدیا کہ اپنی موت سے مرگیا۔ ہرثمہ کے قتل کی خبر بغداد پہونچی تو ایک تلاطم مچگیا۔ محلہ حربیہ والون نے پہلے ہی علم بغاوت بلند کیا تھا اور مامون کے عمال و حکام برطرف کر دیئے تھے۔ اس شورش انگیز خبر نے سارے شہر مین اور ایک نئی ہل چل ڈالدی۔ محمد بن ابی خالد ہرثمہ کا جانشین بنا اور تمام بغداد نے اوسکی اطاعت قبول کی۔ حسن جو مامون کیطرف سے بغداد کا گورنر تھا۔ واسط مین مقیم تھا۔ محمد بن ابی خالد اوسکے مقابلہ کے لیئے سنہ ۲۰۱ھ مین بغداد سے روانہ ہوا۔ راہ مین حسن کی متعدد فوجین مقابل ہوئین اور شکست کھا گئین۔ محمد دیر العاقول پہونچا اور زہیر بن المسیب کو جو حسن کا عامل تھا گرفتار کر کے پابزنجیر بغداد بھجدیا۔ ہرون کے بیٹے نے مضافات نیل پر فتح

[1] ابن واضح عباسی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ ہرثمہ نے نہایت گستاخانہ طور پر مامون سے گفتگو شروع کی اور کہا کہ آپ نے اس مجوسی (یعنی فضل بن سہل) کو سر چڑھا رکھا ہے"۔ مامون نے اس گستاخی کیوجہ سے اوسکو دربار سے نکلوا دیا۔

حاصل کی۔ اِن فتوحات کے بعد دونون باپ بیٹے واسط کی طرف بڑھے۔ حسن نے بھی ایک عظیم الشان فوج انکے مقابلہ کو روانہ کی۔ ۲۳- ربیع الاوّل ۲۰۱ھ مین دونون فوجین صف آرا ہوئین۔ ایک نہایت سخت جنگ کے بعد محمد بن ابی خالد نے شکست کھائی۔ میدانِ جنگ مین ثابت قدم رہکر بہت سے کاری زخم اوٹھائے تھے اسلئے مجبورانہ بغداد کی طرف اولٹا پھرا۔ حسن برابر تعاقب کرتا آیا۔ محمد بن ابی خالد کے زخم شدّت پکڑتے گئے۔ اور بالآخر بغداد پہونچکر انتقال کیا۔ محمد کا فرزند عیسیٰ باپ کا جانشین بنا اور اہل بغداد کو لکھا کہ "اگر میرا باپ نہین رہا تو مین اوسکا نعم البدل موجود ہون اگر خدا نے چاہا تو مین بغداد کو حسن کی حکومت سے آزاد کردونگا۔" تمام بغداد نے نہایت خوشی سے اوسکی حکومت تسلیم کی۔ اگرچہ حسن کی قاہر فوجون نے عیسیٰ اور اوسکے بھائی ابو زنبیل کو فاش شکستین دین۔ لیکن یہ پُرجوش صدا کہ "مجوسی زادہ ہمپہ حکومت نہین کرسکتا۔" پست نہ ہوئی۔

حضرت علی رضا علیہ السّلام کی ولیعہدی۔ ۲- رمضان ۲۰۱ھ

یہان یہ ہنگامے برپا تھے مگر مامون ایسی غفلت کی نیند پڑا سوتا تھا کہ اوسکے کان پر جون نہ چلی۔ زوال ریاستین تمام دربار پر اسطرح محیط ہوگیا تھا کہ اوسکے خلاف کوئی خبر مامون تک نہین پہونچ سکتی تھی۔ اب اوسنے ایک نئے انتظام سے خاندان عبّاس کو اور بھی زیادہ برہم کردیا۔ مامون کو بالطبع آل پیغمبر سے نہایت محبت تھی جسکا

ثبوت اِس سے زیادہ کیا ہوگا کہ تمام پُر زور بغاوتین جو اوسکے عہد مین ہوئین اِسی مقدس خاندان کی افسری مین ہوئین تاہم اوسنے ہمیشہ درگذر کی اور قابو پانے پر بھی اونکی عظمتِ نسب کا لحاظ رکھا - اِس زمانہ مین حضرت علی رضا امام ہفتم موجود تھے جنسے مامون دِلی ارادت رکھتا تھا اور چونکہ زہد و تقدس کے علاوہ اونکا فضل و کمال بھی خلافت کے شایان تھا مامون نے اونکو ولیعہدِ سلطنت کرنا چاہا - اِس سے پہلے ۲۰۰ھ مین اوسنے فرامین بھیجے کہ تمام ممالک مین جسقدر عبّاسی خاندان کے لوگ ہین آستانۂ خلافت مین حاضر ہون عیش و دولت کی تربیت کا اثر دیکھو کہ نوین ہی پشت مین حضرت عبّاس کی نسل سے ۳۳ ہزار زن و مرد دنیا کے مختلف حصّون مین پھیلے ہوئے تھے - مامون نے بڑی عزّت سے اونکا استقبال کیا اور عبّاسی نسلین پورے برس دن حریمِ خلافت کی مہمان رہین - اِس اثناء مین مامون نے اپنے خاندان کے ہر ایک شخص کو تجربہ و امتحان کی نگاہ سے دیکھا اور یہ قطعی راے قایم کرلی کہ اس بڑے گروہ مین ایک بھی ایسا نہین جو خلافت کا بارگران سنبھال لے - اب ۲۰۱ھ مین اوسنے ایک دربار (جسمین تمام اعیانِ سلطنت وارکینِ دربار موجود تھے) منعقد کیا اور سب سے خطاب کرکے کہا کہ "آج دنیا مین جسقدر آلِ عبّاس ہین - مین اونکی لیاقت کا صحیح اندازہ کرچکا ہون نہ اونمین اور نہ آلِ علی مین آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جو استحقاق خلافت مین حضرت علی رضا کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرسکے" - اِسکے بعد اوسنے تمام حاضرین سے حضرت علی رضا کے لیئے بیعت لی - اور دربار کا لباس بجاے

سیاہ کے سبز قرار دیا جو فرقہ سادات کا امتیازی لباس تھا۔ فوج کی وردی بھی بدلدیگئی۔
تمام مُلک مین احکام شاہی نافذ ہوئے کہ" امیرالمومنین مامون کے بعد حضرت
علی رضا تاج و تخت کے مالک ہین اور اونکا لقب الرضا من آل محمد ہے"۔
حسن بن سہل کے نام بھی فرمان گیا کہ اونکے لیئے بیعتِ عام لیجاوے اور عموماً اہل فوج
وعمائد بنی ہاشم سبز رنگ کے پھریرے اور سبز کلاہ و قبائین استعمال کرین۔
اِس انوکھے حکم نے بغداد مین ایک قیامت انگیز ہل چل ڈالدی۔ اور مامون سے
مخالفت کا پیمانہ بالکل لبریز ہوگیا۔ بعضون نے بہ جبر اِس حکم کی تعمیل کی۔ مگر عام صدا
یہی تھی کہ" خلافت۔ خاندانِ عباس کے دائرہ سے باہر نہین جاسکتی"۔

ابراہیم بن المہدی کی تخت نشینی یکم محرم ۲۰۲ھ

جس زمانہ مین حضرت علی رضا کی ولیعہدی کے احکام بغداد مین پہونچے۔ عباسیون
نے اوسیوقت سے ایک نئے خلیفہ کی تجویز شروع کی تھی۔ ۲۵۔ ذی الحجہ روز سہ شنبہ
سنہ ۲۰۱ھ مین خاص آل عباس نے خفیہ طور پر ابراہیم بن المہدی کے ہاتھ پر جو
مامون الرشید کے چچا تھے بیعت کی پھر دو شخص مقرر کیئے کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے
ایک شخص بخطاب عام کہے کہ" ہم مامون کے بعد ابراہیم کو ولیعہدِ خلافت
قرار دینا چاہتے ہین"۔ دوسرا برابر سے بولے کہ" مامون تو معزول ہوچکا خلیفہ وقت
ابراہیم ہے اور ولیعہدِ خلافت۔ اسحاق بن الہادی"۔ غالباً اِس طریقہ سے عباسیون

نے رضامندی عام کا اندازہ کرنا چاہا۔ مگر اونکو خلاف توقع یہ معلوم ہوا کہ ملک اگر مامون
کے خلاف ہے تو ابراہیم کے ساتھ بھی لوگون کو عام ہمدردی نہین ہے۔ چنانچہ جب
یہ دونون شخص سکھائے ہوئے فقرے کہکر بیٹھہ گئے تو لوگون نے کچھ جواب نہ دیا
اور ایسی برہمی ہوئی کہ لوگون نے نماز بھی نہین پڑھی اور مسجد سے چلے گئے تاہم
سندی۔ وصالح کی کوششون نے ابراہیم کو منصبِ خلافت پر پہونچا دیا اور
یکم محرم سنہ ۲۰۲ھ کو عموماً اہل بغداد نے بیعتِ خلافت کی ابراہیم نے اپنا لقب
"مبارک" اختیار کیا۔ اس زمانہ مین قصر بن ہبیرہ پر حسن بن سہل کی طرف سے
حمید بن الحمید مامور تھا۔ اگرچہ وہ خود حسن کا دل سے طرفدار تھا مگر اوسکے ساتھ
جتنے افسر تھے خصوصاً سعید۔ وابو البط۔ ابراہیم سے ملگئے۔ ان لوگون
نے ادھر تو حسن کے پاس خطوط بھیجے کہ حمید آپکے خلاف ابراہیم سے خط وکتابت
رکھتا ہے۔ ادھر ابراہیم سے درخواست کی کہ حضور کا کوئی افسر آئے تو ہم
قصر بن ہبیرہ پر قبضہ کرا دین حسن نے گو ان تحریرون کا چندان اعتبار نہین کیا تاہم
اوسکو شبہہ پیدا ہوا اور اطمینان کے لیے حمید کو اپنے پاس بلا لیا اب ابراہیم
نے موقع پاکر عیسے بن محمد کو بھیجا جسنے ۱۰۔ ربیع الثانی کو قصر بن ہبیرہ پر قبضہ
حاصل کیا۔ اور حمید کا اسباب وخزانہ جسمین نقد کی قسم سے ننلو توڑے تھے
غارتِ عام مین آیا۔ حمید نے یہ خبر سنی تو کوفہ کو واپس آیا۔ یہان حضرت علی رضا علیہ السلام
کے بھائی۔ عباس تشریف رکھتے تھے۔ حمید نے اونکو بلایا اور کہا کہ آپ اپنے

بھائی کی طرف سے کوفہ کی حکومت آپ اپنے ہاتھ مین لین - تو تمام کوفہ آپکے ساتھ ہوگا اور مین تو جان نثاری کے لئے حاضر ہی ہون" حمید نے لاکھ درہم بھی اونکی نذر کیئے اسکے بعد وہ حسن کے پاس چلا گیا - کوفہ کے اکثر لوگون نے حسن کا ساتھ دیا مگر جن لوگون کو شیعہ پن مین زیادہ غلو تھا اونھون نے حسن سے کہا کہ "اگر حضرت علی رضا کی خلافت مستقل مانکر بیعت لیجاوے تو ہم بدل موجود ہین لیکن بیچ مین مامون کا واسطہ ہوگا تو ہمسے کچھ امید نرکھنی چاہیئے" چونکہ اونکی یہ خواہش حسن نے منظور نہ کی یہ لوگ ناراض اوٹھے اور بالکل بے تعلق ہوکر اپنے گھرون مین بیٹھ رہے -

ابراہیم نے اپنے نئے دشمن عبّاس کے مقابلے کے لیئے سعید و ابوالبط کو متعین کیا جنھون نے حال مین اپنی یہ کارگذاری دکھائی تھی کہ ابراہیم کے نائب کو قصر بن ہبیرہ پر قبضہ دلادیا تھا - یہ دونون افسر قریہ شاہی پہونچے تو عبّاس نے اپنے چچیرے بھائی علی بن محمّد کو اونکے مقابلہ کے لیئے بھیجا - دوسری جمادی الاولیٰ ۲۰۲ھ کو دونون حریف معرکہ آرا ہوئے علی بن محمد نے ذرا دیر لڑکر شکست کھائی - اب ابوالبط و سعید کوفہ پر حملہ آور ہوئے - آل عبّاس جو یہان موجود تھے وہ بھی انکے ساتھ ہو گئے - نہایت سخت معرکہ ہوا - یہ لوگ حملہ کرتے ہوئے ابراہیم کی جے پکارتے تھے اور نعرے مارتے تھے کہ "مامون کی حکومت نہین رہی" - تمام دن لڑائی قایم رہی تاہم فتح و شکست کا کچھ فیصلہ نہوا - اور دوسرے دن کی نوبت آئی - چونکہ فریقین کا یہ حال تھا کہ جسنے شہر کے جس حصّہ پر فتح پائی آگ لگاکر غارت کردیا رؤسائے کوفہ - سعید کے پاس حاضر ہوئے اور اس شرط پر امان

طلب کی کہ عبّاس اپنے ساتھیون کو لیکر کوفہ سے چلے جائین - ذریقین نے اسپر رضامندی ظاہر کی اور کوفہ دونون دعویدارون سے خالی ہوگیا - کیونکہ اس عہد کے بعد سعید بھی حیرہ کو واپس چلا گیا - کوفہ و اطراف کوفہ مین ابراہیم کی حکومت مسلّم ہوگئی لیکن یہ فتحین خلافت کا قطعی فیصلہ کرنیوالی نہ تھین کیونکہ ہنوز واسط مین حسن بن سہل ایک فوج گران کے ساتھ موجود تھا - ابراہیم نے اس جری مہم کے لیئے عیسیٰ کو انتخاب کیا - ابن عائشہ ہاشمی و نعیم بن حازم کو بھی حکم ہوا کہ عیسیٰ کے ہمراہ جائین - راہ مین سعید و ابو البط بھی جو کوفہ کی فتح سے آتے تھے ساتھ ہوئے - غرض یہ بیشمار لشکر واسط کے قریب مقام صیادہ مین صف آرا ہوا - حسن بن سہل قلعہ بند ہوا - عیسیٰ چندبار حملے کی غرض سے حسن کی لشکر گاہ کی طرف گیا مگر اوسنے بالکل خاموشی اختیار کی تھی اور حکم دیدیا تھا کہ لشکر کا کوئی شخص قلعہ سے باہر نہ جاے - غالباً اس مدت مین اوسنے عیسیٰ کی قوت کا اندازہ کیا بالآخر ۲۶ - رجب کو فوج اوسکے حکم سے عیسیٰ پر حملہ آور ہوئی - صبح سے دوپہر تک قیامت انگیز معرکہ رہا - عیسیٰ نے شکست کھائی - اور طرنایا پہونچکر دم لیا -

مامون کا عراق روانہ ہونا اور ذو الرّیاستین کا قتل سنہ ۲۰۲ھ

مامون جس تاریخ سے تخت نشین ہوا ایک دن بھی خونریزیون سے خالی نہ گیا تاہم اوسکو بالکل نہ معلوم ہوسکا کہ تمام ملک بغاوتون کا دنگل بن رہا ہے - ابتداء مین تو حسن بن سہل کی گورنری کا جھگڑا تھا - لیکن اب جو ہنگامے قایم تھے حضرت علی رضا کی ولیعہدی پر

تھے درباریون مین سے جب کسی نے مامون کے کان تک یہ صدا نہ پہونچائی تو خود حضرت علی رضا نے اس فرض کو ادا کیا۔ اونھون نے مامون سے کہا کہ "امین کے قتل کے بعد ایک دن بھی ملک کو امن نصیب نہین ہوا۔ رات دن خونریز لڑائیان قایم ہین اور اہل بغداد نے ابراہیم کو خلیفہ قرار دیا ہے"۔ یہ بالکل ایک نئی اور غیر مانوس صدا تھی۔ مامون دفعتًا چونک پڑا اور جیسا کہ ذوالریاستین نے اوسکو یقین کرا دیا تھا۔ اوسنے تعجب اور انکار کے ساتھ کہا کہ "نہین۔ ابراہیم خلیفہ نہین ہے بلکہ لوگون نے انتظامًا اوسکو نائب الریاست بنا رکھا ہے"۔ حضرت علی رضا نے فرمایا کہ "ذوالریاستین نے ملک کے اصلی واقعات آپکی نظر سے چھپا دیئے اور اب آپ جو کچھ کہتے ہین اوسی کی زبان سے کہتے ہین۔ ابراہیم جسکو آپ نائب الریاست سمجھ رہے ہین۔ حسن بن سہل سے لڑ رہا ہے۔ اور آلِ عبّاس مین عمومًا ذوالریاستین کی وزارت اور میری ولیعہدی پر نہایت مخالفانہ جوش پھیلا ہوا ہے"۔ (مامون) دربار مین کوئی اور شخص بھی ان حالات سے واقف ہے؟ (علی رضا علیہ السّلام) ہان "یحییٰ بن معاذ و عبدالعزیز بن عمران۔ اور بہت سے افسر"۔ مامون نے ان لوگون کو بلا کر پوچھا کہ جو کچھ حضرت علی رضا فرماتے ہین۔ تم اوسکی نسبت کیا جانتے ہو۔ ذوالریاستین کے ڈر سے کسی کو شہادت دینے کی جرءت نہین ہوتی تھی۔ مگر جب مامون نے خود ذمہ داری کی ذوالریاستین اونکو کچھ ضرر نہ پہونچا سکیگا۔ اور اس مضمون کی ایک دستاویز بھی اپنے ہاتھ سے لکھدی تو ان لوگون نے پوست کندہ حالات بیان کر دیئے اور کہا کہ ہر فتنہ انھین باتون کے عوض

کرنے کے لیئے حضور مین حاضر ہوا تھا مگر ذو الریاستین نے ایسے جان نثار کو حضور کی نگاہ مین دشمن بنادیا اور اوسکی تمام امیدین خاک مین ملادین - ان لوگون نے مامون کو یہ بھی جتادیا کہ اگر جلد تلافی نہین کیجاتی تو بنیادِ خلافت کے متزلزل ہونے مین کچھ باقی نہین رہا ہے - چونکہ ان لوگون نے اپنی شہادت مین یہ بھی راے دی تھی کہ حضور کا دار الخلافۃ مین تشریف رکھنا ان سب مشکلون کو حل کردے گا - مامون نے بغداد کا قصد کیا - ذو الریاستین کو اس ارادے کی اطلاع ہوئی تو اوسنے بآسانی معلوم کرلیا کہ مامون کے کان مین کوئی نئی صدا پڑی ہے - اوسنے تمام افسرون کے نام بھی تحقیق کرلیئے اور حضرت علی رضا کے سوا (جنپر اوسکا قابو نہین چلسکتا تھا یا پاس ادب مانع تھا) باقی ہر ایک کو مختلف قسم کی اذیتین پہونچائین - کسی کو قید کیا - کسی کو کوڑے پٹوائے کسی کی ڈاڑھی اوکھڑوالی - اسپر بھی مامون ذو الریاستین سے کچھ باز پرس نکرسکا اور جب حضرت علی رضا نے اسکا تذکرہ کیا تو مامون نے نرمی سے جواب دیا کہ "مین غافل نہین ہون - مگر تدبیر مناسب سے کام لینا چاہتا ہون" مامون جب سرخس پہونچا تو چند آدمیون نے جنکا پیشوا غالب سعودی تھا حمام مین پہونچکر جمعرات کے دن ۲ شعبان سنہ ۲۰۲ھ کو ذو الریاستین کو قتل کردیا یہ عجیب بات ہے کہ جو لوگ ذو الریاستین کے قتل مین شریک تھے سب مختلف اور دور دور ملکون کے رہنے والے تھے یعنی قسطنطین روم کا فرج - دیلم کا - موفق - صقلیہ کا -

مامون نے اشتہار دیا کہ جو شخص قاتلون کو گرفتار کرکے لائے اوسکو دس ہزار اشرفیان

انعام مین ملینگی۔ عبّاس بن الہیثم نے یہ انعام حاصل کیا۔ جب یہ لوگ مامون کے پاس حاضر کیئے گئے اور پوچھا گیا کہ کسکے ایما سے تمنے ایسا کیا" توسب نے خود مامون کا نام لیا۔ اور اس بیباکی پر یا اصل جرم کی پاداش مین مامون کے حکم سے قتل کردیئے گئے اسکے بعد عبدالعزیز بن عمران و موسیٰ وغیرہ چند اشخاص جنپر شبہہ تھا طلب ہوئے اور استفسار ہوا کہ اس واقعہ کے متعلق کچھ جانتے ہو۔ سب نے کانون پر ہاتھ رکھا۔ مامون نے ان لوگون کو بھی قتل کرادیا۔ گو تمام واقعات شہادت دے رہے تھے کہ ذوالریاستین کا قتل مامون کے ایما سے ہوا مگر مامون نے اپنی متعدد کارروائیون سے اس یقین کو شبہہ سے بدلدیا۔ قاتلون کے سر حسن بن سہل کے پاس بھجوائے اور نامۂ تعزیت مین بہت کچھ رنج و غم ظاہر کیا۔ اور لکھا کہ "تم اپنے بھائی کی جگہہ منصبِ وزارت پر مقرر کیے گئے"۔ ذوالریاستین کی مان کے پاس برسم تعزیت گیا اور تسلّی دیکر کہا کہ "آپ صبر کرین۔ بجاے ذوالریاستین کے مین آپ کا مطیع فرزند موجود ہون"۔ ان موثر فقرون نے اوسکو اور بھی بیتاب کردیا اور رو کر کہا کہ "ایسے بیٹے کا کیون نہ غم کرون جسنے میرے لیئے تم سا فرزند چھوڑا"۔ ذوالریاستین کے قتل کے تھوڑے دن بعد اوسکے باپ سہل نے بھی وفات پائی۔ اسی زمانہ مین مامون نے حسن بن سہل کی بیٹی سے شادی کی۔ ان کارروائیون سے گو مامون کی گردن ذوالریاستین کے خون سے ہلکی نہ ہوئی تاہم عام خلقت کی نگاہ بہت کچھ بدل گئی اور کم سے کم اتنی بات ضرور ثابت ہوگئی کہ اگر ایسا ہوا بھی تو وہ ایک ذاتی

اور ناگزیر معاملہ تھا ورنہ ذو الریاستین کے عام احسانات کو اوسنے فراموش نہین کیا ہے اور اوسکے خاندان کے ساتھ اب بھی اوسکو وہی ہمدردی ہے جو پہلے تھی- ذو الریاستین کی موت نے یون تو اوسکے تمام خاندان کو نہایت صدمہ پہونچایا مگر اوسکے بھائی حسن نے اس واقعہ کے بعد سے ایکدن بھی رونے پیٹنے سے نجات نہ پائی اور بالآخر اِسی صدمہ نے اوسکو مختل الحواس کردیا- ۲۰۳ھ مین جب اوسکے ہوش بالکل درست نہین رہے تو احتیاط کے لیئے پاؤن مین بیڑیان ڈالدی گئین- مامون نے اوسکی جگہہ احمد بن ابی خالد کو وزیر اعظم مقرر کیا- یاد رکھنا چاہیئے کہ مامون کی مستقل خلافت کا زمانہ دراصل فضل کے قتل ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے-

حضرت علی رضا علیہ السّلام کی وفات اخیر صفر ۲۰۳ھ

اِس سفر مین حضرت علی رضا علیہ السّلام بھی مامون کے ساتھ تھے- طوس پہونچکر دفعتًا انتقال فرمایا- کہتے ہین کہ انگور مین زہر دیا گیا- ہرون الرشید کی قبر بھی یہین ہے- مامون نے اِسی وجہ سے یہان قیام کیا تھا- حضرت علی رضا نے وفات پائی تو مامون نے حکم دیا کہ ہارون الرشید کی قبر اوکھڑوا کر حضرت علی رضا بھی اوسی مین دفن کیئےجائین جس سے مقصود یہ تھا کہ رشید بھی حضرت علی رضا کی برکت سے مستفید ہو- مامون کو حضرت علی رضا کی وفات کا نہایت صدمہ ہوا- وہ جنازہ کے ساتھ ننگے سر گیا اور روکر کہتا تھا- "اے ابو الحسن! تیرے بعد مین کہان جاؤن"- تین دن تک

قبر پر مجاور رہا اور صرف ایک روٹی و نمک روزانہ اوسکی خوراک رہی۔[۱]

اسپر دعبل ایک شاعر نے جو اہلبیت کا مداح اور خلفاے بنی العبّاس کا نہایت دشمن تھا ایک ظرافت آمیز ہجو لکھی جسکا ایک شعر یہ ہے۔

"ماینفع الرجس من قرب الذّکی ولا	علی الذّکی بقرب الرّجس من ضرر"

(یعنی) ناپاک آدمی کو پاک کے قرب سے کچھ فائدہ نہین پہونچتا۔ اور نہ پاک کا اُسکے قرب سے کچھ نقصان ہوتا ہے"۔ یہ ایک تاریخی سوال ہے کہ "حضرت علی رضا کو کسکے ایما سے زہر دیا گیا"۔ مگر ایک خاص فرقہ نے اس واقعہ پر مذہبی رنگ چڑھایا ہے شیعہ بلا استثنا اِسپر متفق ہین کہ "خود مامون نے زہر دلوایا"۔ افسوس ہے کہ ہمکو شیعون کی تاریخی تصنیفات نہین ملین۔ کہ ہم اِس بحث کو دونون فریق کی روایتون کے لحاظ سے فیصل کر سکتے تمام وہ بڑی بڑی تصنیفین جنکو دنیا نے اسلامی تاریخ کا لقب دیا ہے سُنیون کی ہی تصنیفین ہین اور بظاہر اونمین مذہبی حیثیت کا خاص لحاظ نہین رکھا گیا ہے۔ تاریخی واقعات کی نسبت ہمکو انھین کیطرف رجوع کرنا پڑیگا۔ جہانتک ہمکو معلوم ہے ایک مورّخ نے بھی مامون پر اس الزام لگانے کی جرأت نہین کی ہے بلکہ علامہ ابن اثیر نے صاف لفظون مین اس غلط خیال پر استعجاب ظاہر کیا ہے۔ مامون الرشید کے زمانہ سے نہایت قریب تر تاریخ جو آج دستیاب ہو سکتی ہے

[۱] ابن واضح عبّاسی نے یہ واقعہ خود اوس شخص سے روایت کیا ہے جو حضرت علی رضا کی تجہیز و تکفین مین شریک تھا۔ اور ہمنے ابن واضح کی تاریخ سے اسکو نقل کیا ہے۔

ابن واضح عبّاسی کی تاریخ ہے۔ یہ مصنّف مامون کے زمانہ کے واقعات اون لوگون کی زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے۔ ہم اوسکی تاریخ مین شیعہ پن کا اثر بھی پاتے ہین۔ تاہم اوسنے مامون کے بجاے یہ بدگمانی علی بن ہشام کی نسبت کی ہے۔ تاریخی اصول تحقیق سے۔ اگر ہم کام لین تو بھی یہی ماننا پڑیگا۔ مامون نے حضرت علی رضا کو ولیعہد خلافت مقرر کیا تو اس سے اوسکو کوئی سازش مقصود نہ تھی حضرت علی رضا کوئی ملکی شخص نہ تھے اور نہ اونسے حکومتِ عباسیہ کو کسی خطرہ کا احتمال تھا۔ جیساکہ شیعون کا دعویٰ ہے۔ مامون کو اہلبیت کے ساتھ جو دلی خلوص تھا اوس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ حضرت علی رضا کے بعد مامون کا طریق عمل سادات کے ساتھ کیا رہا ؟ اس خاص حیثیت سے مامون کے اُن تمام حالات اور واقعات کو ترتیب دو۔ جو حضرت علی رضا کی وفات سے پہلے اور پیچھے پیش آئے۔ یہ مرتب اور نتیجہ خیز سلسلہ خود بتادیگا کہ مامون پر یہ ایک غلط اتہام ہے بے شبہ مامون کے خاندان والے حضرت علی رضا کی ولیعہدی سے ناراض تھے اونھین مین سے کسی نے یہ بیہودہ حرکت کی ہوگی۔

حضرت علی رضا ایمہ اثنا عشر مین ہین۔ اور حضرت موسیٰ کاظم کے خلف الرّشید ہین۔ مدینہ منوّرہ مین سنہ ۱۴۸ھ مین جمعہ کے دن پیدا ہوئے نہایت بڑے عالم اور اتقیاے روزگار مین سے تھے۔ مامون کے لیے طب مین ایک رسالہ تصنیف کیا تھا۔ ابونواس عرب کے مشہور شاعر سے لوگون نے کہا کہ تونے ہر مضمون کے شعر لکھے۔ اور

حضرت علی رضا جو فخر روزگار ہین اونکی شان مین دو شعر بھی نہ کہے - اوسنے جواب دیا کہ" اونکا پایۂ کمال میری مدح سے بہت اونچا ہے"- چونکہ زوال ریاستین اور حضرت علی رضا کی وفات نے اہل بغداد کی کل شکایتون کا فیصلہ کردیا- مامون نے بغداد کے لوگون کو ایک خط لکھا کہ" اب کیا چیز ہے جسکی تم شکایت کرسکتے ہو"- مگر مامون کو خلاف توقع اپنی تحریر کا نہایت سخت جواب ملا-

ابراہیم کی معزولی ۲۰۳ھ

مامون جس زمانہ مین بغداد کو روانہ ہوا تھا تو ابراہیم مدائن مین موجود تھا- اور عیسیٰ ابن محمد- و مطلب بن عبداللہ وغیرہ افسران فوج اوسکے ساتھ تھے- یہ لوگ اسوقت تک اگرچہ نہایت ثابت قدم رہے مگر غالباً اس بات کا سب کو یقین تھا کہ ابراہیم کی خلافت اوسیوقت تک ہے جبتک مامون بغداد سے دور ہے- جب اوسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو لوگ ابراہیم کا ساتھ چھوڑنے لگے- مطلب بیماری کا بہانہ کرکے مدائن سے چلا آیا- اور بغداد مین لوگون سے خفیہ مامون کے لیے بیعت لینی شروع کی- خود منصور بن المہدی ابراہیم کے بھائی نے اوّل بیعت کی مطلب نے علی بن ہشام و حمید کو بھی لکھا کہ" بغداد چلے آؤ- ابراہیم کو یہ حالات معلوم ہوئے تو مدائن سے روانہ ہوکر ۱۵- صفر ۲۰۳ھ کو زندرود پہونچا- اور جن لوگون نے مامون کے لیے بیعت کی تھی اونکو طلب کیا- جنمین سے منصور و خزیمہ تو حاضر ہوگئے

اور اونکا قصور معاف کردیا گیا۔ لیکن مطلب کو اوسی کے خاندان نے روکا کہ "اپنی بات پر قایم رہنا چاہیے"۔ ابراہیم نے اذنِ عام دیدیا کہ اصغر کو مطلب کا گھر بار لوٹ لیا جاوے حمید وعلی بن ہشام اب ابراہیم کی خلافت مداین پر قابض ہو گئے۔ ابراہیم کا نہایت نامور افسر عیسیٰ ابن محمد بھی۔ حسن بن سہل سے ملگیا شوال ۲۰۲ھ مین باب الجسر پر اوسنے یہ اعلان دیدیا کہ مین اس معاملہ مین دونون فریق سے الگ رہونگا۔ اور حمید نے بھی اس بات کو منظور کرلیا ہے۔ ابراہیم نے اوسکی طلب کے لئے متعدد قاصد بھیجے۔ بڑے اصرار سے آیا تو ابراہیم نے عتاب ظاہر کیا۔ اوسنے معذرت کی۔ ابراہیم نے غیظ مین آکر اوسکو قیدخانے بھیجدیا۔ اور اوسکے چند افسر و اعزہ کو بھی سزادی۔ عیسیٰ ایک نہایت معزز رتبہ کا آدمی تھا۔ اور بہت سے نامور افسر اوسکے ساتھ تھے۔ اوسکے قید ہونے نے سبکو برہم کردیا۔ بالخصوص عبّاس جو عیسیٰ کا خلیفہ خاص تھا اوسنے اپنی پرجوش تقریرون سے تمام بغداد کو ابراہیم کا مخالف بنادیا۔ جسر و کرخ وغیرہ پر ابراہیم کے جو عامل تھے سب نکالدیے گئے اور لوگون نے حمید کو خط لکھا کہ آپ یہان کا قصد کیجئے کہ ہم بغداد آپکے حوالہ کردین۔ حمید نہرصرصر پہونچکر ٹھہرا۔ عبّاس اور تمام افسرانِ فوج اوسکے استقبال کو گئے۔ یہ قرار پایا کہ جمعہ کے دن مقام یاسریہ مین مامون کا خطبہ پڑھا جاوے۔ اور ابراہیم معزول کردیا جاوے۔ حمید نے اہلِ فوج کو پچاس پچاس روپیہ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ تاریخ معیّنہ پر حمید یاسریہ مین داخل ہوا۔ مگر انعام کی تعداد مین اسلیے

اختلاف پیدا ہوا کہ اہل فوج نے پچاس کے عدد کو منحوس بتایا - کیونکہ علی بن ہشام نے بھی یہی تعداد مقرر کی تھی اور بالآخر فساد کی باعث ہوئی - اہل فوج نے کہا کہ اسوقت ہمکو چالیس دلائے جاوین تاکہ پچاس کے منحوس عدد سے یہ تعداد مختلف رہے - عیسیٰ نے فیاضی سے پچاس کے عدد کو بڑھاکر ساٹھ کردیا جسکے ساتھ نحوست کا شبہہ بھی رفع ہوگیا -

ابراہیم نے اس مشکل وقت مین عیسیٰ کو قید سے رہائی دیکر حکم دیا کہ حمید کے مقابلہ پر جاوے - عیسیٰ نے ایک سازشی حملہ کیا اور وسط فوج مین گھسگیا جس سے ظاہر مین یہ دکھانا مقصود تھا کہ ابراہیم کی وفاداری مین اوسنے جان کی بھی پروا نہ کی - لیکن فوج نے اوسکی دلی خواہش کے موافق زندہ گرفتار کرلیا - ابراہیم نے باقیماندہ فوج سے حمید کا مقابلہ کیا یہ اوسکی اخیر کوشش تھی لیکن وہ اب بھی کامیاب نہ ہوا - اخیر ذوقعدہ سنہ ۲۰۳ھ مین جو معرکہ ہوا اوسنے ابراہیم کی قسمت کا قطعی فیصلہ کردیا - ذوالحجہ کی ۱۷ - تاریخ بدھ کی رات سنہ ۲۰۳ھ ابراہیم کی تاریخ حکومت کا اخیر صفحہ تھا - جسدن اوسنے تبدیل لباس کی اور کہین غائب ہوگیا - ابراہیم کی خلافت نے کل ایک برس گیارہ مہینے ۱۲ - دن کی عمر پائی -

مامون کا بغداد داخل ہونا - صفر سنہ ۲۰۴ھ

مامون قریباً رجب سنہ ۲۰۲ھ مین مرو سے روانہ ہوا اور صفر سنہ ۲۰۴ھ مین بغداد

پہونچا۔ اوسکا یہ سفر ایک طرح پر ملک کا دورہ تھا جسمین اوسنے حالاتِ ملک سے بہت کچھ واقفیت پیدا کی اور مختلف شہرون مین مناسب انتظامات کیئے۔ نہروان پہونچا تو بغداد کے تمام اعیان و عمائد و افسرانِ فوج بڑے جوش سے اوسکے استقبال کو گئے۔ طاہر بن الحسین بھی جسکو مامون نے رقہ سے طلب کیا تھا یہین باریاب حضور ہوا۔ نہروان مین آٹھ دن قیام کرکے مامون بغداد کو چلا اور ۱۵۔ صفر ۲۰۴ھ کو بڑی شان و شوکت سے دارالخلافہ مین داخل ہوا۔ جہان ایک مدت سے ہزارون نگاہین اوسکا انتظار کر رہی تھین۔ مامون خود اور اوسکے تمام افسر سبز لباس مین تھے۔ اہلِ بغداد بھی مامون کے لحاظ سے سبز لباس پہنے دربار مین آئے مگر عام خواہش اسکے خلاف تھی۔ لوگ آرزومند تھے کہ اونکی آنکھین عباسیہ حکومت کو اوسکے اصلی لباس مین دیکھین۔ چنانچہ جب مامون نے طاہر کو بلاکر اوسکی کارگذاریون کا صلہ دینا چاہا اور کہا کہ " جو مانگنا ہو مانگ "۔ تو اوسنے یہی خواہش ظاہر کی۔ کہ آلِ عباس کی یہ آرزو پوری کردیجائے۔ مامون نے یہ معقول درخواست منظور کی۔ اوسنے خود دربارِ عام مین سیاہ لباس منگواکر پہنا۔ اور طاہر ذوالیمینن و تمام افسرانِ فوج کو سیاہ رنگ کے خلعت مرحمت کیئے۔ ۲۳۔ صفر ۲۰۴ھ کو کل اہلِ بغداد سیاہ لباس مین تھے اور اوسدن گویا یہ عملی اعلان عام دیدیا گیا کہ " اب تمام اسلامی دنیا مین **آلِ عباس** کی حکومت ہے۔

———o(❀)o———

طاہر کا خراسان کی حکومت پر مقرر ہونا ۲۰۵ھ

اس سال ایک عجیب تقریب سے طاہر کو اپنے کارہائے نمایان کا مناسب صلہ ملا یعنی وہ کُل مشرقی حکومت پر جسکی دار الخلافت بغداد سے شروع ہو کر سندھ تک منتہی ہوتی ہے۔ نائب السلطنت مقرر ہوا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک رات طاہر مامون کی بزم عیش مین حاضر ہوا۔ مامون بادہ نوشی کے مزے لے رہا تھا۔ بے تکلفی مین اوسنے دو پیالے۔ طاہر کو بھی مرحمت کیئے اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔ طاہر نے باادب عرض کیا کہ "میرا منصب اس عزت کا مستحق نہین ہے" مامون نے کہا "یہ قیدین دربارِ عام کے لیئے مخصوص ہین۔ بے تکلفی کے جلسون مین اس قسم کے قواعد کی پابندی ضرور نہین"۔ طاہر آداب بجا لاکر بیٹھ گیا۔ مامون نے اوسکی طرف نگاہ کی تو آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ طاہر نے عرض کیا کہ "اب کیا آرزو باقی رہی ہے جسکا حضور رنج کر سکتے ہین"۔ مامون نے کہا "کچھ ایسی بات ہے جسکے پوشیدہ رکھنے مین تکلیف اور ظاہر کرنے مین ذلت ہے"۔ طاہر اوسوقت تو چپ ہو رہا مگر دلمین خلش پیدا ہوئی۔ کہ آخر کیا بات ہے۔ حسین جو مامون کا ساقی اور ندیم خاص تھا طاہر نے اوسکو دو لاکھ درہم نذر بھیجے اور درخواست کی کہ اوسدن کے واقعہ کا سبب دریافت کردے۔ حسین نے موقع پاکر پوچھا۔ مامون نے کہا۔ اگر "یہ بات آگے بڑھی تو تیرا سر اوڑا دونگا"۔ سچ یہ ہے کہ جب طاہر میرے سامنے آتا ہے تو بھائی امین کا ذلت و بیکسی سے مارا جانا یاد آتا ہے۔ "میرے ہاتھ سے ضرور

طاہر کو کسی دن ضرر پہونچیگا"۔ طاہر کو یہ بات معلوم ہوئی تو احمد بن ابی خالد الاحول کے پاس گیا۔ (حسن بن سہل کے بعد وزیر اعظم مقرر ہوا تھا) اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ مین احسان فراموش نہین ہون اور میرے ساتھ بھلائی کرنی فائدہ سے خالی نہین۔ مین تمسے صرف اتنا چاہتا ہون کہ مامون کی آنکھ سے دور رہون۔ احمد بن ابی خالد نے اسکا ذمہ لیا اور دوسرے دن صبح کے وقت مامون کے پاس حاضر ہوا۔ چونکہ چہرہ سے تردد اور پریشانی نمایان تھی (مامون نے پوچھا) کیون؟ کیا کوئی نئی بات ہے۔ (احمد) حضور مجھے تو ساری رات نیند نہین آئی (مامون) آخر کیون (احمد) مینے سُنا کہ حضور نے خراسان کی حکومت غسان کو دی جسکے ساتھ مٹھی بھر آدمی سے زیادہ نہین ہین۔ اگر سرحد کے ترکون نے حملہ کیا تو کیا غسان اونکو روک سکیگا۔ (مامون) یہ خیال تو مجھکو بھی تھا۔ اچھا تم کسی کو تجویز کرتے ہو (احمد) طاہر ذوالیمینین سے بہتر کون شخص انتخاب ہو سکتا ہے (مامون) مگر اوسکے خیالات تو باغیانہ ہین۔ اور وہ نقض بیعت پر آمادہ ہے (احمد) اسکا مین ذمہ دار ہون (مامون) اچھا تو تم اپنی ذمہ داری پر مقرر کرو۔ طاہر طلب ہوا اور سند حکومت کے ساتھ ایک کرور درہم بھی جو عموماً خراسان کے گورنرون کو ملتے تھے عطا ہوے۔ طاہر نے ایک مہینے مین ساز و سامان سفر درست کیا اور ۲۹۔ ذوقعدہ ۲۰۵ھ کو خراسان روانہ ہوا۔ طاہر کا بیٹا اوسکے بعد صاحب الشرطہ مقرر ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی دنون مین اوسکی ذاتی لیاقت نے مصر کی گورنری پر پہونچا دیا۔ تقرر کے وقت مامون نے اوسکو

اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ "یون تو ہر شخص اپنی اولاد کی نسبت حسن ظن رکھتا ہے لیکن طاہر نے جو کچھہ تمہاری تعریف مین کہا اوس سے کم کہا جسکے تم دراصل مستحق ہو"۔ طاہر نے یہ مژدہ سُنا تو بیٹے کو ایک نہایت مفصل خط لکھا[۵۱] - جو آئین حکومت - انتظامات ملکی - رفاہ رعایا - کے متعلق ایک نہایت مدبرانہ دستور العمل تھا - یہ خط اسقدر مقبول عام ہوا کہ تمام لوگون نے اوسکی نقلین لین - خود مامون نے اوسکی باضابطہ نقلین عموماً حکام سلطنت کے پاس بہجوائین اور کہا کہ "طاہر نے دنیا - ودین - وتدبیر - و رائے - وسیاست واصلاح ملک وحفاظت سلطنت - وقیام خلافت - کے متعلق کوئی بات اوٹھا نہین رکھی"۔

عبد الرحمن بن احمد کی بغاوت سنہ ۲۰۶ھ

انکی بغاوت نہ چندان بیجا تھی نہ بہت پُرزور تھی لیکن وہ اسلیئے زیادہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اوس سے مامون کی تاریخ زندگی مین ایک نیا انقلاب شروع ہوتا ہے۔ یمن کے لوگ عمال کی بے اعتدالیون سے باغی ہو گئے تھے انکو ایک صاحب اثر شخص سمجھکر خلیفہ قرار دیا - مامون نے دینار بن عبد اللہ کو مقابلہ کے لئے بہیجا - لیکن ایک معاہدہ امن بہی لکھکر دیدیا کہ اگر عبد الرحمن قبول کرلے تو لڑائی کی کچھہ ضرورت نہین - زمانہ حج مین دینار یمن کو روانہ ہوا اور معاہدۂ امن عبد الرحمن کے پاس بہیجدیا - عبد الرحمن نے خود دینار کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور بغداد چلا آیا - مامون

---

[۵۱] علامہ ابن اثیر نے اپنی تاریخ مین اس خط کو تمامہا نقل کیا ہے - ۱۲

سادات کی پیہم بغاوتون سے نہایت تنگ آگیا تھا اب اوسنے ۲۸- ذوقعدہ ۲۰۱ھ
کو حکم دیدیا کہ عموماً آل علی اپنا امتیازی لباس چھوڑکر سیاہ لباس اختیار کرین- اور
آج سے دربار مین نہ آنے پاوین- مامون کو اس خاندان سے جو بے لاگ محبت
تھی سیاست ملکی نے اُسکو اس صورت مین بدل دیا- جسکی تاریخ ۲۸- ذوقعدہ سے
شروع ہوتی ہے-

ذوالیمینین طاہر کا وفات پانا- روز شنبہ جمادی الثانی ۲۰۷ھ

مقام مرو

مامون نے اگرچہ احمد بن ابی خالد کی ذمہ داری پر طاہر کو خراسان ایسے بڑے صوبے کی حکومت دیدی تاہم وہ اوسکی طرف سے مطمئن نہ تھا- طاہر خراسان کو روانہ ہوتے ہوئے جب مامون سے رخصت ہونے گیا تو مامون نے ایک خاص غلام اوسکے ساتھ کردیا جسکی نسبت طاہر کو یہ یقین دلایا کہ اوسکی کارگذاریون کا صلہ ہے مگر درپردہ غلام کو ہدایت کی تھی کہ اگر طاہر کے خیالات- بغاوت کی طرف مائل دیکھے تو زہر دیدے- خراسان پہونچکر غالباً طاہر نے بغاوت کا ارادہ کیا مگر مورخین اُسکا کوئی عملی ثبوت بجز اسکے نہین پیش کرتے کہ ایک جمعہ مین طاہر نے خطبہ مین مامون کا نام نہین پڑہا- کلثوم بن ثابت خراسان کا پرچہ نویس اس موقع پر موجود تھا- اوس نے گھر پر آکر غسل کیا اور کفن پہنکر مامون کو اس واقعہ کی عرضی لکھی- اوسکو یہ یقین تھا کہ طاہر کو بھی ضرور اس

حال سے خبر ہو گی اور وہ اوسکو زندہ نہ چھوڑیگا - مامون نے عرضی پڑہی تو احمد بن ابی خالد کو بلا بھیجا اور کہا کہ اسیوقت خراسان روانہ ہو - احمد نے بڑے اصرار سے رات بھر کی مہلت لی - تہوڑی دیر کے بعد دوسرا پرچہ پہونچا کہ طاہر نے دفعتاً انتقال کیا - احمد کا جانا ملتوی رہگیا - طاہر کو جمعہ کے دن بخار پڑہا - ہفتہ کی صبح کو لوگ عیادت کے لیئے گئے تو دربانون سے معلوم ہوا کہ آج خلاف معمول ابھی تک خوابگاہ مین ہے - زیادہ دیر ہوئی تو لوگ اندر گئے طاہر سر سے پاؤن تک کپڑے مین لپٹا ہوا مردہ پڑا تھا - بعضون کا بیان ہے کہ پلکون مین کچھہ عارضہ پیدا ہوا جس سے وہ دفعتاً گر پڑا اور مر گیا[۱]-

مامون نے طاہر کے بعد اوسکے بیٹے طلحہ کو خراسان کی حکومت دی - دوسرے بیٹے عبد اللہ کو بھی معزز عہدے دیئے - طاہر کی تین پشتون یعنی خود طاہر و عبد اللہ بن طاہر و عبید اللہ بن عبد اللہ نے دولت عباسیہ مین بڑا اقتدار حاصل کیا - ہمکو اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ طاہر کو زہر دیا گیا اور خود مامون نے زہر دلوایا - لیکن اگر مامون کی جگہ کوئی دوسرا بادشاہ ہوتا تو کیا کرتا - اگر اس نظیر کے لیئے ہم دور نہ جائین اور خود

[۱] مصنف عیون والحدایق - کامل - ابن خلدون - ابوالفدا - کسی نے نہین لکھا کہ طاہر کیونکر مرا - مگر عربی مورخین کی یہ عام عادت ہے کہ وہ واقعات کو بالکل سادہ لکھتے ہین اور اسباب سے بحث نہین کرتے صرف ابن خلکان ایک شخص ہے جسنے اس واقعے کی پوری تفصیل لکھی ہے - اور چونکہ اوسنے نہایت معتبر تاریخ کا یعنی ہرون بن عباس بن مامون الرشید کی تاریخ کا حوالہ دیا ہے - مینے اس موقع پر جو کچھہ لکھا ہے اوسی سے لکھا ہے - دیکھو تاریخ ابن خلکان - ترجمہ - طاہر - ۱۲ منہ

مامون کے نامور باپ - ہرون الرشید کی طرف نگاہ اوٹھائین توکیا ثابت ہوگا - ہم دیکھتے ہین کہ اوسنے ایک خیالی الزام پر برامکہ کا وہ فیاض خاندان جسکی نظیر سے کل تاریخ اسلام خالی ہے ایک لحظہ مین دنیا سے ناپید کردیا - لیکن مامون نے جو کچھ کیا سیاست ملکی کے لحاظ سے اوسکا ضروری فرض تھا - تاہم اوسکے خاندان سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ اوسکی اولاد کو اس رتبہ پر پہونچایا کہ کچھ زمانہ کے بعد خراسان مین اونکی مستقل حکومت قایم ہوگئی - مامون کے پاس جب طاہر کے مرنے کی خبر آئی تو اوسنے کہا کہ "خدا کا شکر ہے - جسنے طاہر کو مجھسے پہلے بُلایا" اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ طاہر کی بغاوت کا اوس کو کافی یقین ہوچکا تھا - اس کتاب کے دوسرے حصے مین معلوم ہوگا کہ مامون ملک کے ہر ایک جزئی حالات سے کسقدر واقفیت رکہتا تھا اور اسوجہ سے اوسکی رائے ان معاملات مین نہایت وقعت کے قابل ہے -

افریقہ - اومنصور بن نصیر کی بغاوت ۲۰۸ھ

افریقہ کو ممالک اسلامیہ مین داخل ہوئے قریباً سو برس گذر چکے تھے مگر عہد فتح سے آجتک ہمیشہ خطرناک بغاوتین برپا رہین - یہان کی آب وہوا مین پہلے بھی اطاعت کا مادّہ نہ تھا اور قبائل عرب کے ملجانے سے جو ایک مدت سے ان اطراف مین جاکر آباد ہوتے جاتے تھے - اونکی سرکشی اور بھی پُرخطر اور تیز ہوگئی تھی - یہان کا جو خراج تھا وہ یہین کے امن وانتظام قایم رکھنے مین صرف ہوتا تھا

بلکہ مصر کے خزانہ سے اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ منگانے پڑتے تھے۔
۱۸۴ھ میں ہرون الرشید نے ابراہیم بن الاغلب کو افریقہ کا گورنر مقرر کیا تھا جسنے افریقہ سے چالیس ہزار دینار بطور خراج کے دینے منظور کئے تھے۔ ابراہیم نے نہایت نیکنامی کے ساتھ حکومت کی اور پھر افریقہ کی گورنری اوسکے خاندان کا موروثی ترکہ ہوگیا۔ چنانچہ مامون کے زمانہ مین جو شخص اس منصب پر ممتاز تھا وہ ابراہیم کا نامور فرزند زیادۃ اللہ تھا۔ ۲۰۸ھ مین ٹونس مین ایک تازہ بغاوت کی ابتدا ہوئی جسکا بانی منصور بن نصیر تھا۔ زیادۃ اللہ نے ایک افسر کو جسکا نام محمد بن حمزہ تھا تین سو سوار دیکر بھیجا کہ دفعتاً ٹونس پہونچکر منصور کو گرفتار کرلائے۔ لیکن محمد کے پہونچنے سے پہلے منصور کو خبر ہوگئی اور وہ طنبذہ چلا گیا۔ محمد کو ٹونس مین بالکل ناکامی ہوئی۔ اب اوسنے یہان کے قاضی کو منصور کے پاس بطور سفارت کے بھیجا۔ چالیس اور بڑے بڑے ثقاۃ قاضی صاحب کے ساتھ گئے کہ وعظ و پند کا فسون پھونک کر منصور کو مسخر کرلائین۔ مگر منصور ان سادہ دل ملاؤن سے زیادہ چالاک تھا اوسنے قاضی صاحب سے کہا کہ "مین تو قدیم نمکخوار ہون۔ آج کی رات آپ ماحضر قبول فرمائین۔ کل مین خود آپکے ہمرکاب چلونگا"۔ منصور نے محمد کو بھی دعوت کے کھانے اور فواکہ بھیجے اور لکھا کہ "کل قاضی صاحب کے ساتھ شرف خدمت حاصل کرونگا"۔ محمد اور اوسکی مختصر فوج نے نہایت اطمینان کے ساتھ دعوت کے مزے اوڑائے۔ اور خوب شرابین پین۔ ہنوز خمار نہین اوترا تھا۔ کہ دفعتاً طبل جنگ کی مہیب آواز نے ان بدمستون کو چونکا دیا۔

اوٹھے تو منصور ایک جمعیت کثیر کے ساتھ سر پر موجود تھا۔ محمد کی فوج نے بھی ہتیار سنبھالنا چاہا مگر اعضا قابو مین نہ تھے۔ تاہم ایک سخت معرکہ ہوا۔ اور ساری رات لڑائی رہی محمد کی فوج بالکل قتل ہوگئی صرف وہ لوگ بچگئے جو دریا مین کود پڑے اور تیر کر اوس پار نکل گئے تونس مین جو شاہی فوج تہی اوسنے بھی منصور کی خدمت مین حاضر ہوکر اطاعت پر آمادگی ظاہر کی مگر اس اندیشہ سے کہ آیندہ منصور اگر زیادۃ اللہ سے ملگیا تو وہ کسی طرف کے نہو نگے۔ یہ شرط پیش کی کہ آپ زیادۃ اللہ کے کسی عزیز کو قتل کرا دیجئے۔ اسمعیل کے قتل سے جو زیادۃ اللہ کا رشتہ دار اور تونس کا عامل تھا۔ یہ خواہش پوری کردیگئی۔

تونس کے اضلاع مین منصور کی قوت روز افزون ترقی کر رہی تھی۔ اور اسوجہ سے ضرور تہا کہ زیادۃ اللہ بھی برابر کی طاقت سے اوسکا مقابلہ کرے۔ اوسنے اپنے وزیر خاص غلیون کو اس مہم کے لئے انتخاب کیا۔ مگر دسوین ربیع الاول کو جو معرکہ ہوا اوسمین غلیون نے شکست کھائی اور فوج جو ساتھ تھی باغیانہ افریقہ کے مختلف شہرون مین پھیل گئی۔ غلیون کو شکست دیکر منصور کے حوصلے بلند ہوگئے۔ اوسنے خود زیادۃ اللہ کی دارالحکومت قیروان کو جا گھیرا۔ ۴۰ دن تک محاصرہ رہا اور بڑے بڑے معرکے ہوئے۔ مگر اخیر لڑائی مین جو ۱۵۔ جمادی الثانی کو پیش آئی زیادۃ اللہ اس سروسامان سے نکلا کہ منصور نے پہلے ہی ہمت ہار دی۔ مقابلہ ہوا۔ لیکن نتیجہ جنگ وہی تھا جو منصور کے خیال مین تہا۔ چونکہ محاصرہ کے زمانہ مین قیروان والے منصور سے ملگئے تھے

زیادۃ اللہ نے اب اونسے انتقام لینا چاہا۔ لیکن علما اور فقہا بیچ مین پڑے اور اوسکو اس ارادہ سے باز رکھا۔ تاہم عبرت کے لئے قیروان کی شہرپناہ بالکل برباد کردیگئی۔ اگرچہ منصور خود شکست کھا کر قیروان سے چلا گیا مگر اوسکے سردارون نے افریقہ کے اکثر اضلاع دبا لئے تھے۔ انمین سے ایک شخص عامر بن نافع تھا۔ جسنے سبیبہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ ۲۰۹ھ مین زیادۃ اللہ نے محمد بن عبد اللہ اپنے ایک عزیز کو اوسکے مقابلہ پر بھیجا۔ ۲۰۔ محرم کو ایک سخت معرکہ ہوا۔ محمد نے شکست کھائی۔ اور قیروان کو اولٹا واپس آیا۔ اس اثنا مین منصور نے دوبارہ قوت حاصل کی اور چونکہ فوج جو منصور کے ساتھ تھی اوسکے اہل وعیال قیروان مین رہگئے تھے اوسنے پھر قیروان کا محاصرہ کیا۔ ۱۶۔ دن محاصرہ رہا۔ اگرچہ کوئی لڑائی نہین ہوئی مگر منصور اپنے مقصد مین کامیاب ہوا اہل فوج کے عزیز و اقارب قیروان سے نکل آئے۔ اور اپنے عزیزون سے آکر ملگئے۔ منصور بھی تونس کو واپس چلا آیا۔ افریقہ کے اکثر اضلاع زیادۃ اللہ کے ہاتھ سے نکلگئے۔ خود شاہی فوج نے جو منصور کے ساتھ ہوگئی تھی زیادۃ اللہ کو یہ مغرورانہ پیغام کہلا بھیجا کہ "جو تدبیر تمکو جانبر کرسکتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ تم افریقہ سے اور کہین چلے جاؤ۔ اس سعادت کے صلہ مین ہم تمھاری جان سے کچھ تعرض نکرینگے" چند اتفاقی واقعات نے اگر ساعدت نہ کی ہوتی تو آل اغلب کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ مگر ۲۱۱ھ مین عامر جو منصور کا دایان ہاتھ تھا خود منصور سے ناراض ہوگیا اور بالآخر اوسکو قتل کرادیا۔ یہ محسن کُش بھی کچھ زیادہ نہ پھلا۔ دو ہی تین برس کے بعد قضا کی اور زیادۃ اللہ کے لئے افریقہ کی حکومت بے خلش

چھوڑ گیا۔ زیادۃ اللہ کو ان واقعات نے بالکل مطمئن کر دیا۔ اوسنے کچھہ بیجا نہین کہا کہ "اب لڑائی نے اپنے ہتیار رکھدیئے"۔

نصر بن شبث کا گرفتار ہونا ۲۰۹ھ

نصر حلب کے شمال مین کیسوم کے علاقہ کا رہنے والا تھا۔ اور امین الرشید کا نہایت جان نثار دوست تہا۔ محاصرہ کے زمانہ مین تو امین کی کچھہ مدد نکرسکا۔ لیکن امین کے قتل کے بعد علانیہ بغاوت ظاہر کی اور چونکہ عرب کے بعض قبائل اور بہت سے خانہ بدوش بدو بھی اوسکے ساتھ ہو گئے۔ اوسنے حلب و میساط وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن سہل نے طاہر کو جو حال ہی مین بغداد کی فتح کا فخر حاصل کر چکا تھا۔ اوسکے مقابلہ کے لیے بہیجا۔ ایک سخت جنگ کے بعد طاہر نے شکست کھائی اور رقہ کو واپس گیا۔ سنہ ۱۹۹ھ مین جزیرہ کے تمام اضلاع نصر کے قبضۂ اقتدار مین آ گئے۔ اور سنہ ۲۰۵ھ تک اوسکی بغاوت شاہی قوت کی حریف مقابل رہی۔ سنہ ۲۰۴ھ مین جب طاہر رقہ سے چلا آیا تھا تو اوسکا بیٹا عبداللہ اس مہم پر مامور ہوا۔ لیکن چار برس کی متواتر کوششون نے بھی کوئی نتیجہ نہین پیدا کیا۔ سنہ ۲۰۹ھ مین مامون نے محمد عامری کو نصر کے پاس سفیر کر کے بہیجا۔ نصر نے گو اطاعت پر آمادگی ظاہر کی مگر شرطین وہ پیش کین جو مامون کے نزدیک بغاوت کی سرکشی سے کچھہ کم نہ تھین۔ پہلی شرط یہ تھی کہ "وہ مین دربار مین حاضر نہ ہونگا۔" مامون نے اوسکے قبول کرنے سے بالکل انکار کیا۔ محمد عامری

واپس گیا۔ اور نصر سے کہا کہ مامون کو تمھاری حاضری ہی پر زیادہ اصرار ہے۔ نصر دفعتاً جھلا اوٹھا اور کہا کہ "چند مینڈکون (قوم زط[۱]) پر جسکا زور نہ چل سکا۔ اوسکے آگے عرب کے ہزارون جانباز کیونکر سر جھکا سکتے ہین"۔ لیکن نصر کا یہ غرور قایم نہ رہا۔ عبداللہ بن طاہر نے اوسکو اتنا تنگ کیا کہ بلاکسی شرط کے ہتیار رکھدئیے۔

ابن عائشہ و مالک کا قتل اور ابراہیم کی گرفتاری ۲۱۰ھ

ابراہیم۔ جسنے بغداد مین علم خلافت بلند کیا تھا گو مدت سے روپوش ہوگیا تھا لیکن اوسکے قدیم رفقا اب بھی اپنی کوششون مین سرگرم تھے اور چاہتے تھے کہ ابراہیم کو دوبارہ تخت خلافت دلائین۔ مامون کو اس سازش کی بہت جلد اطلاع ہوگئی۔ اور صفر ۲۱۰ھ مین یہ سب گرفتار کرلئے گئے۔ ابن عائشہ و مالک اس جماعت کے سرگروہ تھے۔ ان لوگون نے ایک بڑی فہرست طیار کرکے مامون کی خدمت مین بھیجی کہ "اور بہت سے لوگ اس کوشش مین ہمارے ساتھ ہین"۔ لیکن مامون نے اس خیال سے کچھ التفات نہ کی کہ "شاید اپنے ساتھ دوسرون کو بھی گرفتار کرانا چاہتے ہین"۔ باغی قیدخانے بھیجدئیے گئے۔ مگر وہان بھی نچلے نہ بیٹھے۔ ایکدن اندر سے چارون طرف کے کواڑ بند کردئے اور چاہا کہ دیوار توڑ کر باہر نکلجائین۔ مامون کو خبر ہوئی۔ توخود جیل خانہ پہونچکر ابن عائشہ کے سوا سب کو قتل کرادیا۔ ابن عائشہ۔ ہاشمی تھا۔ اسلئے یہ امتیاز رکھا گیا کہ بجاے

[۱] چونکہ قوم زط کی بغاوت کو مامون فرو نکرسکا تھا نصر نے یہ طعنہ دیا۔

قتل کرکے اوسکو سولی دیگئی - لیکن اوسکے ساتھ یہ قاعدہ ٹوٹ گیا کہ اب تک کسی ہاشمی نے پھانسی پانے کی ذلت نہین اوٹھائی تھی -

یہ واقعہ ابراہیم کی گرفتاری کا دیباچہ تھا[۵] - خود ابراہیم کی زبانی منقول ہے کہ "مامون جب عراق پہونچا تو لاکھ درہم کے انعام پر اوسنے میری گرفتاری کا اشتہار دیا - مینے خیال کیا کہ اب بغداد مین جان کی خیر نہین - گرمی کے دن تھے اور ٹھیک دوپہر ہوچکی تھی کہ مین گھر سے نکل کھڑا ہوا - مگر یہ کون بتا سکتا تھا کہ کہان جاؤن ایک گلی مین پہونچا لیکن اوسکی دوسری طرف راستہ نہ تھا اب نہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ اولٹا پھر سکتا تھا اسی اضطراب مین ایک مکان نظر پڑا جسکے دروازہ پر ایک حبشی غلام کھڑا تھا - مینے بڑھکر اوس سے التجا کی کہ "ذرا دیر کے لئے اپنے مکان مین جگہ دیسکتے ہو"؟ اوسنے نہایت خوشی سے منظور کیا - اور مجھکو ایک کمرہ مین لیجا کر بٹھایا جو عمدہ اور بیش بہا ساز و سامان سے مزین تہا - لیکن چونکہ خود باہر چلا گیا اور کواڑ بند کرتا گیا - میری تازہ امید پھر یاس سے بدل گئی کہ غلام میرے گرفتار کرانے کو پولیس کے پاس گیا ہے - مین اسی پیچ و تاب مین تھا کہ اوسی نے کواڑ کھولے اور ایک مزدور کے ساتھ مکان مین داخل ہوا - مینے مسرت آمیز تعجب سے دیکھا - کہ وہ - گوشت دیگچی - کورے پیالے - اور تمام ضروری چیزین اپنے ساتھ لایا ہے - اوسنے یہ تمام سامان میرے سامنے حاضر کئے اور کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی کہ "مین ذات کا

---

[۵] ابراہیم ربیع الاوّل سنہ ۲۱۰ھ مین گرفتار ہوا - ۱۲

حجام ہون میری جرأت نہین کہ اپنے گھر کا پکا ہوا کھانا حضور کی دعوت مین حاضر کرون اسلیئے بازار سے سب نئی چیزین مول لایا ہون - اب حضور جو پسند فرمائین "- مینے خود کھانا طیار کیا - اور خوب سیر ہوکر کھایا - پھر اوسنے مجھسے پوچھکر شراب حاضر کی اور کھڑے ہوکر کہا کہ "اگر اجازت ہو تو مین بھی ایک کنارے بیٹھ جاؤن اور حضور کی تفریح خاطر کے لئے دُور ہی سے دَور شراب مین شریک ہون" - مینے اجازت دی - شراب کا دور چلتا رہا - ذرا دیر کے بعد وہ ایک نَے اوٹھا لایا اور دست بستہ کہا کہ "میرا یہ منصب نہین کہ حضور سے گانے کے لئے عرض کرون - لیکن حضور کا فیاض اخلاق خود میری آرزو کو پورا کر سکتا ہے" مینے تعجب سے پوچھا کہ تمنے کیونکر معلوم کیا کہ مین اس لطیف فن سے واقف ہون اوسنے کہا "سبحان اللہ کیا حضور چھپائے چھپ سکتے ہین - کیا حضور کا اسم مبارک ابراہیم نہین ہے - کیا بغداد کے تخت نے حضور کے قدمون سے عزت نہین حاصل کی ہے - مامون الرشید نے کسکے لئے لاکھ درہم کا اشتہار[1] دیا ہے"

یہ سنکر مین حیرت زدہ ہوگیا - اور دل مین کہا کہ یہ غلام بھی خدا کی عجیب قدرتون کا ایک نمونہ ہے - مینے ایسے فیاض میزبان کا رنجیدہ کرنا خلاف انسانیت سمجھا اور نَے کے ساتھ حسب حال کچھ اشعار گائے - غلام بدمست ہوگیا - مزے مین آکر خود بھی

[1] اس قصہ کو کسیقدر اختلاف کے ساتھ خود یوسف کاتب نے جو ابراہیم کا خاص ندیم تھا اپنی ایک تصنیف مین جو یوسف ابراہیم کے حالات مین ہے لکھا ہے - دیکھو مروج الذہب مسعودی خلافۃ مامون -

گانا شروع کیا۔ اور اس درد سے گایا کہ درودیوار بول اوٹھے مین تمام خطرات کو یک لخت بھول گیا اور فرمایش کی کہ کچھہ اور گاؤ۔ اوسنے نہایت دلکش آواز مین یہ اشعار گائے۔

تعیرنا انا قلیل عدیدنا		فقلت لها ان الکرام قلیل
"وہ ہمکو عیب لگاتی ہے کہ ہمارا شمار کم ہے		مینے اوس سے کہا کہ بڑے لوگ کم ہی ہوتے ہین"
وانا القوم ما نری القتل سبة		اذا ما راته عامر وسلول

"عامر وسلول قتل ہونے کو عیب سمجھتے ہین لیکن ہم ایسا نہین سمجھتے"

ان پراثر شعرون نے میرے ہوش وحواس بالکل کھودیے۔ اور غفلت زدہ ہوکر سوگیا۔ جاگا تو شام ہوچکی تھی۔ مینے جیب سے ایک تھیلی نکالی اور غلام کو یہ کہکر دینا چاہا کہ "لو خدا حافظ۔ سردست یہ حقیر پیشکش قبول کرو خدا نے اگر وہ دن کیا کہ میری بدقسمتی۔ اقبالمندی سے بدل گئی تو مین تمھارے احسانات کا کافی صلہ دیسکونگا غلام نے نہایت رنجیدہ ہوکر کہا۔" افسوس غریب آدمی آپ لوگون کی نگاہ مین نہایت حقیر مخلوق ہے۔ مجھکو حضور کی ذرہ نوازی سے جو عزت ملی کیا مین اسکو درہم ودنیار کے عوض بیچ سکتا ہون۔ خدا کی قسم یہ الفاظ دوبارہ سُننے کی مین طاقت نہین رکھتا اور اگر آپ مکرر فرمائین گے تو مین اپنی حقیر زندگی کو قربان کردونگا"۔ مینے ندامت کے ساتھ اپنا بے موقع عطیہ واپس لیا اور چاہا کہ غلام سے رخصت ہون۔ لیکن اوسنے عاجزانہ لہجہ مین کہا کہ" میرے آقا۔ آپ یہان زیادہ امن وآرام کے ساتھ رہ سکین گے۔

کچھ دنون اور صبر کیجئے۔ یہ فتنہ فرو ہوے تو حضور کو اختیار ہے"۔ مین چند روز اور اوسکے مکان پر مقیم رہا لیکن اس خیال سے کہ میرا میزبان میرے مصارف کی وجہ سے گرانبار ہوا جاتا ہے۔ چپکے نکل کھڑا ہوا۔ اور اخفاے حال کے لئے زنانہ لباس پہن لیا تاہم راہ مین ایک فوجی سوار نے مجھکو پہچان لیا اور چلّا کر لپٹ گیا کہ "لینا مامون کا اشتہاری جانے نہ پائے"۔ مینے اوسکو پرے ڈھکیل دیا۔ وہ ایک گڑھے مین جا پڑا۔ اور بازار کے آدمی شور و غل سنکر ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ مین فرصت پا کر بھاگتا ہوا اوس پار پہونچا۔ اور ایک عورت سے جو اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑی تھی درخواست کی کہ "میری جان بچا لے"۔ اوسنے نہایت خوشی سے میرا استقبال کیا لیکن بدقسمتی سے یہ نیک دل عورت اوسی سوار کی جورو نکلی جسنے میرا پردہ فاش کرنا چاہا تھا۔ ذرا دیر کے بعد وہ بیرحم سوار آ پہونچا۔ مکان مین گھسنے کے ساتھ اوسکی نگاہ مجھپر پڑی۔ اور بیوی کو الگ لیجا کر ساری داستان سنائی۔ تاہم اوس فیاض عورت نے مجھکو آ کر تسکین دی کہ "جب تک مین ہون آپکو کچھ ضرر نہ پہونچیگا"۔ مین تین دن تک اوسکا مہمان رہا۔ لیکن چونکہ شوہر کی جانب سے اوسکو اطمینان نہ تھا چوتھے دن مجھسے کہا کہ "افسوس مین آپکی حفاظت کا ذمہ نہین اوٹھا سکتی"۔ مجبوراً نہ وہان سے بھی نکلنا پڑا۔ اس اضطراب مین مجھکو اپنی ایک کنیز خاص یاد آئی۔ مین سیدھا اوسکے مکان پر گیا۔ مجھکو دیکھکر باہر نکل آئی اور روتی ہوئی آواز اور ریائی آنسوؤن سے میرا استقبال کیا۔ تھوڑی دیر تک غمخواری کی باتین کرتی رہی پھر باہر چلی گئی۔ مینے بغیر

کسیقدر تردد کے خیال کیا کہ دعوت کے اہتمام مین جاتی ہی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جو تحفہ وہ میرے لئے بازار سے لائی وہ پولیس کے خونخوار سپاہی تھے۔ مین اسوقت تک زنانہ لباس مین تھا۔ اور اسی ہئیت مین گرفتار ہو کر مامون کے دربار مین حاضر کیا گیا۔ سامنے پہونچا تو دربار کے قاعدے کے موافق سلام کیا۔ مامون نے کہا۔ "خدا تیرا برا کرے"۔ مینے کہا "امیر المومنین ذرا ٹھہر جا۔ مین بے شبہ سزا کا مستحق ہون لیکن تقوی عفو کا باعث ہے میرا گناہ ہر گناہ سے بڑھ کر ہے لیکن تمام فیاضیان تیرے رتبہ سے فروتر ہین۔ اگر تو مجھکو سزا دے تو تجھکو حق ہے۔ اور اگر بخشدے تو نوازش ہے۔ پھر مینے یہ اشعار پڑھے۔

ذنبی الیک عظیم	وانت اعظم منه
میرا گناہ بڑا ہے	لیکن تو اوس سے بالاتر ہی
فخذ بحقك اولا	فاصفح بحلمك عنه
یا اپنا حق لے	یا اپنے حلم کیوجہ سے درگذر
ان لم اکن فی فعالی	من الکرام فکنه
اگر میرے کام شریفانہ نہین ہین	تو آخر تیرے تو ہونے چاہئین

میرے عاجزانہ فقرے اور پُر تاثیر اشعار مامون کے دل پر قبضہ پاتے جاتے تھے محبت سے میری طرف نگاہ کی۔ مینے چند اور شعر دردناک لہجہ مین پڑھے اوسکا دل بھر آیا اور ارکان دولت کی طرف مخاطب ہوا کہ "کیا راے ہے" سب نے متفق اللفظ

کہا "قتل" مگر احمد بن ابی خالد وزیر اعظم نے عام راے کے خلاف شفاعت کی اور کہا کہ "تاریخ مین ایسی مثالین بہت موجود ہین کہ بغاوت کے جرم پر قتل کا حکم دیا گیا لیکن اے امیر المومنین اگر تو بخشدے تو ہم تیری فیاضی کی نظیر پچھلی تاریخون مین بھی نہین دکھا سکین[۱] گے مامون نے سر جھکا لیا اور یہ شعر پڑھا۔

قومی هم قتلوا امیم اخی		فاذا رمیتهم یصیبنی سهمی
میرے بھائی امیم کو میری قوم نے قتل کیا		مین اگر انپر تیر چلاؤن تو مجھی کو لگیگا۔

مینے دفعتاً چہرے سے نقاب اولٹ دی اور چلا اوٹھا کہ "اللہ اکبر۔ خدا کی قسم امیر المومنین نے بخشدیا"۔ مامون سجدہ مین گرا۔ اور دیر تک سر بسجدہ رہا۔ پھر مجھسے مخاطب ہوا اور کہا کہ "چچا جان آپ جانتے ہین مینے کیون سجدہ کیا"۔ مینے عرض کی کہ "شاید میری اطاعت پر"۔ مامون نے کہا "نہین بلکہ اس بات پر کہ خدا جانے مجھکو عفو کی توفیق دی"۔ مامون نے پھر میری ساری داستان سُنی۔ اور غلام۔ عورت۔ کنیز۔ کو طلب کر کے غلام کا ہزار دینار سالانہ مقرر کر دیا۔ عورت کو بھی انعام عطا کیا لیکن کنیز کو اپنی توقع کے خلاف خیر خواہی کا کچھہ صلہ نہ ملا بلکہ اولٹی سزا پائی[۲]۔

[۱] ابن واضح کاتب عباسی کی تاریخ مین اس فقرہ کو کسیقدر تغیر کے ساتھہ مامون ہی کی طرف منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ کسی شخص نے ابراہیم کی شفاعت نہین کی - ۱۲ [۲] دیکھو ثمار الاوراق بر حاشیہ مستطرف صفحہ ۱۷۳ - کامل ابن الاثیر - آغانی - ابن خلدون وغیرہ مین ابراہیم کی گرفتاری کے حالات مختلف طریقون سے بیان کیے گئے ہین - ۱۲

مصر و اسکندریہ کی بغاوتین۔ سنہ ۲۱۰ھ

سنہ ۲۰۶ھ مین عبید اللہ سری مصر کا عامل مقرر ہوا تھا۔ اگرچہ نہایت رعب داب اور حسن انتظام کے ساتھہ حکومت کی مگر امید سے زیادہ کامیابی نے خودسری کا خیال پیدا کر دیا۔ طاہر کا نامور فرزند عبد اللہ اوسکے مقابلہ پر مامور ہوا۔ مصر جب ایک منزل رہگیا تو اوسنے ایک سردار کو تھوڑی سی فوج دیکر آگے روانہ کیا کہ پڑاؤ کے لئے کوئی محفوظ مقام معین کر رکھے۔ عبد اللہ سری نے یہ خبر پاکر دفعتاً سردار پر چھاپا مارا لیکن اوسنے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا اور ایک قاصد دوڑا دیا کہ عبد اللہ کو جاکر خبر کرے۔ عبد اللہ عین وقت پر پہونچا۔ عبید اللہ ایسا نادان نہ تھا کہ اب بھی جنگ قایم رکھتا۔ سیدھا مصر کو واپس گیا اور شہر پناہ کے دروازے بند کرا دئے۔ عبد اللہ نے شہر کا محاصرہ کیا۔ کچھہ بہت دن نہین گذرنے پائے تھے کہ عبید اللہ نے انجام کار پر غور کر کے سپر ڈالدی اور عبد اللہ کی خدمت مین ایک نہایت گرانبہا تحفہ جسکو رشوت کہنا زیادہ بجا ہے۔ ارسال کیا یہ بیش قیمت تحفہ جسمین ہزار لونڈی غلام اور ہر ایک کے ہاتھہ مین ہزار ہزار اشرفیان تھین گو قصداً رات کے وقت بھیجا گیا لیکن عبد اللہ نے صاف انکار کیا۔ اور لکھہ بھیجا کہ "اگر مین دن کو تیرا ہدیہ قبول کر سکتا تو رات کو بھی مجھکو انکار نہوتا"۔ خط کے اخیر مین قرآن مجید کی یہ پُر رعب آیتین لکھین۔ ارجع الیھم فلنا تینھم بجنود لا قبل لھم بھا۔" ترجمہ "تو اونکی طرف واپس جا۔ مین ایک ایسا

لشکر لیکر اوپر آتا ہون جسکا وہ لوگ سامنا نہین کرسکتے" اِس غضبناک خط نے تلوار سے بڑھکر کام دیا۔ عبید اللہ نے مجبور ہوکر امان طلب کی۔ مصر سے تو اطمینان ہوا مگر ہنوز اسکندریہ کا مرحلہ باقی تھا۔ عبید اللہ کے زمانۂ بغاوت مین اسپین سے دولت بنی امیہ کی ایک فوج آئی اور اسکندریہ پر قابض ہوگئی۔ لیکن عبد اللہ کی آمد آمد نے اوسکے حواس کھو دیئے۔ اور امن کی طالب ہوکر اسکندریہ سے نکل گئی۔ اب یہ ممالک فتنہ و فساد سے یک لخت پاک ہوگئے۔ اور ہر طرف امن و امان ہوگیا۔

زریق کی بغاوت۔ اور سید بن انس کا مقتول ہونا ۲۱۱ھ

زریق عربی النسل تھا اور ۲۰۹ھ مین آرمینیہ و آذربیجان کا گورنر مقرر ہوا تھا لیکن باغی ہوگیا اور اپنی حکومت کے کل علاقے دبا لیئے۔ سید بن انس جو موصل کا لفٹنٹ تھا چند بار اوس سے معرکہ آرا ہوا۔ مگر نتیجہ نہ حاصل کرسکا۔ ۲۱۱ھ مین زریق نے ایک فوج کثیر طیار کی جو کم و بیش چالیس ہزار تھی۔ ایک بہادر شخص مدت سے زریق کے پاس نوکر تھا اور لاکھ درہم سالانہ فقط اس بات کے پاتا تھا کہ اوسنے سید کے قتل کا بیڑا اوٹھایا تھا۔ قسم کھائی تھی کہ جب سید کو دیکھ پائیگا تنہا اوسکے قتل کی عزت حاصل کریگا۔ اب زریق نے جو یہ فوج گران سید کے مقابلے پر بھیجی تو یہ بہادر شخص بھی ساتھ گیا۔ سید لڑائیون مین ہمیشہ تنہا حملہ آور ہوتا تھا۔ اِس معرکہ مین حریف کی فوج گو چالیس ہزار سے کم نہ تھی۔ مگر اوسنے اپنا طریقۂ قدیم چھوڑنا پسند نہ کیا اور تنہا اتنے بڑے

لشکر پر حملہ آور ہوا۔ زریق کی فوج سے وہی بہادر شخص نکلا۔ ہر ایک نے جان توڑکر شجاعت کے جوہر دکھائے اور دونون کے ایک ساتھ قتل ہونے نے یہ ثابت کردیا کہ دونون برابر کے حریف تھے۔

مامون نے محمد بن حمید طوسی کو موصل کی حکومت عطا کی۔ محمد ۲۱۲ھ مین موصل پہونچا اور فوج شاہی کے علاوہ عرب کے بہت سے قبائل ساتھ لئے جو ایک مدت سے موصل مین آکر آباد ہوگئے تھے۔ سید بن انس کا فرزند محمد بھی۔ جو برسون سے باپ کے خون کا عوض لینے کے لئے بیقرار تھا اس فوج کے ہمراہ گیا۔ زریق محمد کی آمد سنکر خود مقابلہ کے لئے بڑھا۔ اور مقام زاب پر دونون فوجین صف آرا ہوئین۔ ایک سخت جنگ کے بعد زریق امن طلب کرنے پر مجبور ہوا۔ مامون نے اس فتح نمایان کے صلے مین زریق کا تمام مال واسباب محمد کو عنایت کیا مگر اوسنے زریق کی اولاد کو بلاکر سب واپس دیدیا اور کہا کہ "مین اپنی طرف سے تمکو دیتا ہون"۔ محمد نے آذربیجان پہونچکر اون تمام باغیون کو بھی گرفتار کیا جو زریق کے نائب بنکر ان اضلاع پر قابض تھے۔

بابک خرمی کی بغاوت

جاویدان ایک مجوسی تھا جو ایک نئے مذہب کا بانی ہوا اور نہایت شہرت حاصل کی اوسکے مرنے پر بابک نام ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ "جاویدان کی روح میرے جسم مین آگئی ہے"۔ سنہ ۲۰۱ھ مین اوسنے بڑی قوت حاصل کرلی اور اسلامی سلطنت

کے زوال کے درپے ہوا ۲۰۶ھ مین عیسی (گورنر آذربیجان و آرمینیہ) اوسکے مقابلہ پر مامور ہوا مگر شکست کھائی ۲۰۹ھ مین احمد اسکافی نے حملہ کیا - مگر بابک کی فوج نے زندہ گرفتار کر لیا ۲۱۲ھ مین محمد جسنے زریق کی پُرزور بغاوت کا خاتمہ کر دیا تھا بڑے ساز و سامان سے روانہ ہوا - اور بڑے بڑے میدان اور دشوار گذار گھاٹیان طے کرتا ہوا بابک کی مستقر حکومت تک پہونچگیا -

ہشتادسر کے آگے پہاڑون کا ایک بڑا وسیع سلسلہ ہے - بابک نے یہین ایک محفوظ اور بلند موقع پر اپنا ہیڈ کوارٹر قایم کیا تھا - محمد نے بڑی ترتیب سے فوج کو اوپر چڑہایا قلب فوج پر ابوسعید - اور میمنہ و میسرہ پر سعدی و عباس کو متعین کیا - خود عقب مین رہا کہ ہر طرف سے دیکھ بھال رکھے - بابک نے پہلے سے کچھ فوج کمینگاہون مین بٹھا رکھی تھی - محمد کی فوج قریباً تین فرسنگ تک اوپر چڑہتی چلی گئی - بابک کا صدر مقام بالکل قریب آگیا تھا - کہ دفعتاً اوسکے رسالے کمینگاہون سے نکلکر محمد کی فوج پر ٹوٹ پڑے ادہر خود بابک بھی ایک جماعت کثیر لیکر بڑہا - محمد کا لشکر دونون طرف سے بیچ مین آگیا اور سخت ابتری پڑگئی - ابوسعید و محمد نے بہت کچھ سنبھالا مگر فوج نہ سنبھل سکی - محمد تنہا رہگیا اور چونکہ لڑائی کے مرکز سے دور پڑگیا تھا - چاہا کہ کسی طرف نکل جاے - اِس ارادہ سے چند قدم چلا تھا کہ سامنے شاہی فوج نظر آئی جسکو بابک کی فوجین پامال کیے دیتی تھین - محمد فطری شجاعت کا جوش - ضبط نکرسکا اور اولٹا پھرا - ایک بہادر افسر بھی اوسکے ساتھ تھا - دونون بابک پر حملہ آور ہوے -

اور نہایت جانبازی کے ساتھ لڑکر مارے گئے - مامون الرشید ۲۱۸ھ تک زندہ رہا مگر اوسکی زندگی تک بابک کا فتنہ فرو نہ ہوا[۵] - معتصم بالله کے عہد خلافت کا یہ ایک مشہور اور یادگار واقعہ گنا جاتا ہے کہ اوسکے سردارون نے متعدد پُرخطر لڑائیون کے بعد بابک کو زندہ گرفتار کیا -

فتوحات ملکی[۶]

اگرچہ مامون کا عہد حکومت شروع ہی سے خانہ جنگیون اور بغاوتون مین اولجھا رہا - تاہم اوسی کے وسیع حوصلون نے فتوحات اسلامی کا دائرہ تنگ نہین ہونے دیا - صحابہ اور بنی امیہ کی سی عظیم فتوحات تو دولت عباسیہ کی تاریخ مین سرے سے ناپید ہین - لیکن یہ ضرور ہے کہ اس میدان مین مامون اپنے نامور اسلاف ہرون الرشید - منصور - مہدی - سے کچھ پیچھے نہین ہے - بنو امیہ کے قبضہ مین صرف تلوار تھی - بخلاف اسکے دولت عباسیہ کے ایک ہاتھ مین قلم بھی تھا - اس لحاظ سے اگر اس خاندان کی ملکی فتوحات زیادہ وسیع نہ ہون تو نہ کچھ تعجب ہوسکتا ہے نہ ہم اسپر کوئی الزام عاید کرسکتے ہین عباسیون کو جس چیز نے دنیا

---

[۵] بابک کا ظہور ۲۰۱ھ مین ہوا اور اس لحاظ سے مناسب تھا کہ یہ عنوان "بابک کی بغاوت" اوسی سنہ کے واقعات کے ساتھ لکھا جاتا - لیکن چونکہ اوسکی بغاوت کا سلسلہ مامون کی وفات کے ساتھ بھی ختم نہین ہوا - مینے اوسکو اخیر ہی مین لکھنا مناسب خیال کیا -

[۶] عموماً مورخین نے مامون کی فتوحات کو اور خلفا کی فتوحات کی طرح مختلف سنون کے ذیل مین لکھا ہے جسکی وجہ سے وہ نہایت متفرق اور پریشان ہوگئے ہین صرف علامہ ابن خلدون نے عموماً ہر خلیفہ کی فتوحات کو ایک جگہہ سمیٹ کر لکھا ہے اور مینے اوسکی تقلید کی ہے -

کی تاریخ مین زیادہ نامور کردیا وہ اونکے قلم کی فتوحات ہین - جسکا اقرار ایشیا و یورپ دونون کو ہے اور جسکی وجہ سے یورپ کی اوستادی کا مردہ فخر - آج بھی مسلمانون کے دماغ کو مختل رکھتا ہے - ۱۹۷ھ مین مامون کی اکثر فوجین گو بغداد کے محاصرے مین مصروف تھین تاہم ممالک مشرقیہ مین اوسکی عظمت کا اثر کامیابی کے ساتھ پھیلتا جاتا تھا - کابل پر فوجین بھیجین - والی کابل اسلام لایا اور تاج و تخت نذر بھیجا - یہ بھی درخواست کی کہ کابل و قندہار دارالخلافہ خراسان کے اضلاع مین داخل کرلیے جائین - اس سے پہلے بھی اسلامی فتوحات کا سیلاب اِن کوہستانون کے بلند مقامات سے گذر گیا تھا لیکن یہ فخر مامون ہی کی قسمت مین تھا کہ اوسکے عہد مین والی کابل اسلام لایا - قندھار - غزنین وغیرہ سے بت پرستی قریباً معدوم ہوگئی اور یہ ممالک ہمیشہ کے لئے علم اسلام کے سایہ مین آگئے - سیکڑون ہزارون مسجدین تعمیر ہوگئین اور توحید کی خالص آواز سے تمام دشت و جبل گونج اوٹھے - سندہ ایک مدت سے ممالک اسلامیہ مین داخل تھا - منصور عباسی کے زمانہ مین اوسکے عامل نے یہان ایک شہر بھی آباد کرایا تھا - جسکا نام **منصورہ** رکھا تھا - سندہ کے گورنر ہمیشہ اپنا صدر مقام اوسی کو اختیار کرتے رہے - مامون کے عہد مین موسیٰ بن یحییٰ برمکی وہان کا گورنر مقرر ہوا اور ایک مشرقی رئیس پر فتح حاصل کی (فتوح البلدان صفحہ ۴۴۴) فضل بن ماہان نے سندان فتح کیا اور ایک ہاتھی مامون کی خدمت مین بھیجا جو اہل عرب کے لئے ایک نادر تحفہ خیال کیا جاتا تھا - فضل کے بیٹے محمد نے ستر جہاز طیار

گئے اور میدہند پر چڑھائی کی دشمنون کے بہت سے آدمی مارے گئے اور قالری فتح ہوا۔ (افسوس ہے کہ ان مقامات کے اصلی نام ہم معلوم نکرسکے اسلیے معرب نام پر اکتفا کی) اسی زمانہ مین[۵۱] ذوالریاستین۔کشمیر وتبت کی طرف بڑہا۔ بوخان ورادر پر قبضہ کرلیا گیا۔ بلاد ترک بھی محفوظ نرہے۔ فاراب۔ شاغر۔ اطراز وغیرہ پر علم اسلام نصب ہوا۔ جغویہ خزلجی (فرمانرواے ترک) کی اولاد اور حرم مین گرفتار ہوئین اور فرغانہ پر سبز[۵۲] پھریرے اوڑائے گئے۔ اشروسنہ جو ایک مستقل حکومت سے کاؤس وہان کا فرمانروا اسلام لایا جسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ کاؤس کا چھوٹا بیٹا حیدر[۵۳] ایک فوجی افسر سے ناراض ہوا اور اوسکو قتل کرادیا۔ یہ افسر معزز رتبہ کا آدمی تھا اور کاؤس نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی اوسکی لڑکی سے کی تھی۔ حیدر نے باپ کے

---

۵۱ اُردو کی بعض کم رتبہ تاریخون مین لکھا ہے کہ مامون نے خاص ہندوستان پر بھی حملہ کیا اور متعدد لڑائیون مین راجپوتون سے شکست کھاکر واپس گیا مگر کسی معتمد تاریخ مین اسکا ذکر نہین ہے فتوح البلدان مین صرف اسقدر لکھا ہی کہ فضل بن ماہان نے سندان کو فتح کیا۔ اور مامون کی خدمت مین ایک ہاتھی بطور یادگار فتح روانہ کیا اوسنے سندان مین ایک جامع مسجد بھی بنوائی (دیکھو کتاب مذکورہ صفحہ ۴۳۶) لیکن یہ امر خود مشتبہ ہے کہ سندان کہان ہی اور اب کس نام سے پکارا جاتا ہے۔ یاقوت حموی نے معقول طریقہ سے ایک مصنف کے اس خیال کو رد کیا ہی کہ وہ ہندوستان کا شہر ہے۔ یاقوت نے اوسکو سندہ کے حدود کے قریب خیال کیا ہے۔ سندان کہین ہو۔ مگر راجپوتون سے شکست کھانا شاید زی گڑھت ہے۔ گو ایک ہندو مصنف نے اپنی براے نام تاریخ مین اوسکا تذکرہ علانیہ کیا ہے۔ ۱۲

۵۲ اسوقت تک مامون الرشید کی فوج کا لباس اور پھریرے فاطمیون کیطرح سبز رنگ کے ہوتے تھے۔ ۱۲

۵۳ غالباً یہ نام اسلام کے بعد کا ہوگا۔ ۱۲

خوف سے شہر چھوڑدیا اور مامون کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ تھوڑی سی شاہی فوج اشروسنہ کی فتح کے لئے کافی ہے۔ مامون نے احمد ابن ابی خالد کو ایک بڑا لشکر دیکر روانہ کیا۔ کاؤس نے یہ خبر سُنی تو اپنے بڑے بیٹے کو ترک بادشاہون کے پاس بھیجا کہ "اشروسنہ کو اسلام کے غارتگرون سے بچائین"۔ ترکون نے ایک جمعیت اعظم ساتھ کردی۔ مگر اسلامی فوجون نے اوسکے پہونچنے سے پہلے اشروسنہ کا فیصلہ کردیا تھا۔ کاؤس بغداد چلا گیا اور اسلام لایا جسکے صلہ مین مامون نے اوسکی حکومت قایم رکھی[1]۔ تبت کے رئیسون مین سے بھی ایک والی ملک اسلام لایا۔ وہ ایک بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ جسکی ظاہری صورت سے ایک عجیب اوج وشان کا اظہار ہوتا تھا۔ سر پر سونے کا تاج تھا جسمین نہایت بیش قیمت زمرد و یاقوت لگے تھے۔ ایک تخت جسمین جلوس کے لئے تھا اور اوسپر ہر وقت دیبا کا فرش بچھا رہتا تھا۔ بادشاہ تبت جب اسلام لایا تو بت اور تخت دونون مامون کے پاس بھیجدیئے اور نامہ لکھا کہ "مین فلان ابن فلان حلقۂ اسلام مین داخل ہوا اور بت کے تخت کو جو میری گمراہی کا ایک ذریعہ تھا کعبہ پر نذر چڑہانے کے لئے بھیجتا ہون"۔ نصیر بن ابراہیم عجمی سنہ ۲۰۱ھ مین اس تخت کو لیکر مکہ معظمہ پہونچا۔ اور حکم دیا کہ صفا و مروہ کی گذرگاہ عام مین رکھا جاسے۔ تین دن تک ایک شخص صبح وشام دونون وقت تخت پر کھڑا ہوکر باواز بلند کہتا تھا کہ "فرمانروائے تبت اسلام لایا اور یہ اوسکے پہلے

[1] فتوح البلدان صفحہ ۴۳۰ مین یہ پوری تفصیل مذکور ہے۔ ۱۲

معبود کا تخت ہے۔ عامتہً مسلمانون کو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ اوسکو اسلام کی توفیق دی[۱]۔

اسی سنہ مین عبداللہ بن خرداذبہ گورنر طبرستان نے دیلم پر چڑھائی کی بڑے بڑے مشہور اضلاع فتح کئے۔ والی دیلم۔ جسکا نام ابولیلی تھا زندہ گرفتار ہوا۔ طبرستان اگرچہ مدت سے ممالک اسلامیہ مین محسوب ہوتا تھا لیکن پہاڑی آبادیان ابتک شہریار و مازیار کے قبضہ حکومت مین تھین جو مجوسی النسل و مجوسی المذہب تھے عبداللہ ان اضلاع پر بڑھا۔ شہریار و مازیار دونون نے اطاعت قبول کی۔ مازیار مامون کی خدمت مین روانہ کیا گیا کہ فتح کامل کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ ابودلف نے بھی دیلم کے چند مشہور قلعے مثلاً اقلیسم۔ بومج۔ ابلام۔ انداق۔ فتح کئے[۲]۔ مامون نے یورپ مین بھی نامور فتوحات کی یادگارین قایم کین جزیرہ کریٹ کو جو بحر الغرب مین واقع ہے اور جسکا دور ۳۶۰ میل سے کم نہین ہے ابوحفص اندلسی نے (مامون کا ایک فوجی افسر تھا) اسطرح

[۱] مینے یہ تمام حالات اون فرامین سے اخذ کئے ہین جو مامون نے اس تخت و تاج کے کعبہ پر چڑھائے جانے کی نسبت لکھے تھے۔ تاج کے ساتھ یہ فرامین بھی کعبہ پر آویزان کئے گئے اور قریباً ۲۶۲ھ تک بعینہا کعبہ مین محفوظ تھے۔ علامہ ازرقی نے ان فرامون کو خود دیکھا تھا اور تاریخ مکہ مین اونکی پوری عبارت نقل کی ہے۔ (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۱۵۷)
ان فرامون مین کشمیر و بلاد ترک کی فتوحات کا بھی مجمل تذکرہ ہے جیسا کہ مینے اس موقع پر لکھا ہے۔ افسوس ہے کہ اور کسی مورخ نے یہ واقعات نہین نقل کئے۔ فتوح البلدان مین صرف اسقدر ہے کہ مامون کے عہد مین بادشاہ کابل اسلام لایا۔

[۲] دیکھو فتوح البلدان صفحہ ۳۲۴۔

فتح کیا کہ پہلے ایک قلعہ پر قبضہ کیا - اور وہین برسون تک مقیم رہا - پھر بتدریج فتوحات حاصل کرتا گیا - یہانتک کہ ۲۰۱ھ مین پورا جزیرہ تسخیر کرلیا گیا[۱]-

جزیرہ صقلیہ[۲] (سسلی) کی فتح ۲۱۲ھ

یہ فتح مامون کے عہد کی ناموریادگار ہے ۲۱۲ھ مین مسکل شہنشاہ روم نے جسکا

---

[۱] اکثر عربی مورخون نے اس فتح کا تذکرہ نہین کیا ہے - گبن صاحب نے سچ لکھا کہ "مسلمان مورخون نے جو پیٹر اور مائنس کی شہرت سے ناواقف تھے جزیرہ کریٹ کی فتح کو حقیر سمجھا ہے مگر رومی مورخون نے اوس سے چشم پوشی نہین کی" - عربی تاریخون مین سے ہمنے اس فتح کا تذکرہ صرف فتوح البلدان مین دیکھا ہے اور یہ اجمالی حالات اوسی سے نقل کئے ہین - ۱۲

[۲] سسلی کی فتح کا حال علاوہ عربی تاریخون کے ہمنے گبن صاحب کی رومن امپایر سے بھی لیا ہے خصوصاً فیمی سے شاہنشاہ روم کی ناراضی کی وجہ اور اسلامی بیڑہ جہازات کی تفصیل صرف گبن صاحب کے حوالہ پر ہمنے لکھی ہے - جزیرہ سسلی قریباً دس ہزار میل مربع ہے - سات ضلعون پر منقسم ہے - جنکے نام ہم ذیل مین لکھتے ہین جن شہرون کے نام ہمنے اصل کتاب مین لکھے ہین - وہ معرب نام ہین - ذیل کی تصریح سے اونکے نام معلوم ہونگے -

بلرم	Palermo	مسینا	Messina
قطانیہ	Catani	سرقوسہ	Siracusa
جرجنت	Girgenti	کلتانیستا	Caltanisetta

تربنی Trapani یہ جزیرہ جب مسلمانون کے ہاتھ مین آیا تو اوسکی آبادی مین اسلامی نسلین نہایت کثرت سے پھیل گئین - زمانہ کا انقلاب دیکھو کہ جب ابن حوقل جو بغداد کا مشہور تاجر تھا اس جزیرہ مین پہونچا تو خاص پلرمو مین ایک تیر کے فاصلہ پر دس دس مسجدین دیکھین (دیکھو معجم البلدان حالات صقلیہ) اور اب اوس جزیرہ مین ایک شخص بھی محمد صلعم کے نام کا ادب کرنیوالا نہین - ۱۲

نام عربی مورخ میخائیل لکھتے ہین قسطنطین کو سسلی کا گورنر مقرر کیا تھا قسطنطین نے فیمی نام ایک شخص کو امیر البحری کی خدمت دی فیمی ایک مشہور بہادر تھا اوسنے افریقہ کے سواحل پر فتوحات نمایان حاصل کین لیکن اس جرم پر کہ ایک پارسا عورت کو عبادتگاہ سے بھگالایا - شاہنشاہ نے حکم بھیجا کہ اوسکی زبان کاٹ ڈالین - فیمی اس وحشیانہ سزا کا متحمل نہوا اور علانیہ بغاوت ظاہر کی - جزیرہ کے ایک مشہور شہر سرقوسہ پر قبضہ کرلیا اور اپنی قوت کو ترقی دیتا گیا قسطنطین سنے سرقوسہ پر حملہ کیا مگر شکست کھائی - اور قطانیہ مین پناہ گزین ہونا پڑا - فیمی سنے قطانیہ پر چڑہائی کی قسطنطین گرفتار ہوا اور مارڈالا گیا - اب تمام جزیرہ مین فیمی کی مستقل حکومت قایم ہوگیی - سرقوسہ کو پایۂ تخت قرار دیا - اور اضلاع پر عمال و نائب مقرر کرکے بھیجے - دشمنون مین سے کوئی شخص اوسکا حریف مقابل نہ تھا - مگر بدقسمتی سے خود اوسکا ایک عزیز جسکا نام بلاطہ تھا مخالف ہوگیا اور اپنے بھائی کی مدد سے سرقوسہ پر حملہ آور ہوا فیمی سنے شکست فاش کھائی اور مجبور ہوکر زیادۃ اللہ کو جو مامون کی طرف سے افریقہ کا گورنر تھا خط لکھا کہ "اسلامی فوج اس موقع پر اگر میری آبرو رکھ لے تو اوسکے صلے مین سسلی کا جزیرہ نذر کرتا ہون" - زیادۃ اللہ نے ربیع الاول ۲۱۲ھ مین سو جنگی جہاز جنمین سات سو سوار اور دس ہزار پیادے تھے فیمی کی اعانت کو بھیجے - فوج کے سپہ سالار اسد بن فرات تھے جو مشہور محدث اور امام مالک کے شاگرد رشید تھے سسلی پہونچکر اسلامی فوج سنے جسکی طرف رخ کیا وہ بلاطہ تھا - جسنے فیمی کو شکست دیکر سرقوسہ سے

نکالدیا تھا۔ دونون فوجین نہایت جوش سے ایک دوسری پر حملہ آور ہوئین۔ فیمی اس معرکہ مین موجود تھا مگر مسلمانون نے اس خیال سے اوسکو الگ کر دیا کہ "جس فتح مین غیر قوم کا کوئی شخص شریک ہو وہ فخر کے مستحق نہین"۔ جنگ کا خاتمہ بلاطہ کی شکست پر ہوا۔ اب اسد کی فتوحات کا کوئی سد راہ نہین رہا۔ جسطرف گذرا فتح و ظفر نے خود آگے بڑھکر اوسکا استقبال کیا۔ اس جزیرہ مین کراث ایک مشہور قلعہ تھا اور چونکہ اسد کے ڈر سے جزیرے والے اکثر ہر طرف سے آکر وہان جمع ہو گئے تھے وہ ایک محفوظ مقام بنگیا تھا۔ اسد نے اوسپر حملہ کرنا چاہا مگر قلعہ والون نے فریب سے یہ ظاہر کیا کہ "ہم خود جزیہ دینے پر راضی ہین" ادھر فیمی نے مخفی طور سے اہل قلعہ کو لکھا کہ مسلمان قبضہ نکرنے پائین۔ اسد نے جزیہ قبول کیا اور اونکی یہ شرط بھی منظور کر لی کہ اسلامی فوج قلعہ کی حد سے دور ٹھہر گئی۔ فرصت پاکر اہل قلعہ نے پوری قوت سے جنگ کے سامان بہم پہونچا لئے اور جزیہ دینے سے انکار کر دیا۔ اسد نے بڑے جوش سے دشمن کا پیغام سُنا اور دفعتًہ تمام جزیرہ مین فوجین پھیلادین۔ سرقوسہ کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ عین موقع پر افریقہ سے امدادی لشکر بھی پہونچگیا اور قریب تھا کہ اس شہر پر اسلامی پھریرا اوڑایا جاے۔ لیکن بلاطہ کا بھائی میکل ایک فوج کثیر کے ساتھ آپہونچا اور اسلامی فوج خود محاصرے مین آگئی۔ اسد نے حفاظت کے لئے خندق طیار کرائی اور اس سے کچھہ فاصلہ پر بہت سے گڈھے کھدواے اور اونپر گھاس پھونس بچھوادی میکل کی فوج نے بڑے جوش سے حملہ کیا مگر جسقدر آگے بڑھی اپنی ہی لاشون سے گڈھون کو

بھرتی گئی - یہ مہم توسر ہوئی لیکن ۲۱۳ھ مین ایک عام وبا پھیلی اور اسلامی فوج کا بڑا حصہ تباہ ہوگیا - سپہ سالار اسد بھی بیمار ہوا اور مرگیا - رہی سہی فوج کی کمان محمد بن ابی الجواری نے لی - اسی اثنا مین قسطنطینہ سے بادشاہ روم کا جنگی جہاز پہونچا - مسلمانون نے سسلی سے ہاتھ اوٹھایا اور چاہا کہ افریقہ کو واپس چلے جائین - لیکن رومی فوجون نے تمام راستے روک لیئے مایوسی نے مسلمانون کو مرنے پر آمادہ کیا - اونہون نے اپنے جہازات خود جلا دیئے اور جانبازی کے ساتھ تمام جزیرہ مین پھیل پڑے - مینا کا محاصرہ کیا اور تین دن مین قلعہ چھین لیا - جرجنت پر بھی خفیف مقابلے کے بعد قابض ہوگئے قصریانہ کا محاصرہ ہوا - اس معرکہ مین فیمی بھی مسلمانون کے ساتھ تھا - قصریانہ والون نے فیمی سے اپنی قدیم اطاعت کا اظہار کیا اور کہا کہ تخت حکومت حضور کا منتظر ہے فیمی اس فریب مین آگیا اور آخر اونکے ہاتھ سے قتل ہوا - اسی اثنا مین روم سے ایک بیشمار لشکر پہونچا اور قصریانہ والون کا مددگار ہوا تاہم میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا - رومی فوج زیادہ تر برباد ہوئی اور جسقدر رہگئی وہ قصریانہ مین محصور ہوئی - ان متواتر فتوحات نے مسلمانون کے حوصلہ اور جوش انتقام دونون کو اعتدال سے زیادہ بڑھا دیا - فتوحات کے بجائے غارتگری پر جھکے فوج کے متعدد ٹکڑے ہوے اور جسنے جدہر موقع پایا لوٹ مار شروع کردی رومیون نے یہ دیکھکر کہ اونکی طاقت یکجائی نہین رہی ہر طرف اونپر حملے کئے اور پے درپے شکستین دین - ایک لڑائی مین اسلامی فوج کے کم و بیش ہزار سوار و پیادے کام آے - اب رومیون نے چارون طرف سے گھیر لیا - اور رسد تک بند

کردی - مسلمانون نے چاہا کہ شبخون مار کر نکل جائین - مگر ناکامی ہوئی رومی پہلے خبر پا چکے تھے - اور اپنے خیمون کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھیل گئے تھے - مسلمان اونکے پڑاؤ تک پہونچے تو خیمے بالکل خالی پائے - واپس آنا چاہا تو دمیون کے حصار مین تھے مجبور ہو کر لڑنا پڑا - مگر اکثر قتل ہوئے اور جو بچ رہے وہ بھاگ کر مینا مین محصور ہوئے - لیکن اس سختی سے گذرے کہ کتا بلی تک مار کر کھا گئے -

اس مایوسی مین ایک غیبی مدد نے اونکو مرنے سے بچا لیا - اسپین کے - اسلامی جہازات ہمیشہ نئے جزیرون اور نوآبادیون کی تلاش مین سمندر کے ہر حصہ مین پھرتے رہتے تھے - اتفاق سے ایک بیڑہ جہازات ادھر آنکلا - ساتھ ہی افریقہ سے بھی بہت سے جنگی جہاز مدد کو آگئے - ان سب جہازون کا شمار قریباً تین سو تھا - رومیون نے فتح کا خیال چھوڑ دیا اور محاصرے سے دست بردار ہو گئے - مسلمان محاصرے سے چھوٹے تو انتقام کے جوش مین لبریز تھے - شہر بلرم اونکے حملون کا پہلا آماجگاہ ہوا - اور ۲۱۶ھ مین بالکل فتح کر لیا گیا - ۲۱۹ھ مین اور اوسکے بعد سسلی کے بڑے بڑے شہر فتح ہوئے مگر چونکہ مامون کی زندگی اس سنہ سے پہلے ختم ہو گئی - ہم ان فتوحات کا ذکر نہین کرتے -

روم[۵۱] پر حملے

یہ حملے اس لحاظ سے زیادہ دلچسپی کے قابل ہین کہ ان مین مامون خود بذات خاص

---

[۵۱] یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی قدیم مورخ روم کے لفظ سے ایشیاے کوچک مراد لیتے ہین - یہان بھی یہی مقصود ہے - جن شہرون کے نام ان فتوحات مین لیے گئے ہین - اونکو ایشیاے کوچک کے جغرافیہ مین ڈھونڈھنا چاہیئے - ناظرین اگر اس نکتہ سے واقف نہونگے تو اٹلی - یا قسطنطنیہ کی خاک چھانتے پھرینگے کیونکہ اب روم کے لفظ سے یہی معنی مراد ہوتے ہین -

شریک تھا اور سچ یہ ہے کہ اگر ان لڑائیون مین اوسکی دلیری اور شجاعت کے جوہر ظاہر نہوتے تو وہ مورخین کے قلم سے۔ صرف شاعر یا صاحب القلم کا لقب پاتا لیکن اِن فتوحات کی سند پر عام مورخین مان گئے ہین کہ وہ تیغ و قلم دونون کا مالک تھا۔

جمادی الاولی ۲۱۵ھ مین روم پر حملہ آور ہوا۔ روم کی سرحد کے قریب پہونچا تو بادشاہ روم کے قاصد صلح کی درخواست لیکر آئے اور یہ شرطین پیش کین۔

(۱) دارالخلافہ سے یہانتک آنے مین جو کچھ صرف ہوا ہے۔ ہم ادا کردین گے۔

(۲) جسقدر مسلمان ہمارے ملک مین مدتون سے قید ہین بغیر کسی عوض کے سب رہا کردیئے جائینگے (۳) اسلامی شہرون مین سے جو شہر روم کے اگلے حملون مین برباد ہوئے ہین ہم اپنے صرف سے اونکی مرمت کردینگے۔ "اُن تین شرطون مین جو پسند ہو ہم اوسپر راضی ہین جسکے عوض مین ہم صرف یہ چاہتے ہین کہ آپ دارالخلافہ کو واپس جائین"۔

مامون نے دو رکعت نماز پڑھی اور خود دیر تک سوچتا رہا کہ کون پہلو اختیار کرے۔ مگر اوسکی بلند حوصلگی نے یہی رائے دی کہ یہ سب شرطین "فتح" سے کم قیمت ہین۔ اوسنے قاصدون کو بلاکر کہا کہ "پہلی شرط کی نسبت مین حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح تمسے کہتا ہون کہ "تم اپنا تحفہ اپنے پاس رکھو"۔ دوسری شرط بھی بے سود ہے۔ کیونکہ جو مسلمان تمھارے ہان قید ہین اگر وہ دین کے لئے لڑنے گئے تھے تو قید اونکے لئے مایۂ فخر ہے اور اگر اونکا مقصد دنیا حاصل کرنا تھا۔ تو وہ قید ہی کے مستحق ہین۔ تیسری شرط بھی مین منظور نہین کرسکتا۔ قید ہوتے وقت جس مسلمان عورت نے "ہاے محمدؐ" کہکر پکارا

ہوگا۔ مین اوسکی اس دردناک آواز کو روم کے بڑے سے بڑے قلعہ کے عوض مین بھی نہین بیچ سکتا۔"[ف]

بڑے سازوسامان سے لڑتا بھڑتا روم کی حدودِ حکومت مین پہونچگیا۔ قلعہ قرۃ کا محاصرہ کیا اور ۲۶ جمادی الاولیٰ کو فتح کے بعد برباد کردیا۔ قلعہ ماجدۃ کے لوگون نے خود اطاعت قبول کی۔ قلعہ سنان لڑکر فتح ہوا۔ اشناس اپنے غلام کو قلعہ سندس پر بھیجا جو فتح کے ساتھ مالک قلعہ کو بھی گرفتار کرکے ساتھ لایا۔ اسیطرح عجیف۔ وجعفر نے جو مامون کے ممتاز افسرون مین تھے۔ قلعہ سناد پر فتح کے پھریرے اڑائے۔

مامون اتنی کامیابیون کے ساتھ دمشق کو واپس آیا۔ مگر ۲۱۶ھ مین یہ خبر سنکر کہ بادشاہ روم نے طرسوس ومصیصۃ پہونچکر نہایت بیرحمی سے دو ہزار مسلمان قتل کرا دیئے۔ بڑے جوش وغصہ کے ساتھ۔ پھر روم پر چڑھائی کی۔ خود ہر قلہ کا محاصرہ کیا۔ اور عباس اپنے بیٹے اور ابواسحق معتصم اپنے بھائی۔ سے کہا کہ "تمھارے حوصلون اور بہادری کے لئے دشمن کا ملک وسیع جولانگاہ ہے۔ فتوحات کے لئے جسقدر ملک چاہو تمھاری آنکھون کے سامنے ہے۔" ابواسحق نے کم وبیش تیس نامور قلعے فتح کئے۔ جنمین خرزنلہ نہایت مشہور اور نامی قلعہ تھا اور بارہ قلعون پر مشتمل تھا۔ ابواسحق نے اس قلعہ کو بالکل برباد کردیا اور آگ لگادی۔ عباس الطیفو۔ قلعہ احرب۔ قلعہ حصین۔ کو فتح کرتا ہوا۔ خود بادشاہ روم پر حملہ آور ہوا اور نہایت سخت و پُرخطر جنگ کے بعد حریف کو شکست فاش دیکر بیشمار غنیمت

[ف] یہ زاید تفصیل صرف مروج الذہب مسعودی سے لی گئی ہے۔

کے ساتھ واپس آیا۔
۲۱۷ھ مین بادشاہ روم نے صلح کی درخواست کی مگر اتنی گستاخی برکہ خط مین اپنا نام پہلے لکھا تھا۔ مامون غصّہ سے بیتاب ہوگیا۔ اور انتقام کے فراموش شدہ حوصلے پھر تازہ ہوگئے۔ بڑے ساز و سامان سے روانہ ہوا۔ ممالک محروسہ مین فرامین بھیجے کہ ہر شہر سے اسلام کے حوصلہ مند جہاد پر کمر بستہ ہون اور روم کی طرف رُخ کرین۔
اِس زمانہ مین روم کا سب سے نامی قلعہ۔ لولوۃ تھا۔ جو ہر قلعہ کی گذشتہ عظمت کا ہمسر گنا جاتا تھا۔ مامون نے پہلے اوسکا محاصرہ کیا۔ اور جب متواتر حملون کے بعد کچھ کامیابی نہ حاصل ہوئی تو حکم دیا کہ قلعہ کے سامنے کچھ دور ہٹ کر دو نئے قلعے طیار کیے جایئن۔ غیر ملک مین اس حکم کی فوراً تعمیل ہونے سے ہم اندازہ کر سکتے ہین کہ اسلامی فوج اپنے پاس کیا سر و سامان رکھتی ہوگی۔ ان دونون قلعون مین سے ایک پر جبلۃ اور دوسری پر ابو اسحٰق معتصم کو متعین کیا اور عام افسری عجیف کو دی۔ خود ایک دوسرے قلعہ کے فتح کرنیکو بڑھا جسکا نام سلغوس تھا۔ عجیف دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا اور پورے ایک مہینے اس عذاب مین گرفتار رہا۔ بادشاہ روم خود قلعہ لولوۃ تک آیا مگر جبلۃ و ابو اسحٰق اپنے قلعون سے نکلکر نہایت دلیری سے مقابل ہوئے۔ اور شاہ روم کے فوجی سامان بالکل لوٹ لیے لولوۃ والے یہ دیکھکر کہ خود اونکا بڑا شہنشاہ اسلامی تلوارون کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ ہمت ہار گئے۔ اور عجیف کو اس درخواست کے ساتھ رہا کردیا کہ "ہمکو تمھارے صدقے امن ملجائے"۔ مامون نے اونکی درخواست قبول کی۔ اور یادگار فتح کے طور پر وہان

ے مسلمان آباد کرائے۔

حدود روم کے قریب طوانہ جو ایک معمولی قصبہ تھا۔ ۲۱۸ھ مین مامون نے حکم دیا

وہان ایک شہر بسایا جاے۔

شہزادہ عباس تعمیر پر مامور ہوا۔ شہر سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر شہر پناہ طیار کیا گیا

مین صدر دروازے چار تھے اور ہر دروازہ پر ایک مستحکم قلعہ تھا۔

فرامین صادر ہوئے کہ ہر شہر سے ایک خاص تعداد یہان آباد ہونیکے لیے بھیجی جائے[1]۔

تنخواہین اس شرح سے مقرر ہوئین۔ سوار۔ سو درہم۔ پیادہ چالیس درہم۔

مامون کی وفات۔ ۱۸۔ رجب ۲۱۸ ہجری

اسوقت مامون نے زندگی کے کل ۴۸ مرحلے طے کیے ہین۔ مامون کا ابتدائی

زیادہ تر بغاوتون اور خانہ جنگیون کی نذر ہوگیا۔ ان جھگڑون سے نجات پا کر عنان سلطنت

نے خاص اپنے ہاتھ مین لی۔ اور یہی دن تھے کہ وہ اپنے حوصلون کو پوری آزادی دیتا

وہ کر دکھاتا جو اسلام کے گذشتہ نامورون نے کر دکھایا تھا۔ بلاد روم کے حملے اوسکی

ری کی۔ ابتدائی بازیگاہ ہین۔ تاہم اس میدان مین وہ اپنے اسلاف سے ایک قدم پیچھے

ن ہی۔ یادگار فتوحات حاصل کرنے پر بھی۔ ابتک وہ انھین اطراف مین موجود ہے۔ اور شاید

خواہش مین سرگرم ہی۔ کہ شہنشاہ روم کی قوت کا بالکل استیصال کردے خاص قسطنطنیہ پر

---

[1] مامون کے فتوحات گو ابن خلدون۔ ابو الفدا۔ ابن الاثیر۔ سب نے کسیقدر تفصیل سے لکھی ہین لیکن میرا خاص ماخذ
ن والحدائق ہی جسکے بیان مین زائد تفصیل کے ساتھہ واقعات کا تسلسل اور حسن اتساق۔ عموماً دوسرون سے بڑھا ہوا ہے ۱۲

حملہ کرنے کا وہ قطعی ارادہ کر چکا تھا۔ لیکن زمانہ نے کسکی سب آرزوئین پوری ہونے دی ہین بہت سے پر فخر خیالات اوسکے دل مین پھر رہے ہین۔ مگر افسوس ہی کہ موت نے یہ پیغام سُنا کر سب کو مٹا دیا کہ "اب میری حکومت ہے"۔

ایکدن وہ اپنے بھائی معتصم کے ساتھ نہر بذندون کی سیر کو نکلا۔ پانی نہایت صاف تھا۔ اور چمکتی ہوئی لہرون کی حرکت۔ عجیب دلفریب سمان دکھا رہی تھی مامون و معتصم۔ دونون ایک کنارے۔ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور پانی مین پاؤن لٹکا دیئے سعد قاری۔ مامون کا خاص ندیم بھی اس موقع پر موجود تھا۔ مامون نے اوسکی طرف مخاطب ہوکے کہا۔ کیون سعد۔ ایسا سرد۔ اور صاف پانی تمنے کبھی دیکھا ہی۔ (سعد۔ تھوڑا سا پانی پیکر) "حقیقت مین بے نظیر ہی"۔ (مامون) "اس پانی پر غذا کیا ہو"۔ (سعد) "حضور خود اس سوال کا جواب عمدہ دیسکتے ہین"۔ (مامون) ازاذ کی کھجورین۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سُنائی دی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ ڈاک ہے۔ اس حسن اتفاق پر سب کو حیرت ہوئی کہ سرکاری کاغذات کے علاوہ مامون کی فرمائش بھی۔ ڈاک کے ساتھ تھی۔ سب نے بڑے شوق سے کھایا اور نہر کا سرد پانی نوشجان کیا لیکن اوٹھے تو حرارت محسوس ہوئی۔ قیامگاہ پہونچکر۔ ۱۳۔ جمادی الثانی۔ مامون کو سخت بخار چڑھا اور اسی عارضہ مین انتقال کیا۔

مرنے سے چند روز پہلے جب زیست سے بالکل مایوسی ہو گئی۔ تو تمام ممالک مین فرامین۔ روانہ کئے۔ جنکا عنوان یہ تھا۔ "امیر المومنین۔ مامون اور اوسکے بھائی ابو اسحق کی طرف سے"۔ شہزادہ عباس۔ بھی اگرچہ اس سفر مین ساتھ تھا۔ اور اگر اوسکو ولیعہدی کا دعوی ہوتا تو ناموزون

بھی نہ تھا۔ لیکن مامون کی فیاض دلی محبت پدری۔ پر غالب تھی اوسنے اپنے نامور فرزند کو چھوڑکر اپنے بھائی ابو اسحٰق کو انتخاب کیا۔ حالانکہ خود ہرون الرشید اپنی زندگی مین اوسکو خلافت کے آیندہ استحقاق سے بالکل محروم کرچکا تھا۔

اس کام سے مامون نے صرف اپنی فیاض دلی نہین ثابت کی۔ بلکہ یہ انتخاب اوسکے صائب الراے ہونے کا بھی ایک کافی ثبوت تھا۔ یہی ابو اسحٰق ہی جو معتصم باللہ کے لقب سے مشہور ہے اور اوسکے عظیم الشان کارنامون کے یاد دلانے کے لئے۔ صرف اوسکا نام لینا کافی ہی۔ مامون نے مرنے سے ذرا پہلے تمام افسران فوج۔ علما۔ قضاۃ۔ خاندان شاہی۔ کو جمع کیا۔ اور نہایت موثر لفظون مین وصیت کی جسکا مختصر مضمون یہ ہی ”مجھکو اپنے گناہون کا اقرار ہی۔ اور بیم و امید۔ دونون مجھپر جاوی ہو رہے ہین۔ لیکن جب مین خدا کے عفو کا خیال کرتا ہون تو امید کا پلہ گران ہو جاتا ہی۔ جب مین مرجاؤن تو مجھکو اچھی طرح سے غسل دو۔ اور وضو کراؤ۔ کفن بھی اچھا ہو۔ پھر خدا کی حمد و ثنا پڑھکے مجھکو تابوت پر لٹاؤ۔ اور تدفین مین۔ جہانتک ممکن ہو۔ جلدی کرو۔ جو شخص کبیر السن اور رشتہ مین۔ سب سے زیادہ قریب ہو۔ وہ نماز پڑھائے۔ نماز مین۔ تکبیر پانچ بار کہی جاے۔ قبر مین وہ شخص اوتارے جو رشتہ مین قریب تر ہو۔ اور مجھسے بہت محبت رکھتا ہو۔ قبر مین میرا مونہہ قبلہ کی طرف رہے اور سر اور پاؤن۔ پر سے کفن۔ ہٹا دیا جائے۔ پھر قبر کو برابر کرکے لوگ چلے آئین۔ اور مجھکو میرے اعمال کے ہاتھ مین چھوڑ دین۔ کیونکہ تم سب لوگ ملکر بھی۔ نہ مجھکو کچھ آرام پہونچا سکتے ہو۔ نہ مجھسے کوئی تکلیف دفع کرسکتے ہو۔ ہو سکے تو بھلائی سے میرا نام لو۔ ورنہ چپ رہو کیونکہ بُرا کہنے سے تمپر بھی مواخذہ ہوگا۔ مجھپر کوئی شخص چلاکر نہ روئے۔ شاید مین بھی اوسکے ساتھ

مواخذہ مین آؤن -

تعریف کے قابل صرف خدا کی ذات ہی جسنے سب کی قسمت مین مرنا لکھدیا - اور بقا مین
آپ یگانہ رہا - دیکھو مین کس اوج کا تاجدار تھا لیکن حکم آلہی کے سامنے کچھ زور نہ چل سکا -
بلکہ حکومت نے میری آیندہ زندگی اور پُرخطر کردی - اے کاش عبداللہ (مامون کا اصلی نام
ہے) نہ پیدا ہوتا - اے ابو اسحق - میرے سامنے آ اور میرے حال سے عبرت پذیر ہو -
خدا نے خلافت کا طوق تیری گردن مین ڈالا ہی تجھکو اوس شخص کی طرح - رہنا چاہیے جو
مواخذۂ آلہی - سے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے رعایا کی بھلائی کا جو کام پیش آئے اوسکو
سب کامون پر مقدم رکھنا - زبردست - عاجزون کو - ستانے نہ پائین - ضعیفون سے -
ہمیشہ - محبت اور آشتی سے پیش آنا " - جو لوگ تمھارے ساتھ ہین - اونکی خطاؤن سے اغماض
کرنا اور سب کے روزینے اور تنخواہین - برقرار ہین " - اسکے بعد اوسنے قرآن مجید کی چند آیتین
پڑھین تھین - کہ غش سا آگیا - حاضرین مین سے کسی نے کلمۂ توحید کی تلقین کی - ایک نصرانی
حکیم جسکا نام ابن ماسویہ تھا اس بات پر متعجب ہوا اور حقارت سے کہا کہ " اونکی ہدایت رہنے دو -
اسوقت مامون کے نزدیک خدا - اور مانی - دونون یکسان ہین " - مامون اس آواز سے
دفعتہً چونک پڑا اور اسقدر غضبناک ہوا کہ اوسکے تمام اعضا تھرانے لگے - چہرہ اور آنکھین
بالکل سُرخ ہوگئین - ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ بن ماسویہ کو پکڑلے اور اس بدگمانی کی پوری سزا دے
مگر - اعضا - قابو - مین نہ تھے - موبنھ سے کچھ کہنا چاہا - زبان نے یاری - نہ دی -
نہایت حسرت سے آسمان کی طرف دیکھا - آنکھون مین آنسو بھر آئے - اسی حالت مین خدا

نے اوسکی زبان کھولدی - وہ خدا کی طرف مخاطب ہوا اور کہا۔ "اے وہ جسکی سلطنت کبھی نہ زائل ہوگی - اوسپر رحم کر - جسکی سلطنت زائل ہو رہی ہے" اسی فقرہ پر - اوسکے نفس واپسین نے دنیا کو الوداع کہا اور خدا کے سایۂ رحمت مین چلیگئی[۵۱] مصرعہ

"کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون -

عباس - اور ابو اسحق معتصم - اوسکا لاشہ طرسوس لیگئے - اور خاقان کے مکان مین جو ہرون الرشید کا خادم خاص تھا - دفن کیا - مورخین اسبات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین - کہ مامون جو باپ کا سب سے زیادہ لاڈلا تھا - اوسکی قبر ہرون الرشید کے مدفن سے جو طوس مین ہے - بعد المشرقین کا فاصلہ رکھتی ہے -

مامون کا حُلیہ

رنگ سپید سُرخی مائل تھا - آنکھین بڑی تھین - ڈاڑھی لمبی مگر پتلی تھی - پیشانی تنگ اور چہرہ پر ایک تل تھا - موزون اندام - اور خوشرو تھا -

مامون کی اولاد ذکور

محمد اکبر - محمد اصغر - عباس - علی - حسن - اسمٰعیل - فضل - موسیٰ - ابراہیم - یعقوب - حسین سلیمان - جعفر - اسحق - احمد - ہرون - عیسیٰ -

---

[۵۱] نزع کے بعض حالات ہمنے مروج الذہب مسعودی سے لئے ہین - ۱۲

ھو المستعان

المامون

کا

حصہ دوم

از تالیفات جناب مولانا محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر
مدرسۃ العلوم علیگڈھ

در مطبع مفید عام آگرہ طبع شد
سنہ ۱۳۱۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

ہماری تاریخ کا پہلا حصہ گو نہایت معتمد اور مستند تاریخون سے ماخوذ ہی اور اس اعتبار سے وہ - اون تمام تاریخون کا ایسا جامع انتخاب ہی جس سے بڑھکر نہین ہو سکتا تاہم وہ **مامون** کے عہد سلطنت کی یک رخی تصویر ہی - جسمین چند معمولی واقعات اور باہمی خانہ جنگیون کے سوا - اور کچھ - نظر نہین آتا - پولٹیکل انتظامات اور قوانین ملکی ایک طرف **مامون** کے سوشیل حالات - کا خط و خال بھی اوسمین دکھائی نہین دیتا - اسلئے ضرور ہے کہ اپنے رہنما مورخون کے نقش قدم کو چھوڑکر ہم خود دلیل راہ بنین اور ناظرین کو وہ مرقع دکھائین جسمین - وہ مامون کو جس رنگ مین دیکھنا چاہین -

دیکھہ سکین - تمام خلفا و سلاطین کی فہرست مین **مامون** جامعیت کی حیثیت سے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے - ادب - حدیث - فقہ - ایام العرب - شاعری - انساب - فلسفہ - ریاضی - جس فن کی بزم مین جاؤ گے وہ صدر نشین نظر آئیگا - اوسکی دلیرانہ فتوحات نے دنیا کے ممتاز حصّون مین اپنی نامور اور محسوس یادگارین چھوڑی ہین -

بہادری کے معرکون مین اوسکی تیز دستیان دیکھکر یقین نہین آسکتا کہ ان ہاتھون نے تلوار کے سوا کبھی قلم بھی چھوا ہے - اوسکے ذاتی اخلاق بھی ایسے پاک اور برگزیدہ ہین کہ سلاطین تو کیا - فقرا اور درویشون مین بھی دو ہی چار ایسے فرشتہ خو گذرے ہونگے - تواضع - حلم - عفو - فیاضی - دریا دلی - بلند ہمتی - دلیری - فرزانگی کوئی ایسی صفت نہین جو قدرت نے اوس سے دریغ رکھی ہو - اِن سب خوبیون کے ساتھ شخصی حکومت کے اقتدار مین بعض ایسی بے اعتدالیان بھی اوس سے سرزد ہو گئی ہین جنکے خیال کرنے سے دل کانپ جاتا ہے - اور دفعتاً اوسکی تمام خوبیان آنکھون سے چھپ جاتی ہین - تاہم مجموعی حیثیت سے **اسلامی ہیروز** (نامور لوگ) مین وہ ایک نامور ہیرو ہے - اور ظلم ہے - اگر ایسے بے نظیر شخص کو بقاے دوام کے دربار مین پیش کرنے کے وقت ہم بھی عام نقیبون کی طرح چند معمولی الفاظ پر اکتفا کر جائین -

افسوس ہے کہ ملکی نظم و نسق کے متعلق ہماری واقفیت بھی محدود ہے جسکا الزام ہماری

قات نظر پڑیا اگر پاس ادب نہو تو قدیم مورخون پر ہوگا۔ جو آنیوالی نسلون کے تاریخی مذاق کا اندازہ نکر سکے۔ دوسری قسم کے حالات کے لئے بھی گو مجھکو ہزارون ورق اولٹنے پڑے ہین لیکن جو سرمایہ جمع ہوگیا ہے مین اوسکو بہرحال کافی خیال کرتا ہون اور قدما کا مشکور ہون کہ جو کچھ ہے اونہین کا ہے۔

اگرچہ یہ حضرات ریزہ چینی اور مختلف پریشان اور گمنام موقعون سے۔ پتہ لگانے کی محنت پھر بھی میرے لئے چھوڑ گئے۔

اِس حصّہ کے آغاز پر **بغداد** کا پر اثر نام زیادہ موزون ہوگا جو ایک مدت تک نہ صرف عباسیون کا بلکہ عموماً اسلامی جاہ و جلال کا مرکز رہا ہے۔

مامون۔ اگرچہ ابتدائی زمانہ مین خراسان کا بادشاہ کہلایا۔ اور ایسی بنا پر بعض یورپین مورخون نے اوسکی نسبت۔ اس باب مین ہمیشہ غلطی کی ہے۔ لیکن امتداد زمانہ اور استقلال خلافت۔ دونون حیثیت سے اوسکا دارالخلافہ بغداد کہا جاسکتا ہے۔ نہ خراسان اسلئے پہلے مختصر طور پر ہم اس مشہور شہر کا حال لکھتے ہین۔

بغداد

بغداد[1] کی جسنے بنیاد ڈالی۔ وہ مامون الرشید کا پردادا **ابو جعفر منصور** تھا منصور اگرچہ خاندان عباسیہ کا دوسرا ہی خلیفہ تھا اور ۱۳۷ھ مین تخت نشین ہوا تھا۔ تاہم سلطنت کو وسعت۔ اور استحکام۔ دونون لحاظ سے اب ایک مستقل

[1] بغداد کے متعلق مینے جو کچھ لکھا ہے مراٰت البلدان ناصری سے لکھا ہے۔ کہین کہین دوسری کتابون سے کچھ حالات اضافہ کئے ہین تو وہان نوٹ مین۔ خاص حوالے دیدیے گئے ہین۔

پای تخت کی ضرورت تھی - منصور نے کوفہ کے نواحی مین ایک عارضی مقام ہاشمیہ اختیار کیا تھا لیکن فرقۂ راوندیہ کی بغاوت اور اہل کوفہ کی مشہور بیوفائی نے کوفہ سے اوسکا دل پھیر دیا تھا - نہایت جستجو اور کوشش اور بہت سے اہل الرائے کے مشورہ کے بعد اوسنے وہ مختصر آبادی انتخاب کی جو کسی زمانہ مین نوشیروان عادل کے انصاف سے منسوب تھی اور اب مختصر ہو ہوا کر بغداد[۱] کے نام سے پکاری جاتی تھی -

یہ انتخاب ہر لحاظ سے موزون تھا - اوسکے دونون طرف چار نہایت آباد اور زرخیز صوبے تھے **دجلہ** (ٹیگرس) اور فرات کے متصل ہونے کی وجہ سے ہندوستان - بصرہ - واسط - مغرب - شام - مصر - آذربیجان - دیاربکر - وغیرہ کا مشترک تجارتگاہ ہو سکتا تھا - آب و ہوا بھی نہایت معتدل - اور قریباً ہر مزاج کے مناسب تھی پولٹیکل مصلحتون کے خیال سے بھی نہایت مناسب مقام تھا بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ تمام ممالک اسلامیہ مین لاجواب تھا - نہ تو بالکل عرب کی ناف مین تھا جہان شاہانہ جاہ و حشم اور شخصی حکومت اپنا زور نہین دکھا سکتی - نہ اسقدر دور تھا - کہ **عرب** کی قوت و اثر سے بالکل فائدہ نہ اوٹھا سکے - ان حیثیتون مین اگر اور کوئی اسلامی شہر اوسکا ہمسر ہو سکتا تو صرف دمشق تھا - لیکن وہان کی آب و ہوا مین مروانی حکومت کا زہر آلود اثر اب بھی موجود تھا - منصور کو بخالت کے وصف

---

[۱] بغداد کی وجہ تسمیہ مین یہ روایت - غالباً زیادہ اعتبار کے قابل ہے کہ اوسکے قریب نوشیروان کا ایک باغ تھا جہان بیٹھکر وہ مقدمات فیصل کرتا تھا اور اسیوجہ سے وہ باغ دادبینی انصاف کا باغ مشہور ہو گیا - ۱۲

مین یکتا مانا جاتا تھا۔ لیکن نئی دار الخلافت کے شوق مین اوسکی ہمت نے غیر معمولی
پلٹا لیا۔ قیمت مناسب دیکر راہون سے بغداد کی کُل زمین مول لی اور فرامین بھیجکر
شام۔ موصل۔ کوہستان۔ کوفہ۔ واسط۔ سے بڑے بڑے مشہور کاریگر اور
صناع بلائے۔

۱۴۵ھ مین خود اپنے ہاتھ سے بنیاد کا پتھر رکھا۔ اور اوسوقت قرآن مجید کی یہ
آیت پڑھی ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ "یعنی زمین کل خدا کی
ہے اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہے عنایت کرتا ہے"۔ چند ریاضی دان عالم
معین کیئے کہ عمارتین اصول ہندسی کے لحاظ سے طیار ہون۔ امام ابو حنیفہ صاحب
کو اس جرم پر کہ وہ منصب قضا کے قبول کرنے کی نسبت منصور کے اصرار کو چند
نہایت آزادی سے رد کر چکے تھے[1] خشت شماری کا ذلیل کام دیا۔ جسکو امام صاحب نے
قضا کے پُر خطر کام کے مقابلہ مین نہایت خوشی سے قبول کیا۔ بنیاد نیچے سے پچاس
ہاتھ چوڑی رکھی گئی۔ لیکن سطح خاک کی برابر آکر صرف بیس ہاتھ کا عرض کافی سمجھا گیا
کہتے ہین کہ دنیا مین یہی ایک شہر ہے جسکی آبادی بالکل دائرہ کی صورت مین ہے
منصور نے خاص ایوان شاہی مرکز کی طرح عین وسط مین تعمیر کرایا جس سے غالباً
اشارہ مقصود تھا کہ حاکمانہ حیثیت سے۔ بادشاہ کے ساتھ۔ ہر عام و خاص۔ کو یکساں

[1] منصور نے امام ابو حنیفہ صاحب کو منصب قضا کے قبول کرنے کے لئے کہا۔ امام صاحب نے فرمایا۔
مین اُس قابل نہین۔ منصور نے غیظ مین آکر کہا۔ تم جھوٹ کہتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا۔ تو یہ میرا دعویٰ سچ
کہ مین قاضی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ جھوٹا شخص قاضی کیونکر مقرر ہوسکتا ہے"۔

نسبت ہی۔

شہرپناہ کے چار دروازے تھے اور ہر دروازہ سے دوسرے دروازہ تک ایک میل کا فاصلہ تھا۔ تعمیرات کے سلسلہ مین۔ ایوان خلافت۔ مسجد جامع۔ قصر الذہب۔ قصر الخلد۔ نہایت بلند اور شاندار عمارتین تھین۔ لیکن سب کا سرتاج قبة الخضراء ایک سبز گنبد تھا۔ جسکا ارتفاع تقریباً اسّی گز سے کم نہ تھا۔ نئی آبادی کے بعد بغداد کا نام مدینة السّلام سے بدل دیا گیا۔ جو عام زبانون پر گو محیط نہوا لیکن دفاتر اور تصنیفات پر۔ عموماً حاکمانہ عزت و زور کے ساتھ قابض ہوگیا۔

منصور نے گو نہایت کفایت شعاری سے کام لیا حتیٰ کہ ایک افسر پر اس حساب مین سے پندرہ درہم باقی نکلے تو قید کی سزا دی تاہم جب مصارف تعمیر کا حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دفتر خزانہ مین دو کرور کی رقم خالی ہوگئی[۱]۔

یہ بغداد (جسکا ذکر ہوا) منصور کا بغداد تھا لیکن بہت جلد روز افزون ترقی کے ساتھ اوسکی اصلی ہئیت بھی بدل گئی۔ منصور کے جانشین مہدی نے دارالخلافة کو دجلہ کی شرقی جانب بدل دیا۔ جس سے شہر کی یہ صورت ہوگئی کہ دجلہ بیچ مین آگیا اور اوسکے قدرتی منظر مین ایک عجیب دلفریبی پیدا ہوگئی۔ یہ اسلامی شہر ہر عہد مین حیرت انگیز ترقیان حاصل کرتا گیا۔ قریباً پانسو برس تک خلفا و اعیان سلطنت اور بڑی بڑے

---

[۱] دیکھو نجوم زاہرة فی تاریخ مصر والقاہرة صفحہ ۳۷۷۔ مصارف تعمیر مین مختلف روایتین ہین۔ مگر ہمنے ایک متوسط اور معتمد روایت اختیار کی ہے۔ درہم چار آنہ کا ہوتا ہے اس حساب سے دو کرور درہم کے پچاس لاکھ روپیہ ہوئے۔

دولتمند امرا کے فیاضانہ - بے روک حوصلے۔ اِسی آبادی کی رونق بڑھانے مین فیّاضانہ سرگرمی کے ساتھ صرف ہوا کئے۔

ہارون الرشید کے وزیر اعظم **جعفر** برمکی نے ایک قصر کی طیاری مین جو صرف کردیا وہ منصور کی کل فیاضی کے برابر (یعنی دو کرور درہم) اور ترا[51] رنگین مزاج امین الرشید نے بھی دو کرور سے زائد کی عمارتین طیار کرائین - مامون الرشید کے عہد مین خاص شہر کی مردم شماری دس لاکھ سے زاید تھی[52]۔ آثار الدول مین لکھا ہے کہ ایک زمانہ مین تیس ہزار مسجدین - اور دس ہزار حمام - وہان موجود تھے۔ گبن صاحب لکھتے ہین کہ شہر بغداد مین آٹھ سو ساٹھ طبیبون کو مطلب کرنے کی اجازت تھی۔

بغداد کی مشہور عمارتون کا تذکرہ ایک مستقل کتاب مین ہو سکتا ہے۔ جسکے لئے ناظرین کو ہمارے اوس سلسلۂ تصنیف کا منتظر رہنا چاہیئے جسکا نام عمارات الاسلام ہوگا لیکن **دار الشجرۃ** کے ذکر کے لئے اِس مختصر کتاب کو بھی گبن صاحب کی تاریخ سے کچھ کم حق حاصل نہین ہے - اسلئے اجمالاً ہم اوسکا حال لکھتے ہین - یہ عجیب و غریب عمارت خلیفہ المقتدر باللہ نے بنوائی تھی جو ۲۹۵ھ مین تخت نشین ہوا تھا۔ صحن کے ایک وسیع حوض مین سونے کا ایک درخت تھا - جسمین سونے چاندی کے اٹھارہ گدے تھے - اور ہر گدے مین بہت سی شاخین تھین - ہر شاخ مین بیش بہا مختلف رنگون کے جواہرات اس خوبی سے مرصع کئے تھے کہ قدرتی پھولون اور پھلون کا دھوکھا

---

[51] کامل ابن الاثیر - ذکر تباہی خاندان برمکہ۔

[52] دائرۃ المعارف - تذکرہ بغداد۔

ہوتا تھا - نازک ٹہنیون اور شاخون پر رنگ برنگ اور مختلف اقسام کے طلائی پرند تھے اوراس ترکیب سے بنائے تھے کہ ہوا کے چلنے کے وقت سب کے سب اپنے ذاتی نغمات سے خوش الحانی کرتے سُنائی دیتے تھے - حوض کے دونون جانب پندرہ مصنوعی سوار تھے - جو نہایت قیمتی دیبا وحریر کی وردیان پہنے مرصع زرین تلوارین لگائے - اسطرح حرکت کرتے نظر آتے تھے کہ گویا ہر سوار اپنے مقابل کے سوار پر حملہ کرنیکے لیے بڑھ رہا ہی۔[۵]

بغداد مین خلفا کا ملکی رعب وداب گو دو ہی صدیون کے بعد جاتا رہا - لیکن عام اسلامی عظمت تاتاری سیلاب کے آنے تک قایم رہی - آستانۂ خلافت پر بڑے بڑے ذی اقتدار فرمانروا سجدہ کرجاتے تھے - ضعیف سے ضعیف خلیفہ کے سامنے بھی - دیلم - وسلجوق - کا سر جُھک جاتا تھا - محمود غزنوی نے یمین الدولہ کا پرفخر خطاب جس سے حاصل کیا تھا - وہ بغداد کا ایک مسلوب الاختیارات تخت نشین تھا - ہزارون شعرا - مجتہدین - اہل فن - دور و دراز ملکون سے آکر وہین پیوند خاک ہوگئے - **بغداد** کے مقبرون نے جن اسلامی جوہرون کو اپنی آغوش مین چھپا رکھا ہے - زمانہ سیکڑون برس کی مدت مین اونکو پیدا کرسکا تھا - امام موسیٰ کاظم - امام ابو حنیفہ - امام احمد حنبل - حضرت جنید - شیخ شبلی - معروف کرخی - جنکو ہاتھ سے کھو دینے کا خود زمانہ کو بھی افسوس رہیگا - یہین کی قبرستانی آبادی مین سو رہے ہین -

[۵] دیکھو معجم البلدان - ذکر دار الشجرۃ و گبن صاحب کی رومن امپائر عہد عباسیہ -

علمی فیاضی کے لحاظ سے دیکھو۔ تو جب وہ کچھ نہین رہا تھا اوسوقت بھی تیس[۳۰] بڑے بڑے کالج خاص شہر کے مشرقی حصے مین موجود تھے۔ علامہ ابن جبیر ۵۸۰ھ ہجری مین جب وہان پہونچے تو ایک ایک کالج کے شاندار ایوانات اور وسیع سلسلۂ عمارات دیکھکر اونکو دہوکھا ہوتا تھا کہ "اب یہ ایک مستقل آبادی مین موجود ہون[1]"۔ **انوری** نے ایک قصیدہ مین بغداد کی۔ خوشگوار آب و ہوا۔ دجلہ کی روانی کشتیون کی سیر۔ باغون کی رنگینی کا۔ نہایت دلربا۔ سمان دکھایا ہے اوسکے چند شعر یہ ہین۔

خوشا نواحی بغداد جاے فضل و ہنر ۔۔۔ کہ کس نشان ندہد در جہان چنان کشور
سواد او بمثل چون سپہر مینا رنگ ۔۔۔ ہوای او بصفت چون نسیم جان پرور
کنارِ دجلہ ز ترکان سیمتن خلخ ۔۔۔ میان رحبہ ز خوبان ماہ رخ کشمر
ہزار زورق خورشید شکل بر سر آب ۔۔۔ بران صفت کہ پراگندہ بر سپہر اختر
بشبیہ باغ شود۔ آسمان بوقت غروب ۔۔۔ بشکل چرخ شود بوستان بوقت سحر
بوقت شام ہمی این بآن سپارد گل ۔۔۔ بگاہ بام ہمی آن باین دہد اختر
شگفتہ نرگس بویا۔ بطرف لالہ ستان ۔۔۔ چنانکہ در قدح گوہرین مئی اصفر
نواے طوطی و بلبل۔ خروش عکہ و سار ۔۔۔ ہمی کنند خجل لحنہاے خنیاگر

[1] سفرنامہ ابن جبیر حالات بغداد۔

وسعتِ سلطنت - خراج - بڑے بڑے اضلاع - اقسام آمدنی - یعنی خراج - عشر - زکوٰۃ - جزیہ - فوج کی تعداد - تنخواہین - جنگی جہازات

مامون الرشید جن ممالک کا فرمانروا تھا وہ نہایت وسیع سلطنت تھی - جو حدود ہند اور تاتار سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی - اسلامی دنیا کا کوئی خطہ - اسپین - کے سوا - اوسکی حکومت سے آزاد نہ تھا - ہندوستان کے سرحدی شہرون مین اوسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا - شہنشاہ روم گو خود سر فرمانروا تھا - تاہم اکثر اوقات سالانہ خراج دینے پر مجبور ہوتا تھا - ہارون الرشید کے عہد مین کل ملک کا خراج آج کل کے حساب سے اکتیس کرور پچاس لاکھ روپیہ سالانہ تھا[1] - مامون کی خلافت نے اسپر بہت کچھ اضافہ کر دیا - چند مشہور اضلاع اور ہر ایک کے جداگانہ خراج کا ہم ایک نقشہ درج کرتے ہین - اور چونکہ وہ خاص مامون

[1] اس تعین مین ہمنے واقعات ذیل پر اعتماد کیا ہے (۱) رشید کے زمانہ مین سالانہ خراج سات ہزار پانسو قنطار رہتا - دیکھو مقدمہ ابن خلدون - فصل دوم کی فصل ۱۸ - (۲) ایک قنطار آٹھ ہزار چارسو دینار کا ہوتا ہے - دیکھو معجم البلدان جلد اوّل صفحہ ۲۲۶ (۳) دینار کم از کم پانچ روپیہ کا ہوتا ہے جیسا کہ گبن صاحب وغیرہ نے تصریح کر دی ہے -

کے سرکاری کاغذات سے طیار کیا گیا ہے[۵۱] - غالباً زیادہ تر اعتبار کے قابل ہوگا -

ضلع	خراج
سواد	دو کرور اٹھتّر لاکھ درہم[۵۲] - دو سو[۲۰۰] بحرانی حلّے - ایک خاص قسم کی مٹی جو مہر کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے - دو سو چالیس رطل -
کسکر	ایک کرور سولہ لاکھ درہم -
دجلہ کے اضلاع	دو کرور آٹھ درہم -
حلوان	اڑتالیس لاکھ درہم -
اہواز	پچیس ہزار درہم - اور تیس ہزار رطل شکر -
فارس	دو کرور ستر لاکھ درہم - گلاب تیس ہزار بوتل - زیت سیاہ بیس ہزار رطل -
کرمان	بیالیس لاکھ درہم - یمن کے تھان پانسو - کھجور بیس ہزار رطل -
مکران	چار لاکھ درہم -
سندھ	ایک کرور پندرہ لاکھ درہم - عود ہندی ڈیڑھ سو رطل -
سیستان	چالیس لاکھ درہم - خاص قسم کے کپڑے تین سو تھان - فانید بیس رطل -
خراسان	دو کرور اسّی لاکھ درہم - چار ہزار گھوڑے ایکہزار غلام - بیس ہزار تھان

۵۱ علامہ ابن خلدون نے اس کاغذ کو خود دیکھا تھا اور اوسکے حوالہ سے یہ تفصیل نقل کی ہے - دیکھو مقدمہ ابن خلدون فصل دوم کی فصل ۱۸ -

۵۲ درہم ۴ر کا ہوتا ہے -

ضلع	خراج
	تیس ہزار رطل ہلیلہ - دو ہزار نقرہ چاندی -
جرجان	ایک کرور بیس لاکھ درہم - ریشم ہزار شقہ -
قومس	دس لاکھ درہم - پانچ لاکھ نقرہ چاندی -
رے	ایک کرور بیس لاکھ درہم - شہد بیس ہزار رطل -
طبرستان دربان	ترسیٹھ لاکھ درہم - طبرستانی فرش چھ سو ۶۰۰ - چادریں دو سو ۲۰۰ -
ونہاوند	کپڑے پانسو تھان - مندیل تین سو ۳۰۰ - جامات تین سو ۳۰۰ -
ہمدان	ایک کرور تیرہ لاکھ درہم - رب الرمانین ہزار رطل - شہد بارہ ہزار رطل -
بصرہ وکوفہ کے درمیانی اضلاع	ایک کرور سات لاکھ درہم -
ماسبدان ودینور	چالیس لاکھ درہم -
شہزور	ستّر لاکھ درہم -
موصل	دو کرور چالیس لاکھ درہم - شہد سپید - دو کرور رطل -
آذربیجان	چالیس لاکھ درہم -
جزیرہ مع اضلاع	تین کرور چالیس لاکھ درہم - غلام ایک ہزار - شہد ہزار ۱۲۰۰ - مشک -
فرات	باز - دس - چادریں بیس -
آرمینیہ	ایک کرور تیس لاکھ درہم - فرش محفور بیس - زقم[51] پانسو تیس رطل -

[51] زقم ایک قسم کا پھل ہوتا ہے -

ضلع	خراج
	مسایح سورماہی دس ہزار رطل - صونج دس ہزار رطل - خچر دوسو - بچھیرے تیس -
قنسرین	چار لاکھ دینار - زیت ہزار حمل -
دمشق	چار لاکھ بیس ہزار دینار -
اردن	ستانوے ہزار دینار -
فلسطین	تین لاکھ دس ہزار دینار - زیت تین لاکھ رطل -
مصر	اونیس لاکھ بیس ہزار دینار -
برقة	دس لاکھ درہم -
افریقیہ	ایک کروڑ تیس لاکھ درہم - فرش ایکسو بیس -
یمن	تین لاکھ ستر ہزار دینار - متاع یمنی اسکے علاوہ -
حجاز	تین لاکھ دینار -

یہ صرف خراج کی مد سے وصول ہوتا تھا - جزیہ جسکی تفصیل ہم آگے لکھین گے اوس سے الگ ہے -

ہر ایک قسم کی رقم جو بیت المال یعنی خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اوسکی چار قسمین تھین خراج - عشر - جزیہ - زکوٰۃ -

مامون نے خراج و زکوٰۃ و جزیہ کا جسکو آج کل کی زبان مین لگان و ٹکس کہہ سکتے ہین

کوئی جداگانہ قانون نہین بنایا تھا ۔ بلکہ اوس سے پہلے عادل وفیاض جانشینان اسلام کا جو کچھ دستور العمل تھا وہی اوسکے عہد مین بھی بحال رہا اسلیے ہمان قوانین کی تفصیل بتانے مین مجبوراً مامون کے ماقبل زمانہ پر نگاہ ڈالینگے ۔ اور ہمکو امید ہے کہ ناظرین خارج از بحث کا لقب ندینگے ۔ ہان یہ ضرور ہے کہ مذہبی بحث سے ہمکو سروکار نہ ہوگا ۔ اور جو کچھ ہم لکھینگے تاریخی پہلو سے لکھینگے جسطرح یورپین مصنفین ہمیشہ عام واقعات کے تذکرہ مین بھی جستہ جستہ مذہب کا نام لیتے ہین اور شاہان اسلام کے ذاتی افعال مذہب سے جدا نہین کرسکتے ۔ ہم ایسا نکرینگے ۔

خراج اور عشر زمین سے متعلق ہین اور دو باقی ۔ ایک قسم کے ٹکس ہین ۔ جو مسلمان رعایا اور دوسرے مذہب والون سے وصول کیے جاتے تھے ۔ اسمین کچھ شبہ نہین ہو کہ مامون اور اوسکے اسلاف عام اصول سلطنت مین آنحضرت صلعم اور خلفاے راشدین کے طریق عمل کو رہنما سمجھتے تھے اور اسلیے کافی وثوق کے ساتھ ہم یہ بات فرض کرسکتے ہین ۔ کہ مامون کے عہد کا قانون لگان وٹکس بھی قریب قریب وہی ہوگا جو کسی زمانہ پیشتر مین طیار ہوا ہوگا لیکن ہمکو یہ صاف بتادینا چاہیے کہ عشر وخراج ۔ وجزیہ مصطلح معنون مین مذہبی الفاظ نہین ہین ۔ اور اسلیے ہمکو اس دہوکے مین نہ پڑھنا چاہیے کہ فقہ کی کتابون مین اونکے متعلق جو تفصیلین اور قاعدے مذکور ہین وہ نصی یا خلفا و سلاطین اسلام کے متفقہ اور مسلمہ عملی قاعدے ہین بے شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک تمدنی قانون کی صورت

پکڑ چکا تھا - اور اسوجہ سے جیسا موقع ہوا خراج - عشر - جزیہ - سب کچھ وصول کیا گیا - لیکن یہ دعویٰ کرنا فضول ہے کہ اونکے متعلق **شارع** علیہ السّلام نے کچھ خاص قاعدے طے کردیئے تھے - عام ملکی قوانین کی طرح یہ باتین بھی ہر جائز تخت نشین اسلام کی راے پر چھوڑ دی گئین تھین - اور یہی وجہ تھی کہ خلفا و سلاطین کے مختلف عہدون مین خاص خاص ملکی مصلحتین اونمین تبدیلیان پیدا کرتی رہین - اب ہم عام طرح پر خراج - وعشر کے متعلق چند قواعد بیان کرتے ہین - جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین یا خلفا کے عہد مین معمول رہے ہین اور مامون کی خلافت مین بھی قریب قریب اوسی پر عملدرآمد رہا -

(۱) جو زمین نہرون کے قدرتی پانی سے سیراب نہ ہوتی ہو - یا

(۲) جو زمین فوج کو (جسنے اوس حصۂ ملک کو فتح کیا ہو) تقسیم کر دیگئی ہو یا

(۳) جس مقام کے باشندے فوجکشی کے وقت اسلام قبول کر چکے ہون[۱]

ان تینون حالتون مین وہ زمین عشری ہو گی - یعنی اوسکی پیداوار سے صرف دسوان حصّہ وصول کیا جائیگا - اور یہی اوسکا خراج سمجھا جائے گا -

ان تینون قسمون کے علاوہ جو زمین ہے وہ **خراجی** ہے - عام اس سے کہ مسلمان رعایا کے قبضہ مین ہو یا غیر قوم کے - اگر کوئی شخص عشری زمین پڑتی ڈالدے تو اوس سے کچھ نہین لیا جائیگا - خراجی زمین مین ایسا نہین ہے - لیکن

---

[۱] جامع صغیر و کنز - ۱۲

اگر کوئی شخص ایک برس پڑتی ڈال کر دوسرے سال کاشت کرے - تو ایک ہی سال کا خراج دینا ہوگا - جس زمین پر دوکانین بنالیجائین وہ عموماً عشر و خراج سے معاف ہین - اگر کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو خراج معاف ہو جائیگا -

مذکورۂ بالا قسمون مین سے "دو پچھلی قسم کی عشری زمینین بہت کم تھین حضرت عمر رض کے عہد مین سواد عراق کی بالکل پیمایش ہو چکی تھی - اور مختلف شرحون کی جمع باندہ دیگئی تھی - ملک شام کے فاتحین نے البتہ سخت اصرار کیا کہ وہان کی زمین اونکو بانٹ دیجائے - لیکن حضرت عمر رض کی فیاض دلی کسیطرح اونکو فاتحین کی رائے پر مایل نہین ہونے دیتی تھی - بالآخر ایک نصی سند پر یہی فیصلہ ہوا کہ پہلے قابضین بیدخل نہ کیے جاوین[۵۱] - مصر مین بھی آپ نے تاکیدی فرمان بھیجا تھا کہ اہل فوج قطعاً زمینداری اور کاشت نکرنے پائین - اس حکم کے خلاف ایک شخص نے کچھ زمین کاشت کی - تو آپ نے اوسکو پکڑ بلایا - اور نہایت سخت سزا دینی چاہی - لیکن اوسنے قطعی توبہ سے اپنا قصور معاف کرالیا[۵۲] -

عشر اور خراج کے احکام مسلمان اور دوسرے مذہب والی رعایا سے جنکو اسلام کی حمایت مین آجانے سے ذمی کا لقب ملا ہے - قریب قریب یکسان متعلق ہین - خراجی زمین کسی کے قبضہ مین ہو ایک شرح سے لگان لیا جاتا تھا - عشری زمین مین امام محمد و سفیان ثوری کی عام تجویز یہی ہی کہ چونکہ تشخیص لگان مین صرف

۵۱ ازالۃ الخلفاء - جلد دوم - صفحہ ۱۲۰ ۵۲ حسن المحاضرۃ - جلد اوّل صفحہ ۹۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۹ھ -

زمین کی حیثیت ملحوظ ہوتی ہے - اسلئے اس قسم کی زمین اگر ذمّی کے قبضہ مین ہو تو اوس سے بھی وہی عشر لیا جاوے گا[51] - خود حضرت عمرؓ نے قوم نبط سے عشر ہی لیا تھا[52] - امام مالک گو اسبارہ مین کسیقدر ذمیون کے ساتھ سختی کرتے ہین تاہم اس حالت مین کہ ذمی کسی دوسرے شہر یا قصبہ مین عشری زمین خریدے اونکا فیصلہ بھی وہی ہے جو امام محمد کا ہے -

خراج کی کوئی معین شرح نہ تھی لیکن یہ اصول عامۃً ملحوظ رہتا تھا کہ کسی حالت مین نصف آمدنی سے زاید نہ لیا جاوے -

حضرت عمر نے سواد کے کل اضلاع کی پیمایش کرائی تھی جو تین کرور ساٹھ لاکھ جریب ٹھہرا اور ذیل کی شرح سے لگان مقرر کی -

نخلستان[53]	فی جریب یعنی پون بیگہ پختہ	۱۰ درہم سال
انگور	"	"
نیشکر	"	۶ درہم
گیہون	"	ایک درہم وایک صاع غلہ[54]
جو	"	ایک درہم وصاع غلہ
روئی	"	۵ درہم

۵۱ فتوح البلدان صفحہ ۷۵ سطر ۹ و ۱۰ - ۵۲ ازالۃ الخفا جلد دوم - صفحہ ۱۳۲ - ۵۳ اس باب مین فتوح البلدان وہدایہ - کی روایتین مختلف ہین - ہمنے ہدایہ کی روایت لی ہے - ۱۲

۵۴ صاع قریباً - پونے چار سیر کا ہوتا ہے - ۱۲

مصر کا خراج بحساب فی جریب ایک دینار (یعنی پانچ روپیہ) مقرر ہوا - اور عمرو بن العاص نے جو حضرت عمر کی طرف سے مصر کے گورنر تھے یہ عہد لکھدیا کہ اس شرح سے کبھی زاید نہ لیا جائیگا[۵۱] - اِس لحاظ سے مصر کا بندوبست استمراری سمجھنا چاہیئے - لیکن یہ شرحین انتہائی سخت شرحین ہین - اور خود حضرت عمر کے عہد مین اکثر اوقات اونمین تبدیلیان ہوتی رہین -

حضرت علیؑ نے اور بھی تخفیف کی - تمام اون علاقون مین جو نہر فرات سے سیراب ہوتے تھے بشرح ذیل لگان مقرر کی تھی - اور روئی - تل - مقاثی - اور تمام قسم کی بقولات اور ترکاریونکی زمین عموماً خراج سے معاف کردی -

گیہون کی اوّل درجہ کی زمین	فی جریب	ڈیڑھ درہم اور ایک صاع غلہ
متوسط درجہ	"	ایک درہم
ادنی درجہ	"	درہم کی دو تہائی

جو - کی زمین پر اسی حساب سے گیہون کا نصف تھا[۵۲] -

قریباً اسی شرح کا خراج تمام ممالک اسلامی مین جاری تھا - اور مسلمان و ذمی (یعنی دوسرے مذہب والے) دونون پر یکسان اثر رکھتا تھا - البتہ سواد کے علاقون مین مہدی عباسی نے لوگون کی درخواست پر نصف کے حساب سے بٹائی کردی تھی -

[۵۱] فتوح البلدان - صفحہ ۲۱۵ - و ۲۱۸ مطبوعہ لیڈن - ہالنڈ - ۱۲

[۵۲] دیکھو فتوح البلدان - از صفحہ ۲۶۹ تا ۲۷۱ - ۱۲

لیکن مامون الرشید نے سنہ ۲۰۴ھ مین یہ شرح گھٹا کر دو خمس کر دی[۱]۔

خراج کا ہلکا ہونا کچھ تو اسوجہ سے تھا کہ اسلام کے جانشینون مین ابتک اسلام کا بیحرص اور فیاضانہ اثر پایا جاتا تھا۔ اور زیادہ تر اسوجہ سے کہ ابتدائی زمانہ مین عرب کے سادہ مزاج فاتح جو۔ اپنے بے روک ہاتھون سے دنیا کا مرقع اولٹ پلٹ کر رہے تھے۔ ریگستانون سے اوٹھکر گئے تھے۔ اور جو کچھ ملجاتا تھا اونکی قانع طبیعت کے لئے کافی تھا یہ وہ لوگ تھے کہ انمین سے جب ایک ممتاز شخص نے ایک معرکہ مین صرف ہزار درہم پر ایک نہایت دولتمند کافر سے صلح کر لی۔ اور لوگون نے اون سے کہا کہ "تمنے بہت سستا بیچا" تو اونہون نے نہایت تعجب سے جواب دیا کہ کیا "ہزار" سے بھی کوئی زائد عدد ہے"۔ اوسپر خلفاے راشدین کے عہد مین یہ عام قاعدہ تھا کہ ایک مسلمان جن شرائط پر کسی قوم سے معاہدہ کرے خلیفۂ وقت کو اوسکی پابندی لازم ہوگی۔ فتوحات کی تاریخ اوٹھاکر دیکھو۔ سیکڑون مثالین پاؤ گے۔ کہ فوج اسلام نے ایران۔ آرمینہ۔ مصر۔ شام۔ کے اضلاع مین نہایت خفیف رقم پر صلح کر لی اور خلیفۂ وقت کے حکم سے وہی بحال رہی۔ دولت بنی امیہ۔ اور عباسیہ نے کچھ اضافہ کیا۔ مگر اصل پیداوار کے لحاظ سے دیکھو تو وہ بھی کچھ نہ تھا۔

زکوٰۃ مسلمانون کے ساتھ خاص تھی۔ اور سونے چاندی۔ اونٹ۔ گاے۔ بکری۔ سب پر جداگانہ شرحین مقرر تھین۔ حقیقت مین یہ نہایت سخت ٹکس تھا۔

---

[۱] کامل ابن الاثیر۔ واقعات سنہ ۲۰۴ھ۔

جسکو اسلام نے خود اپنے اوپر گوارا کیا تھا۔

ذمیّون پر جزیہ[۵۱] تھا۔ گو وہ ایک نہایت خفیف رقم تھی اور زکوٰۃ کے مقابلہ مین تو گویا کچھ بھی نہ تھی۔ لیکن تعجب ہے کہ دوسری قومون نے مسلمانون کو تعصب کا الزام دینے مین۔ ہمیشہ بڑے زور شور سے اوسکا تذکرہ کیا ہے یہ ہلکا ٹکس جسکے نام سے یوروپین مصنف کے دل مین مسلمانون کی طرف سے نہایت ناگوار خیالات دفعتاً جوش مارنے لگتے ہین زیادہ سے زیادہ فی کس ۴۸ درہم یعنی ۱۲ روپیہ سالانہ تھا۔ اور یہ تعداد بڑے دولتمندون کے ساتھ خاص تھی متوسطین پر چھ روپیہ اور عام درجہ کے لوگون پر تین روپیہ سالانہ تھا۔ بشرطیکہ وہ ادا کرنے کے قابل ہون۔ لیکن فرمانروائے وقت کو حسب مصلحت اختیار عام حاصل تھا۔ کہ اوسکی شرح گھٹا دے۔ یا بالکل معاف کردے[۵۲]۔ لڑکے۔ بوڑھے۔ عورتین۔ مفلوج۔ معطل العضو۔ نابینا۔ ہر حالت مین مطلقاً معاف تھے۔

کبھی کبھی بجائے فی کس کے فی گھر جزیہ مقرر ہوتا تھا اور تعداد وہی بشرح سابق

---

۵۱ جزیہ کی تحقیق مین کہ وہ کس زبان کا لفظ ہے اور کس زمانہ سے اوسکا رواج ہے اور یہ کہ اسلام مین کس مقصد سے وہ اختیار کیا گیا۔ میرا ایک مستقل رسالہ ہے جو حال مین طبع ہوا ہے اور سکرٹری مدرسۃ العلوم کے پاس درخواست بھیجنے سے ملسکتا ہے۔

۵۲ حضرت عمر کے زمانہ مین۔ جرجومہ اور اوسکے قرب جوار کے مضافات مین جزیہ بالکل معاف کر دیا گیا تھا۔ دیکھو فتوح البلدان صفحہ ۱۵۹۔ مارقیطیہ کے ہموطن بھی جزیہ سے معاف کر دئے گئے تھے دیکھو فتوح البلدان صفحہ ۲۱۹۔

رہتی تھی[۵۱]- یعنی ایک دینار یا اس سے بھی کم۔ اس خفیف محصول کے عوض مین ذمیون کے جان و مال کی نہایت مستحکم ذمہ داری مسلمانون پر فرض ہو جاتی تھی -

ان آمدنیون مین سے زکوٰۃ کی رقم جو صرف مسلمانون سے لی جاتی تھی - اسلئے تھی کہ اوس سے محتاج - اپاہج - نادار مسافر - اور اسطرح کے درماندہ لوگون کی اعانت کیجاوے - زکوٰۃ مین یہ قید تھی کہ خاص مسلمانون پر صرف ہو - لیکن اور کسی قسم کے صدقات مین جو مسلمانون سے لئے جاتے تھے کوئی تخصیص نہ تھی - اور غیر مذہب والی رعایا بھی برابر بہرہ مند ہوتی تھی - خود حضرت عمرؓ نے دمشق کے سفر مین مجذوم عیسائیون کے لئے - بیت المال کی اس رقم سے وظیفہ مقرر کر دیا تھا[۵۲]-

اور ایک دوسرے موقع پر بیت المال کے داروغہ کو کہلا بھیجا کہ خدا کے اس قول مین کہ "صدقات فقرا اور مساکین کے لئے ہین" مساکین سے عیسائی و یہودی مراد ہین[۵۳]" باقی خراج - عشر - جزیہ - پبلک کامون - یعنی سڑک - پل - چوکیداری تعلیم وغیرہ کے لئے خاص تھے - فوج کا صرف بھی اسی آمدنی سے دیا جاتا تھا

مامون الرشید اور عموماً نیکدل بادشاہان اسلام کے عہد مین ٹکس یا محصول جو کچھ کہو یہی تھا جسکا ذکر ہوا - انکم ٹکس - انڈاریکٹری ٹکس - چنگی - سڑکانہ - مدرسانہ - چوکیداری - اسٹامپ - کے نامون سے اوس زمانہ مین

---

۵۱ حضرت عثمان کے زمانہ مین تفلس والون پر اسی شرح سے جزیہ مقرر ہوا تھا - دیکھو فتوح البلدان صفحہ ۲۰۱

۵۲ فتوح البلدان صفحہ ۱۲۹ - ۵۳ ازالۃ الخفار - جلد دوم - صفحہ ۷۰ -

کوئی واقف نہ تھا۔

فوج نظامی یعنی جنکا نام وحلیہ دفتر العسکر مین قلمبند تھا۔ اسکی تعداد قریباً دو لاکھ سوار و پیادہ تھی۔ سوار کی تنخواہ پچیس[۱] روپئے اور پیادہ کے دس[۱] روپئے جنرل وکمانڈر کی تنخواہین بھی کچھ بہت زیادہ نہ تھین۔ لیکن ایشیائی حکومتون مین عہدہ دارون کی نگاہ مشاہرے سے زیادہ صلون اور انعامات پر لگی رہتی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً کسی خاص خوشی۔ یا اظہار کارگذاری کے وقت۔ اونکو ملتے رہتے ہین اور خصوصاً مامون کی فیاضیون کی تو کچھ حد ہی نہ تھی۔ عبد اللہ بن طاہر سردار فوج کو ایک دن پانچ لاکھ درہم انعام دیئے۔ ملکی عہدہ دارون مین بھی صرف وزیر اعظم ذو الریاستین کی تنخواہ بیش قرار تھی یعنی تیس للکھ درہم ماہوار۔ اگرچہ اور ہر قسم کے عہدے الگ الگ اور نہایت باقاعدہ اور منضبط تھے لیکن سپہ سالاری۔ فوجی جنرل کے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ صوبہ کا لفٹنٹ یا قسمت کا گورنر۔ عموماً کمانڈر انچیف اور گورنر فوج ہوتا تھا۔ یحیی ابن اکثم جو قاضی القضاۃ کے منصب پر ممتاز تھے۔ مامون نے متعدد بار اونکو فوج کی افسری دی تھی۔ اصل یہ ہے کہ اسوقت سپہ گری مسلمانون کا عام جوہر تھا۔ اور اسلیے کسی شخص کا اہل قلم ہونا۔ اوسکو صاحب العلم۔ ہونے کے ناقابل نہین کرتا تھا۔

دوسری قسم کی فوج **متطوعۃ** تھی۔ جسکو والنٹیر کہنا چاہیئے۔ اس قسم کی فوج وقت پر جسقدر درکار ہو۔ طیار ہوسکتی تھی۔ اور خصوصاً جہادکی پرجوش صدا گونجنے

کے وقت تو سارا ملک اومنڈآتا تھا - فوج کو۔ سواری اور ہتیار سرکار سے ملتا تھا ۔ اور خزانہ شاہی مین ہر قسم کے اسلحہ جنگ نہایت افراط سے ہر وقت موجود رہتے تھے۔

ہارون الرشید کی وفات کے بعد ۱۹۳ھ مین جب خزانۃ السلاح کا جایزہ لیا گیا تو مفصلۂ ذیل تعداد کے سازو اسلحہ موجود تھے[۵۱]

مطلاومذہب تلوارین	۱۰ ہزار	شاکریہ وغلامون کیلئے	۵۰ ہزار
نیزے	ایک لاکھ ۵۰ ہزار	کمانین	ایک لاکھ
مطلا زرہین	ایک ہزار	عام زرہین	ایک ہزار
خود	بیس ہزار	جوشن	بیس ہزار
ڈہالین	ڈیڑہ لاکھ	مطلا زین	چار ہزار
		عام قسم کے زین	تیس ہزار

جنگی جہازات کی ابتدا اگرچہ عبدالملک بن مروان المتوفی ۸۶ھ نے کی تھی اور اوسی کے زمانہ مین حسان بن نعمان گورنر افریقہ کے اہتمام سے تونس مین جنگی جہازات اور آلات بحری کی طیاری کا ایک بڑا محکمہ قایم ہوا تھا[۵۲]- لیکن مامون کے عہد مین اوسکو بہت ترقی ہوئی- جزیرہ سسلی کی فتح کے لئے ۔ نسو جنگی جہاز مع بہت سے بحری

جنگی جہازات

[۵۱] دیکھو شمار الاوراق - بر حاشیہ مستطرف جلد اوّل صفحہ ۲۰۲-

[۵۲] مقدمہ ابن خلدون ذکر - قیادۃ الاساطیل-

سامان کے جو بھیجے گئے تھے۔ وہ اسی کارخانے سے طیار ہوئے تھے۔ آتش اندازی کے لیے چھوٹے چھوٹے جہاز ہوتے تھے جنکو عربی مین حراقہ کہتے ہین۔ انسے روغن نفط (گریک فایر) کے شیشے بھر بھر کر مارتے تھے۔ جو دشمن کے جہازون مین آگ لگا دیتے تھے اور خود پانی سے بھی بجھ نہین سکتے تھے۔

ملک کی آبادی۔ امن وامان۔ مامون کی بیدارمغزی اور جزئیات پر اطلاع۔ عدل وانصاف۔ غیرقومون کے حقوق۔

دولت عباسیہ کے امن وانتظام۔ ترقی۔ اور وسعت کے۔ فسانے جو روز ہم سنتے رہتے ہین۔ سچ پوچھیے تو ہارون و مامون کے ہی عہد حکومت نے اِس خاندان کو یہ عام ناموری دی ہے۔ تجارتین تمام آزاد تھین۔ سنئے سنئے شہر آباد ہوتے جاتے تھے۔ ایک ایک قصبہ بلکہ ایک ایک گانؤن مین چشمے اور نہرین جاری تھین جو حاکمان اضلاع۔ اور زمیندار وجاگیرداروں کے ذاتی مصارف سے ہمیشہ بنتی رہتی تھین اور جنکی وجہ سے زراعت کو روزافزون ترقی حاصل تھی۔

مامون نے سلطنت کے بڑے بڑے اضلاع کا دورہ کیا۔ اور ہر جگہ دو دو چار چار دن قیام کر کے مناسب انتظامات جاری کیے۔ ۲۰۲ھ مین جب مرو سے عراق کو روانہ ہوا۔ تو سرخس۔ طوس۔ ہمدان۔ جرجان۔ نہروان۔ رے۔ اور دوسرے اضلاع مین ہفتون قیام کیا اور ملک کے اصلی حالات سے واقفیت پیدا کی۔ علامہ

مقریزی نے کتاب الخطط والآثار مین لکھا ہی کہ جب مامون نے مصر کے علاقون کا دورہ شروع کیا تو ہر گاؤن مین کم سے کم ایک رات دن ٹھہرتا گیا۔ مقام طا النمل مین پہونچا تو معمول کے خلاف وہان قیام نہین کیا۔ اور آگے بڑھا۔ اوس گاؤن کی مالک ایک بڑھیا تھی۔ یہ خبر سنکر مامون کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ یہ محرومی میری ہی قسمت مین کیون لکھی تھی۔ مامون اوسکا مہمان ہوا۔ اوسنے اپنی حیثیت کے موافق دعوت کا سامان کیا۔ اور رخصت کے وقت دس تھیلی اشرفیان ایک ہی سنہ کے سکہ کی نذر مین پیش کین۔ مامون حیرت مین رہگیا۔ اور کہا کہ دعوت کیا کم تھی۔ تمنے یہ تکلیف کیون گوارا کی۔ جسکا قبول کرنا میری فیاضی کے خلاف ہے۔ بڑھیا نے کہا کہ سونا تو ہمارے گاؤن کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسلئے ہم لوگون مین اسکی کچھ قدر نہین ہے۔ مینے جسقدر حضور کی۔ خدمت مین حاضر کیا ہے۔ اوس سے بہت زیادہ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

اس حکایت سے مامون کے حسن انتظام۔ اور ملک کی مرفہ الحالی دونون کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

ملک کے ہر حصے مین معذور۔ محتاج۔ اپاہج۔ بیوہ۔ یتیم۔ سب کے روزینے مقرر تھے جو شاہی خزانے سے وقت معین پر اونکو ملا کرتے تھے۔ یہ بات سلطنت کے ضروری قوانین مین داخل تھی کہ جو شخص فقر وفاقہ کا شاکی ہو اوس مقام کا حاکم۔ یا اوسکو کوئی کام دے۔ یا بیت المال سے وظیفہ مقرر کردے۔

مامون نے خراسان کے زمانۂ حکومت مین جو غفلت کی تھی اوسکا خمیازہ مدت تک کھینچنا پڑا تھا۔ اسلئے بغداد مین آکر اوسکا طرز حکومت بالکل بدل گیا۔ اب اوسکو ایک ایک جزئی واقعہ اور عام حالات کی اطلاع کا کچھ ایسا عشق ہوگیا کہ سنکر تعجب ہوتا ہے۔ سترہ سو عجوزہ عورتین مقرر تھین جو تمام دن شہر مین پھرتی تھین اور شہر کا کچا چٹھا اوسکو پہونچاتی تھین[۱] لیکن مامون کے سوا اور کسی کو اونکے نام و نشان سے اطلاع نہ تھی۔ ہر صیغہ پر جداگانہ خفیہ نویس اور واقعہ نگار مقرر تھے[۲]۔ اور ملک کا کوئی ضروری واقعہ اوس سے مخفی نہین رہ سکتا تھا۔ لیکن یہ عجب بات ہے کہ اس قسم کی کاوش کا جو عام اثر ہوتا ہے۔ یعنی ہر شخص سے بدگمان ہوجانا اور عوام کی آزادی سے تعرض کرنا۔ مامون اوس سے بالکل بری تھا۔ اوسکی تاریخ زندگی کا ایک ایک حرف چھان ڈالو ایک واقعہ بھی ایسا نہین ملسکتا جس سے اوسکی اس کارروائی پر حرف آسکے۔ بخلاف اسکے اس محکمے نے رعایا کے حق مین عجیب عجیب فیاضیان دکھائین۔ ایک دن کسی سپاہی نے ایک شخص کو بیگار پکڑا۔ وہ دردناک آواز سے چلایا کہ "واعمرہ" یعنی ہا۔ اے عمر تم کہان ہو۔" مامون کو اطلاع ہوئی۔ اوس شخص کو طلب کیا۔ اور کہا کہ کیا حضرت عمر کا عدل تجھکو یاد آیا۔ اوسنے کہا ہان۔ مامون نے کہا۔ "خدا کی قسم اگر میری رعیت حضرت عمر کی رعیت کی سی ہوتی تو مین اونسے بھی زیادہ عادل ہوتا" پھر اوسکو کچھ انعام دلایا اور

---

[۱] آثار الدول قرمانی۔ خلافۂ مامون۔

[۲] ابن خلکان۔ ترجمۂ نصر ادخوی۔

سپاہی کو موقوف کر دیا۔[۵۱]

ایکبار ایک شخص نے عرضی دی کہ بیت المال سے کچھ وظیفہ مقرر ہو جاوے مامون نے بلا کر پوچھا کتنے بال بچے ہین۔ اوسنے بڑھا کر تعداد بتائی۔ چونکہ مامون ایک ایک جزری واقعہ کی خبر رکھتا تھا اوسکا جھوٹ نہ چل سکا۔ دوسری بار اوسنے پھر عرضی لکھی اور جو تعداد تھی سچ سچ بتا دی۔ مامون نے اب عرضی پر حکم لکھدیا کہ اوسکا روزینہ مقرر کر دیا جاوے۔[۵۲]

اتوار کے دن ہمیشہ صبح سے ظہر تک دربار عام کرتا تھا جسمین خاص و عام کسی کے لئے کچھ روک نہ تھی اور جہان پہونچکر ایک ادنےٰ مزدور کو اپنے حقوق مین خاندان شاہی کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ ہوتا تھا۔

ایک دن ایک شکستہ حال بڑھیا نے دربار مین آکر زبانی یہ شکایت پیش کی کہ ایک ظالم نے میری جائداد چھین لی ہے۔ مامون نے کہا کسنے۔ اور وہ کہان ہے۔ اوسنے اشارے سے بتایا۔ کہ "آپکے پہلو مین"۔ مامون نے دیکھا تو خود اوسکا بڑا بیٹا عباس تھا۔ وزیر اعظم کو حکم دیا کہ شہزادے کو بڑھیا کے برابر لیجا کر کھڑا کر دے۔ اور دونون کے اظہار سنے۔ شہزادہ عباس رک رک کر آہستہ گفتگو کرتا تھا۔ لیکن بڑھیا کی آواز بیباکی کے ساتھ بلند ہوتی جاتی تھی وزیر اعظم نے روکا کہ خلیفہ کے سامنے چلا کر گفتگو کرنا خلاف ادب ہے۔ مامون نے کہا "نہین جسطرح چاہے آزادی سے

---

[۵۱] عیون والحدایق صفحہ ۳۷۹۔
[۵۲] رسالہ حلم و آداب۔ صفحہ ۶۰۔

سے کہنے دو۔ سچائی نے اوسکی زبان تیز کردی ہے۔ اور عباس کو گونگا بنا دیا ہے"۔
اخیر مین مقدمہ کا فیصلہ بڑھیا کے حق مین ہوا اور جائداد واپس دلا دی گئی[۵۱]۔
مامون کی آزاد پسندی نے اوسکے عمال کو بھی اصول انصاف مین نہایت آزاد اور بیباک کر دیا تھا۔
ایک بار خود **مامون** پر ایک شخص نے تیس ہزار کا دعویٰ دایر کیا۔ جسکی جوابدہی کے لئے اوسکو دار القضا مین حاضر ہونا پڑا۔ خدام نے قالین لاکر بچھایا کہ خلیفہ اوسپر تشریف فرما ہو۔ لیکن قاضی القضاۃ نے مامون سے کہا کہ یہان آپ اور مدعی دونون برابر درجہ رکھتے ہین۔ مامون نے کچھ برا نہ مانا۔ بلکہ اوسکے صلہ مین قاضی القضاۃ کی تنخواہ اضافہ کر دی[۵۲]۔
مامون کی فیاض لایف پر اگر کچھ نکتہ چینی ہوسکتی ہے تو یہ ہوسکتی ہے کہ اوسکا رحم و انصاف اعتدال کی حد سے آگے بڑھ گیا تھا۔ جسکا یہ اثر تھا کہ اوسنے اپنے ذاتی حقوق کو بالکل نظرانداز کر دیا تھا۔ بدزبان شعرا اوسکی ہجوین لکھتے تھے مگر خبر نہین ہوتا تھا۔ خود اوسکے خدام گستاخیان کرتے تھے۔ لیکن اوسکو مطلقاً پروا نہین ہوتی تھی۔ **دعبل**[۵۳] نے ایک ہجو مین اوسکی نسبت لکھا۔

۵۱ دیکھو واسطۃ السلوک فی احوال الملوک۔ وعقد الفرید۔ جلد اول صفحہ ۱۲۔
۵۲ مستطرف۔ صفحہ ۱۱۱۔ جلد اول۔
۵۳ اوس زمانہ کا ایک نامور شاعر تھا۔ اور ہجوگوئی مین مشہور تھا۔

شادوابذکرک بعد طول خمولہ		واستنقذوك من الحضيض الاوهد

"یعنی میری قوم نے تیرے نام کو جو بالکل بجھا ہوا تھا شہرت دیدی۔ اور تجھکو پستی سے نکال کر بلندی پر بٹھادیا"۔ مامون نے یہ ہجو سنی تو صرف یہ کہا کہ "دعبل کو ایسی غلط بات کہتے ذرا شرم نہ آئی۔ مین گمنام کسدن تھا۔ پیدا ہوا تو خلافت کی گود مین پیدا ہوا۔ اور دودہ پیا تو اوسیکی چھاتیون کا پیا"[1]۔

ایک بار مامون کا چچا ابراہیم شاکی ہوا کہ دعبل کی بدزبانیان حد سے گذر گئین میری ایسی بری ہجو لکھی ہے۔ جو کسیطرح درگذر کے قابل نہین۔ ابراہیم نے اوس ہجو کے کچھ اشعار بھی سنائے۔ مامون نے کہا۔ "چچا جان۔ اوسنے میری ہجو۔ اس سے بھی بڑھکر لکھی ہے۔ اور چونکہ مینے درگذر کی۔ امید ہے کہ آپ بھی ایسا ہی کرینگے"۔ دعبل کی بیہودہ گوئی سے سارا دربار نالان تھا۔

ابوسعید مخزومی نے چند بار مامون کو بھڑکایا۔ کہ آخر درگذر کہانتک۔ مامون نے کہا۔ "اچھا اگر بدلا ہی لینا ہے تو تم بھی اوسکی ہجو لکھدو۔ مگر صرف یہ لکھو کہ دعبل لوگونکی ہجو مین جو کچھ کہتا ہے غلط کہتا ہے"۔ **مامون** اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھکو "عفو مین جو مزا آتا ہے۔ اگر لوگ جان جائین تو جرم اور نافرمانی کو میرے پاس تحفہ لیکر آئین"۔

مختلف وقتون مین وزرا۔ خاندان خلافت۔ حکام۔ عمال۔ کی شکایتین دادخواہون نے جو عرضیان دی ہین۔ اور مامون نے اونپر اپنے خاص لفظون مین احکام لکھے ہین

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی۔ و ابن خلکان ترجمہ دعبل۔

اونمین سے چند اِس موقع پر ہم نقل کرتے ہین[۱] - عرضیون کی عبارت سے چندان ہکو غرض نہین صرف یہ بتادینگے کہ کسکی نسبت تھی - لیکن جو احکام ہین وہ مامون کے خاص الفاظ ہین - جنکا ترجمہ کردیا گیا ہے -

عرضیان	مامون کی تحریر
ابن ہشام کی نسبت	شریف کی یہ پہچان ہو کہ اپنے سے بڑے کو دبالے اور چھوٹے سے خود دب جائے - تم کس مین ہو -
ہشام کی نسبت	جسوقت تک ایک شخص بھی میرے دروازے پر تیرا شاکی موجود ہوگا تجھکو میرے دربار مین رسائی نہوگی -
ابو عباد کی نسبت	اے ابو عباد - حق اور باطل مین کچھ رشتہ نہین ہو -
ابو عیسیٰ کی نسبت جو مامون کا بھائی تھا	" فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم " یعنی جب نفخ صور ہوگا تو نسب جاتے رہین گے -
حمید طوسی کی نسبت	اے حمید - تقرب درگاہ پر نہ بھولنا - حق - مین - تو - اور کمینہ غلام دونون برابر ہین -
بن الفضل طوسی کی نسبت	تیرا - بے تمیز اور درشت خو ہونا تو مینے گوارا کیا - لیکن رعایا پر ظلم کرنا تو نہین برداشت کرسکتا ہون -
عمرو بن سعدۃ کی نسبت	اے عمر اپنی دولت کو عدل سے آباد کر - ظلم تو اوسکا ڈھا دینے والا ہو -

[۱] ان توقیعات کو مصنف عقد الفرید نے توقیعات المامون کے ذیل مین بالفاظہا - نقل کیا ہے -

اِس موقع پر جب ہم مامون کے عدل وانصاف کی داستان سُنا رہے ہین تو ہمارا فرض ہے کہ اوسکے عہد خلافت کی مسلسل بغاوتون پر ایک اجمالی مگر دقیقہ بین نگاہ ڈالین کیونکہ عام خیال۔ انصاف۔ اور بغاوت۔ کو ہمعصر نہین فرض کرسکتا۔ مامون کی تاریخ اِس قسم کی ناگزیر معرکہ آرائیون سے مملو ہے۔ لیکن جو کچھ ہوا اتفاقی واقعات کا نتیجہ تھا۔ ورنہ اِس خصوص مین اوسکا دامن انصاف ہر ایک قسم کے داغ سے پاک ہے۔ ہرون الرشید کا دربار دو مختلف قوتون یعنی عرب و ایرانی نسل سے مرکب تھا یہ وراثت اوسکی دونون بیٹے مامون۔ و امین۔ مین آکر منقسم ہوگئی۔ مامون۔ مان کی طرف سے عجمی تھا۔ اوسکا وزیر بھی ایک نومسلم مجوسی تھا۔ تقسیم کی روسے۔ ملک کے جو صوبے ملے وہ بالکل عجم کے حصے تھے۔ اِن باتون کا لازمی اثر تھا کہ گروہ عرب کو مامون کے ساتھ کچھ ہمدردی نہ ہو۔

امین سے جب معرکے شروع ہوئے تو وہ قطعاً ہمت ہار چکا تھا۔ لیکن ذوالریاستین جو اوسکا ندیم اور وزیر تھا۔ ثابت قدم رہا۔ اور اپنے حسن تدبیر سے آخر کامیاب ہوا۔ مامون نے بے شبہ اسکے صلے مین اعتدال سے کچھ بڑھکر رعایت کی۔ اور اوسکو سیاہ وسپید کا مالک بنا دیا۔ اسی بات پر عرب کا گروہ بگڑ گیا۔ لیکن مامون کو اسوجہ سے اِس واقعے کی اطلاع نہو سکی کہ ذوالریاستین کے اقتدار نے اصل حالات سے مطلع ہونے کے تمام ناکے بند کردیئے تھے۔

سادات جو خلافت کو اپنا ازلی حق سمجھتے تھے۔ ہمیشہ ایسے موقعون کی تاک مین رہتے

ستے - ہر طرف اوٹھ کھڑے ہوئے - اور تمام ملک کو ہلا دیا اس حالت مین اگر کسی سے ہمدردی کی توقع ہوسکتی تھی تو وہ صرف عباسی خاندان تھا - لیکن مامون نے حضرت امام علی رضاؑ کو ولیعہد بنا کر یہ بات بھی کھودی - مدت تک بغاوت کا سلسلہ قایم رہا - اور اسوجہ سے طول پکڑتا گیا کہ سادات پر مامون کسی قسم کی سختی نہین کرسکتا تھا وہ یون ہی نرم دل اور فیاض طبع تھا - اوسپر شیعہ پن کے پرتوے اور بھی سادات کا گرویدہ کر رکھا تھا - اِن باغیون پر قابو پاتا تھا اور چھوڑ دیتا تھا - لیکن وہ اور بھی شوخ اور تیز ہوتے جاتے تھے -

اس سلسلہ کے علاوہ اور جو بغاوتین ہوئین وہ ایسی ہی عام بغاوتین ہین - جیسے کہ شخصی حکومتون مین ہوا ہی کرتی ہین - ہمکو ایشیا کی کوئی سلطنت ایسی نہین معلوم ہے - جہان آئے دن ایسے معمولی فتنے نہین اوٹھا کرتے - اسکے ساتھ ہمکو یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ اوسوقت رعایا سے ہتھیار لے لینے کا کوئی قانون نہ تھا - اور اسوجہ سے سلطنت اور رعایا کی قوت ایک حیثیت سے یکسان نسبت رکھتی تھی - اِن سب پر اتنا اور منتزاد کرنا چاہیے کہ جن لوگون نے بغاوت کے علم بلند کئے - وہ اکثر عرب کی قوم سے تھے - جو آجتک اطاعت کے حلقے سے آزاد رہتی آئی ہے - اور شاید ہمیشہ ایسی ہی آزاد رہیگی

شاید ایک معترض نہایت آسانی سے مامون پر یہ الزام لگا سے کہ ذوالریاستین جسنے مامون کی بنیاد حکومت کو گرتے گرتے سنبھال لیا - خود مامون کے اشارے سے قتل کیا گیا - لیکن ہم پوچھتے ہین کہ آخر علاج کیا تھا - نہ ذوالرستین اپنی خودسری سی باز آسکتا تھا

نہ اہل عرب اوسکے سامنے سر جھکا سکتے تھے ۔موقع ایسا آپڑا تھا کہ بقاے خلافت ۔
اور ذوالریاستین ۔کا اجتماع ناممکن ہوگیا تھا۔ مامون نے بے شبہ ذوالریاستین کو
خلافت کے نذر کردیا ۔ اب اگر یہ الزام کی بات ہے ۔تو ہو ۔ ہم مامون کو اوس سے نہین
بچا سکتے ۔ ہان ۔اِسکا جواب ہمارے پاس بھی نہین ۔ کہ ذوالریاستین کے قاتلون
کو اوسنے کیون قتل کرادیا ۔شاید پالیسی کے وسیع قانون مین یہ باتین جائز رکھی
گئی ہون ۔

ایک بار مامون نے احمد بن داؤد سے مخاطب ہو کر ایک نہایت
پولیٹکل تقریر کی تھی ۔جسکا اس موقع پر نقل کرنا نہایت موزون ہے ۔ اوسنے کہا کہ "بادشاہ
بعض وقت اپنے خاص ارکان دولت کے ساتھ جو باتین کر گذرتا ہے ۔عوام ہرگز اوسکا
انصاف نہین کرسکتے وہ دیکھتے ہین کہ وزیر یا نائب السلطنت نے ۔جو وفاداریان کین
اونکے بارسے حکومت کی گردن کبھی ہلکی نہین ہوسکتی ۔ وہ بے تکلف راے لگالیتے ہین
کہ بادشاہ نے جو کچھ کیا صرف حسد یا تنگ دلی کی وجہ سے کیا ۔لیکن اونکو کیا معلوم ہے
کہ اوسکے بعض افعال خود سلطنت کے خانہ بر انداز ہین ۔ اب بادشاہ دو مجبوریون مین
گھر جاتا ہے ۔نہ اس راز کو عوام پر ظاہر کرسکتا ۔ نہ اوس وزیر یا نائب سے درگذر کرسکتا ۔
مجبورانہ وہ گذرتا ہی جو ظاہر مین نکرنا چاہیئے ۔وہ جانتا ہے کہ عوام تو کیا خواص بھی اوسکو معذور
نہ رکھین گے ۔لیکن ضرورت کسیکی نکتہ چینی کی پروا نہین کرسکتی[۱]" ۔شخصی حکومت کا زور

---

[۱] دیکھو رسالہ حکم و آداب صفحہ ۶۰ ۔

مامون کے عہد مین بھی پوری قوت کے ساتھ قایم تھا۔ لیکن وہ اس بدعت کا موجد نہین ہے۔ اور اگر اوسکی چلتی تو اس حالت مین ایک مفید انقلاب پیدا ہو جاتا۔ بنو امیہ۔ اور عباسیہ دونون نے اپنے طریق عمل سے خلافت اسلام کو خاندانی ترکہ قرار دیا تھا۔ مامون پہلا شخص ہی جسنے اس جابرانہ قانون کو مٹا دینا چاہا۔ اگرچہ افسوس ہے کہ کامیاب نہ ہوسکا۔ اوسنے بڑی تحقیق اور تجربہ کے بعد ایک ایسے برگزیدہ[۱] شخص کو ولیعہدی کے لئے انتخاب کیا جو خاندان شاہی سے کچھ واسطہ نہین رکھتے تھے۔ بلکہ خاندان عباس اونکے ساتھ ایک موروثی رقابت کا خیال رکھتا تھا۔ یہی بات تھی کہ اونکے انتخاب پر آل عباس دفعۃً برہم ہوگئی اور تمام ملک مین بغاوتین برپا ہوگئین۔ تاہم مامون نے وہی کیا جو سچی کانشنس کی رو سے اوسکو کرنا چاہیئے تھا۔

جب اونکو زہر دیدیا گیا۔ اور مامون کو پورا تجربہ ہوگیا کہ جو خاندان ڈیڑھ سو برس سے خلافت پر قبضہ کرتا آیا ہے وہ کسیطرح اپنے فرضی حق سے باز نہین آسکتا تو مجبورانہ اوسنے بھی وہی کیا جو اوسکے اسلاف کرتے آئے تھے۔ تاہم اس بات سے کہ اوسنے اپنی اولاد کو چھوڑکر۔ جو حکومت کی قابلیت بھی رکھتی تھی۔ اپنے بھائی کو منتخب کیا۔ ایک ایسی عالی حوصلگی اور سچی بیغرضی کا ثبوت ملتا ہے جو تمام تاریخ اسلام مین بے نظیر ہے۔ گو مامون کی اولاد۔ خلافت کے ناقابل نہ تھی۔ مگر اسمین شک نہین کہ اوسکا لائق بھائی جو اپنے عہد مین معتصم باللہ کے لقب سے پکارا گیا۔ قابلیت سلطنت کے لحاظ سے حق

[۱] حضرت علی رضا علیہ السلام مراد ہین۔

غیر قومون کے حقوق

فایق رکھتا تھا۔

مامون کے عہد مین دوسری قومون کو جو حقوق حاصل تھے۔ مہذب سے مہذب گورنمنٹ مین بھی اوس سے زیادہ نہین ہو سکتے۔ یہود۔ مجوس۔ عیسائی۔ لامذہب۔ اوسکی وسیع حکومت مین نہایت آزادی سے بسر کرتے تھے۔ خاص دار الخلافہ بغداد مین۔ بہت سے گرجے۔ اور چرچ نئے تعمیر ہوئے موجود تھے۔ جنمین رات دن ناقوس کی صدائین گونجتی رہتی تھین۔ دربار مین ہر مذہب و ملت کے علما و فضلا حاضر رہتے تھے اور مامون اونکے ساتھ نہایت عزت و توقیر سے پیش آتا تھا۔ جبریل بن بختیشوع جو ایک عیسائی فاضل تھا اوسکی اسقدر توقیر کرتا تھا کہ عام حکم دیدیا تھا کہ جو شخص کسی ملکی عہدہ پر مقرر کیا جاے پہلے جبریل کی خدمت مین حاضر ہو[۱]۔ خراسان مین جو کالج بنوایا تھا اوسکا پرنسپل یعنی مہتمم اعظم ایک عیسائی کو مقرر کیا۔ جسکا نام میسوع تھا[۲]۔ اوسکی بے تعصبی کے ثبوت کے لئے ہم ذیل کی حکایت کافی سمجھتے ہین۔ جسکی نظیر آج بھی کسی مہذب ملک مین نہین ملسکتی۔

عبد المسیح بن اسحاق کندی جو ایک عیسائی عالم اور معزز ملکی عہدے پر ممتاز تھا مامون کے ایک عزیز کا دلی دوست تھا۔

اس ہاشمی نے عبد المسیح کو نہایت نرم لفظون مین۔ ایک دوستانہ خط لکھا کہ اگر آپ مذہب اسلام قبول کرلین تو خوب ہو۔ مجھکو افسوس ہے کہ ایک ایسے سچّے مذہب

[۱] دیکھو طبقات الاطبا ترجمہ جبریل بن بختیشوع۔ ۱۲ [۲] انسائکلوپیڈیا۔ برٹانیکا۔ ذکر مامون الرشید ۱۲

کی طرف جیسا اسلام ہے ابتک آپ مائل نہین ہوے ہین"۔ اِس خط کے جواب مین عبد المسیح نے جو کچھ لکھا کوئی شخص جبتک خود نہ دیکھ لے اوسکا اندازہ نہین کرسکتا۔ اوس برگزیدہ رہنماے خلق یعنی محمد مصطفےٰؐ اور قرآن مجید و صحابہ کی نسبت وہ الفاظ لکھے کہ سنکر دل کانپ جاتا ہے - یہ پورا خط جو ایک رسالہ کی شکل مین ہی بمقام لندن مطبع گلبرٹ اور رونگٹن - تھوڑے دن ہوے چھاپا گیا ہے - مینے خود اوسکو دیکھا ہے - اور ناظرین کو یقین دلاتا ہون کہ دیکھنے کے وقت ایک ایک حرف پر میرا دل لرزجاتا تھا۔ اگر آج عبد المسیح زندہ ہوتا تو تعزیرات ہند کے اثر سے کبھی نہ بچ سکتا - مامون کے سامنے یہ خط پیش ہوا تو اوسنے پڑھکر صرف یہ کہا کہ "جو مذہب دنیا کے کام کا ہے وہ زردشت کا مذہب ہے - اور جو محض آخرت کے لئے مفید ہے وہ عیسائی مذہب ہے - لیکن دین و دنیا دونون کے لئے جو مذہب موزون ہے وہ اسلام ہے +"۔

+ افسوس ہے کہ اسپر بھی یورپین مصنفین کو تسکین نہین ہے - اور وہ تاریخی تصنیفات مین بھی ہمیشہ بادشاہان اسلام پر ایسے طریقے سے حملہ کرجاتے ہین - جسکی اصلی زد اسلام پر پڑتی ہے - ناواقف مورخین ایک طرف - مسٹر پامر صاحب جنکی عربیت کا ہکو بھی اعتراف ہے - اور جنکی نظم و نثر عربی و فارسی کا مجموعہ حال مین چھاپا گیا ہے - تاریخ ہرون الرشید کے صفحہ ۱۲۲ مین لکھتے ہین کہ "اوسکے بیہدہ درباریون نے یہ بات اوسکے ذہن نشین کردی تھی - بلکہ کل پیرو اسلام اسبات کو اوسوقت مین او کچھ مسلمان اب بھی سمجھتے ہین کہ کافر خدا کی مخلوق ہی نہین کہا جاسکتا"۔

ہم نہین جانتے کہ پامر صاحب کو ایسے صریح اور عام اتہام کی جرأت اپنی عاما یا نہ تاریخ دا

اِن باتون پر بھی مامون کی تاریخ کو ہم بیداغ نہین کہہ سکتے - ہمکو ڈر ہے کہ آگے چلکر جہان مامون کے مذہب کا ذکر آئے گا - ایک خاص مسئلہ مین اوسکا مذہبی جنون دیکھکر شاید ناظرین اوسکی تمام خوبیان دفعتاً بھول جائین -

ذوق علمی - رصدخانہ - زمین کی پیمایش - فنون فلسفیہ کے ترجمے - علوم کی اشاعت

اگرچہ - خاندانی جھگڑے - پُرزور بغاوتین - روم کی مہمات - بار انتظام اتنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۱) پر کیونکر ہوئی - جس تاریخ پر اونکو ناز ہے - وہ ہمارے سامنے موجود ہے - بام صاحب اگر یہ بات یاد رکھتے تو اچھا ہوتا - کہ جب خدا کی دنیا مسلمان فتحمندون کے ہاتھ مین دیدی گئی تھی تو جن لوگون نے ہزارون لاکھون چرچ اور گرجون کی حفاظت کا قطعی معاہدہ لکھدیا وہ خلفاء راشدین تھے - جو ہر زمانہ مین مسلمانون کے رہنما سے کل مانے گئے ہین - کیا عمر بن عبد العزیز جنہون نے دمشق کے عامل کو فرمان بھیجا کہ "ولید نے گرجے کو توڑ کر مسجد مین جو اضافہ کر لیا تھا - وہ ڈھا دیا جاوے اور عیسائیون کو اجازت دیجاوے کہ وہان پھر اپنا گرجا بنالین[۱]" عمر ثانی نہین تسلیم کئے گئے ہین اور کیا وہ لاکھون کرورون مسلمانون کے جائز قایم مقام نہ تھے - کیا خاص دولت عباسیہ کے عہد مین دار الخلافت بغداد مین سیکڑون ہزارون عالیشان نئے گرجے نہین تعمیر ہوئے - جہان نہایت آزادی سے

[۱] فتوح البلدان صفحہ ۱۲۵ -

کام تھے۔ جو مامون کے روزانہ اوقات۔ اور دل و دماغ کو مصروف رکھتے تھے۔ تاہم اوسکے علمی ذوق پر غالب نہین آسکتے تھے۔ جب وہ مصر گیا تو ایک شخص نے اوسکو مبارکباد دی کہ آج عراق۔ حجاز۔ شام۔ مصر۔ سب آپکے زیرنگین ہین۔ اور رسول اللہ کے ابن عم ہونے کا شرف ان سب پر مستزاد ہے۔ مامون نے کہا۔ "ہان مگر یہ آرزو ہنوز باقی ہے کہ مجلس عام مین شائقین حدیث جمع ہون اور مستملی میرے سامنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۲) ہر ایک قسم کی مذہبی رسوم ادا کیجاتی تھین۔ ہم بامر صاحب کے ہم خیال مصنفین کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ اگر اونکو شبہ ہو تو۔ دیر الروم۔ دیر اشمونی۔ دیر الثعالب۔ دیر درتا۔ دیر ورمالس۔ دیر سمالو۔ دیر عذاری۔ دیر العاصیہ۔ دیر الزریقیہ۔ دیر الزندرود کے حالات معجم البلدان مین پڑہین[۵۱]۔ عضد الدولہ دیلمی کہ دیلمی خاندان کا سرتاج اور خلافت بغداد کی قسمت کا مالک تھا۔ اوسکا وزیر اعظم نصر بن ہرون ایک عیسائی رئیس زادہ تھا۔ اوسی نے عضد الدولہ کی خاص اجازت سے تمام ممالک اسلامی مین چرچ اور گرجے تعمیر کرائے[۵۲]۔

بے شبہ مسلمانون مین ایسے بھی تنگدل لوگ گذرے ہین۔ جو دوسرے مذہبون کی آزادی کو صدمہ پہونچاتے تھے۔ لیکن یہ شخصی حالتین ہین۔ اور اون سے عام رائے کا اندازہ نہین ہوسکتا۔ ہمکو معلوم ہے کہ علی بن سلیمان گورنر مصر نے۔ مصر کے تمام گرجے ڈہا دئے تھے۔ لیکن اوسی کے

[۵۱] بغداد مین عیسائیون کے اور بہت سے گرجے تھے لیکن ہمنے مشہور اور ممتاز گرجون کے نام لکھے ہین۔ بعض گرجے خاص خاص تیوہارون کے لئے مخصوص تھے۔ جہان اوقات معینہ پر بڑا مجمع ہوتا تھا۔ اور بڑی شان و شوکت سے عیسائی۔ اپنے مراسم مذہبی ادا کرتے تھے۔ [۵۲] دیکھو روضۃ الصفا و حبیب السیر ذکر سلطنت عضد الدولہ

بیٹھا ہوا ور کہے کہ ہان وہ کیا حدیث ہے مین بیان کرنا شروع کرون کہ حماد نے یہ روایت کی" الخ۔ بچپن مین وہ اسلامی علوم کو حد کمال تک حاصل کر چکا تھا۔ اب فلسفہ پر مائل ہوا۔ اور دن رات اسی تذکرے مین بسر کرتا تھا۔

اوسکے علمی ذوق کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ اوسکی آستینون پر اقلیدس کے مقالۂ اولے کی شکل پنجم کا طغرا بنا ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ شکل اوسکو نہایت مرغوب تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۳) ساتھ ہم اس سے بھی واقف ہین کہ عیسی بن موسی نے جو خاندان عباس سے تھا اور ۱۷۱ھ مین مصر کا گورنر مقرر ہوا۔ خاص سرکاری خزانے سے کل گرجے جو ٹوٹے تھے سر سے تعمیر کرا دیئے[۵۱]۔

مسلمانون کی حکومت مین دوسرے مذہب والون کو جو ملکی عہدے ملتے رہے ہین۔ کون گورنمنٹ اوس سے بڑھکر دیسکتی ہے۔ تاریخ ابن خلکان۔ وفیات الوفیات مین ہم بہت سے یہودی اور عیسائیون کے نام پاتے ہین جو مختلف وقتون مین بڑے بڑے معزز عہدون پر ممتاز رہے ہین۔ آغاز اسلام سے عبد الملک بن مروان کی سلطنت تک شام و عراق کا دفتر رومی و فارسی زبان مین رہا اور اتنی وسیع مدت تک خراج کے محکمے مین عموماً دوسری ہی قومین سیاہ و سپید کی مالک تھین۔ اکبر و جہانگیر کی فیاضیون کو تو ہندوستان کا ایک ایک بچہ جانتا ہے۔ عام میل جول کے لحاظ سے دیکھو تو تاریخ کے ہر صفحہ مین مسلمانون کی بے تعصبی کی شہادت ملیگی۔ سیکڑون عیسائی اور یہودی علما جو عباسیون کے دربار مین تھے۔ اون سے خلفا کس

۵۱ دیکھو نجوم زاہرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ واقعات ۱۷۱ھ۔

اسی وجہ سے عربی مین پانچوین شکل کو شکل ماموںی کہتے ہین۔ غالباً مامون کے سوا اور کسی بادشاہ اسلام کو یہ فخر نہین حاصل ہے۔ کہ اوسکے نام سے کوئی علمی اصطلاح قایم ہوئی ہو۔

ہرون الرشید کا قایم کیا ہوا۔ بیت الحکمۃ موجود تھا جسمین پارسی۔ عیسائی۔ یہودی۔ ہندو۔ مترجمین نوکر تھے۔ اور فنون حکمت کے متعلق تصنیف اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۴) بے تکلفی اور یگانگت سے ملتے تھے۔ جبریل جو ایک عیسائی فاضل تھا اوسکو ہرون الرشید نے علاوہ بے انتہا جاگیرون اور صلون کے یہ عزت دی تھی کہ دربار مین جو شخص کوئی حاجت پیش کرنی چاہتا تھا اوسکو پہلے جبریل کی خدمت مین باضابطہ حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اوسکا بیٹا بختیشوع جاہ و منزلت کے اس پایہ تک پہونچا کہ لباس و آرایش مین خلیفہ متوکل باللہ کا ہمسر گنا جاتا تھا[۵]۔ خلیفہ المعتصم باللہ حکیم سلمویہ کی بیماری مین خود عیادت کو جاتا تھا۔ اور جب اوسنے انتقال کیا تو ایک دن کھانا نہین کھایا۔ اور حکم دیا کہ اوسکا جنازہ دارالخلافہ مین لاکر رکھا جاوے اور اوسکے عزیز بخور و شمع کے ساتھ عیسائیون کے طریقے موافق اوسپر نماز پڑہین۔ خلیفہ معتضد باللہ کے دربار مین جہان تمام وزرا اور امرا دست بستہ کھڑے رہتے تھے صرف وزیر اعظم اور ثابت بن قرہ کو جو ایک صابی المذہب عالم تھا بیٹھنے کی اجازت تھی۔ ایک دن معتضد اور ثابت بن قرہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر ٹہل رہے تھے کہ دفعۃً معتضد نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ثابت ڈر گیا۔ معتضد نے کہا ڈرو نہین۔ میرا ہاتھ اوپر تھا۔ مینے یہ گستاخی پسند نہ کی۔ اہل علم کا ہاتھ اوپر چاہیئے"۔ ابتدا مین مسلمانون نے انہین قومون سے علوم و فنون سیکھے اور جب خود استادی کے رتبہ پر پہونچے تو کس سیرچشمی اور فیاضی سے اونکو علوم و فنون کی تعلیم دیکر شاگردی

[۵] طبقات الاطبا لابن ابی اصیبعۃ مین جبریل و بختیشوع کے حالات پڑھو۔

ترجمے کرتے رہتے تھے - لیکن ابتک جو سرمایہ جمع ہوا تھا - وہ مامون کے شوق علمی کے لئے کافی نہ تھا -

ایک رات خواب مین دیکھا - کہ ایک محترم شخص تخت پر جلوہ فرما ہے - مامون نے نزدیک جاکر پوچھا - "آپکا اسم مبارک" - تخت نشین نے کہا "ارسطو" مامون پر خوشی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی - پھر عرض کیا کہ "حضرت دنیا مین کیا چیز اچھی ہے"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۵) کا حق ادا کیا - اونکا باہمی اخلاص اور آپس کی دوستانہ گرمجوشیان آج بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہین - علامہ شریف الرضی نے جو مسلمانون کے ایک بڑے فرقہ کے پیشواے مذہبی ہین - ابواسحق صابی کا ایسا حسرت انگیز مرثیہ لکھا کہ اگر اوس کا ہم مذہب اور نہایت دلی دوست بھی لکھتا تو اوس سے زیادہ دردانگیز اور پُر اثر نہ لکھ سکتا - اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ علامہ موصوف جب کبھی ابواسحق صابی کے مزار کی طرف سے گذرتے تھے تو ہمیشہ اوسکی تعظیم کے لئے سواری سے اوتر پڑتے تھے اور اوسکی قبر کے سامنے سے پیادہ پا گذرتے تھے[۱] -

ہمکو افسوس ہے کہ اس ضمنی بحث کو گو ہمنے بہت کچھ سمیٹ کر لکھا - تاہم موقع اور مقام کی حیثیت سے زیادہ لکھ گئے - ناظرین معاف فرمائین - لیکن یہ خیال رکھین کہ ہماری اس بحث کے مخاطب صرف ہم ناصاحب نہین ہین - یورپ مین اونکے اور بھی بہت ہم زبان ہین - اور اسی خیال سے ہمنے اس بحث کو ذرا طول دیدیا -

[۱] دیکھو نامۂ دانشوران ناصری - تذکرہ ابواسحق صابی - نامۂ دانشوران مین اس مرثیہ کے چند اشعار بھی نقل کئے ہین

خیالی ارسطو نے جواب دیا۔ "جسکو عقل اچھا کہے"۔ دوبارہ مامون نے درخواست کی کہ مجھکو کوئی نصیحت ارشاد ہو۔ جواب ملا کہ "توحید۔ اور صحبت نیک۔ ہاتھ سے نہ دینا"[۱]
مامون یون ہی فلسفہ پر مٹا ہوا تھا۔ ارسطو کی زیارت نے اور بھی آگ پر روغن کا کام دیا۔ اوسنے قیصر روم کو خط لکھا کہ ارسطو کی جسقدر تصانیف مل سکین۔ دارالخلافہ کو روانہ کیجائین"۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ بادشاہان اسلام کے معمولی خطوط۔ قیصر وفغفور پر فرمان کا اثر رکھتے تھے قیصر تعمیل ارشاد پر مستعد ہوا۔ مگر روم کے اطراف مین فلسفہ خود گمنام ہوچکا تھا۔ بڑی تلاش سے ایک راہب ملا۔ جسنے پتہ دیا کہ یونان مین ایک مکان ہے جو قسطنطین کے زمانہ سے مقفل ہے۔ اور جتنے تاجدار اوسکے بعد تخت نشین ہوئے قفلون کی تعداد بڑھاتے گئے۔ قسطنطین نے فلسفہ کی تمام کتابین ہر جگہ سے جمع کرکے اوس مکان مین بندکرادی تھین۔ کہ اگر فلسفہ وحکمت کو آزادی ملی تو دین عیسوی کو سخت صدمے اوٹھانے پڑینگے۔

راہب کی ہدایت پر یہ پُرخطر خزانہ کھولا گیا۔ تو بہت سی کتابین محفوظ ملین۔ لیکن قیصر کو اب یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون کے ساتھ ایسی فیاضی مذہباً ممنوع تو نہ ہو۔ ارکان دولت نے متفق اللفظ عرض کیا کہ "کچھ مضائقہ نہین۔ فلسفہ اگر مسلمانون مین پھیلا تو اونکے مذہبی جوش کو بھی ٹھنڈا کرکے رہیگا"۔ قیصر نے بھی یہی مناسب سمجھا اور پانچ اونٹ

---

[۱] اِس خواب کا تذکرہ صاحب کشف الظنون نے ذکر حکمتہ مین اور علامہ ابن ابی اصیبعۃ نے حُنین کے ترجمہ مین مختلف روایتون کے ساتھ کیا ہے۔ ہمنے جو روایت لکھی وہ نامۂ دانشوران ناصری سے لکھی۔ ۱۲

لاد کر خاص فلسفہ کی کتابین مامون کے پاس روانہ کین - مامون نے تصنیفات ارسطو کے ترجمے پر یعقوب بن اسحاق کندی کو مامور کیا جو مختلف زبانون کے جاننے اور تحقیقات علمی مین عموماً بے نظیر مانا جاتا تھا - مامون نے خود بھی حجاج بن المطر - یوحنا بن البطریق - سلما - کو جو بیت الحکمتہ کے مہتمم اور افسر تھے اس غرض سے روم بھیجا کہ اپنی پسند سے کتابین انتخاب کر کے لائین - آرمینیہ - مصر - شام - سیپرس - اور دوسرے مقامات مین بھی قاصد بھیجے اور لاکھون روپیئے عنایت کئے کہ جسقدر صرف ہو اور جسطرح ممکن ہو فلسفی تصنیفات بہم پہونچائین - اسی زمانہ مین قسطا بن لوقا ایک عیسائی فلاسفر اپنے شوق سے روم گیا اور فنون حکمت کی بہت سی کتابین بہم پہونچائین - مامون کو اوسکا حال معلوم ہوا تو بلا بھیجا اور بیت الحکمتہ مین ترجمے کے کام پر مقرر کیا - سہل بن ہارون کو جو ایک فارسی النسل حکیم تھا - مجوسیون کے علوم و فنون کے ترجمے کی خدمت دی[۵]۔

مامون کی التفات اور توجہ دیکھکر تمام دربار مین یہ جوش پھیل گیا - محمد - و احمد و حسن نے جو مامون کے خاص ندیم - اور ہندسہ - حیل - موسیقی - مین اوستاد وقت مشہور تھے روم کے اطراف مین بہت سے ایلچی بھیجے - اور فنون حکمیہ کی ہزارون کتابین منگوائین دور و دراز ملکون سے مترجم بلوائے اور بیش قرار شاہرون پر ترجمہ کرنے کے لئے

۵ یہ تمام تفصیل ہم اپنے رسالہ "مسلمانون کی گذشتہ تعلیم" مین لکھ چکے ہین - اور اوسکو کسیقدر تغیر کے ساتھ یہان نقل کر دیا ہے - ۱۲

نوکر رکھا۔

جبریل بن بختیشوع المتوفی سنہ ۲۱۵ھ جو ایک عیسائی طبیب اور دربار خلافت کا بڑا رکن تھا اوسنے بھی ترجمہ کے کام مین بڑی فیاضیان دکھائین۔ ہرونی و مامونی فیاضیون سنے مال و دولت کے اعتبار سے اوسکو ایک مستقل والی ملک بنا دیا تھا۔[۱]

اِس عہد مین جن کتابون کے ترجمے ہوئے وہ یونانی - فارسی - کالڈی قبطی - شامی - زبانون کی تھین۔

جن بادشاہون سے دوستانہ تعلق تھا - چونکہ مامون کا میلان طبیعت اسی طرف پاتے تھے - اسی مذاق کے تحف و ہدایا بھیجتے تھے - ہندوستان کے ایک راجہ نے

[۱] علامہ بن ابی اصیبعہ نے اپنی تاریخ مین جبریل کی آمدنی و مصارف کا ایک مفصل نقشہ نقل کیا ہے جو جبریل کے مرنے کے بعد اوسکے خزانہ مین پایا گیا تھا - ہم اس موقع پر صرف آمدنی کی بعض مدات لکھتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ خاندان عباسی نے کس بے نظیر فیاضی سے اپنے دربار مین اہل کمال جمع کئے تھے اور یہ کہ اونکی فیاضیون مین مسلمان اور دوسری قومین برابر حصہ رکھتی تھین۔

تفصیل آمدنی - " عام صیغہ سے دس ہزار درہم ماہوار - خاص صیغہ سے پچاس ہزار درہم ماہوار - لباس کے لئے پچاس ہزار درہم ماہوار - خوراک کے لئے پانچ ہزار درہم ماہوار - روزہ کے آغاز مین پچاس ہزار درہم - فطر کے دن پچاس ہزار درہم - خلیفہ کی فصد کے دن ہر دفعہ پچاس ہزار درہم - دوا پلانے کے لئے سال مین دوبار پچاس ہزار درہم - اسکے علاوہ خاندان شاہی اور دربار وزارت سے جو روزینے مقرر تھے اونکی یہ تفصیل ہے - زبیدہ خاتون - پچاس ہزار درہم سال عباسہ پچاس ہزار درہم - فاطمہ ستر ہزار درہم - عیسی بن جعفر پچاس ہزار - ابراہیم بن عثمان - تیس ہزار درہم یحیی بن خالد برمکی چھ لاکھ درہم سال جعفر برمکی بارہ لاکھ درہم فضل بن یحیی چھ لاکھ درہم - فضل بن الربیع پچاس ہزار درہم - ۱۲

اپنی ریاست کے مشہور حکیم دوبان کو اوسکی خدمت مین بھیجا - اور خط مین لکھ
ہدیہ آپکی خدمت مین روانہ کرتا ہون - دنیا مین اوس سے بڑھکر مفید - اور نامور - او
تحفہ نہین ہو سکتا"

اِس حکیم نے کسیطرح معلوم کیا تھا - کہ ایوان کسریٰ مین ایک صندوق مدفو
جسمین نوشیروان کے وزیر کی ایک نہایت بے مثل تصنیف چھپا کر رکھی گئی -
مامون سے کہکر اوسنے صندوق منگوایا - کھولا گیا تو دیبا کے ٹکڑے مین لپٹا ہو
سو ورق کا ایک رسالہ ملا - مامون نے اوسکا ترجمہ سُنا تو نہایت متاثر ہوا - او
بن سہل سے مخاطب ہو کر کہا کہ "خدا کی قسم کلام اِسکو کہتے ہین - وہ نہین جو ہم لو
کرتے ہین"[۵۱]

حجاج بن یوسف کوفی[۱] - قسطا بن لوقا بعلبکی[۲] - ابو حسان[۳] - سلما[۴] - حنین بن ا[۵]
سہل بن ہرون[۶] - ابو جعفر یحییٰ ابن عدی[۷] - محمد بن موسیٰ خوارزمی[۸] - حسن بن[۹]
احمد بن شاکر[۱۰] - علی ابن العباس[۱۱] بن احمد جوہری[۱۲] - یعقوب کندی[۱۳] - یوحنا بن ما[۱۴]
بن البطریق[۱۵] - محمد بن شاکر[۱۶] - یحییٰ بن ابی المنصور[۱۷] - مامون کے دربار کے مشہور م
بیت الحکمۃ کے مہتمم تھے - ان مترجمون مین سے اکثر کی تنخواہین - آجکل کے
سے ڈہائی ڈھائی ہزار روپیے ماہوار تھین - ترجمہ کا کام دولت عباسیہ مین خلیف
عہد سے شروع ہوا اور ایک مدت تک بڑے اہتمام سے جاری رہا - یہ کہنا ق

[۵۱] واسطۃ السلوک - مطبوعہ ٹونس صفحہ ۴ و ۶۵ -

ہی کہ یونان - واٹلی - وسسلی - و اسکندریہ کا کوئی علمی سرمایہ ایسا باقی نہین رہا ج
کے ذریعہ سے عربی زبان مین منتقل نہین ہوا - یہی چیز ہے جسکی وجہ سے علمی د
دولت عباسیہ کی شہرت کی آواز بازگشت آجتک آرہی ہی - لیکن بالخصوص مامون
کا دور اس فخر کے تاج کا طرہ ہے مامون کے سوا اور عباسی خلفا مثل ہرون ال
و امین و معتصم وغیرہ علوم فلسفیہ سے محض ناواقف یا برائے نام واقف تھے
اسوجہ سے اونکے اہتمام و توجہ کا اثر وہ نہین ہوسکتا تھا جو ایک ماہر فن کا ہوسک
اس سے زیادہ یہ کہ خوش قسمتی سے یا مامون کی رتبہ شناسی سے - مامونی عہ
مترجم زباندان ہونیکے علاوہ حکیم اور مجتہد الفن بھی تھے - یعقوب کندی جو او
دربار کا بڑا مترجم تھا مسلمانون مین ارسطو کا ہم پلہ تسلیم کیا گیا ہے - سلیمان بن ح
نے لکھا ہے کہ " اسلام مین کندی کے سوا اور کوئی شخص فلاسفر کے لقب
ممتاز نہین ہوا - وہ طب - حساب - منطق - موسیقی - ہندسہ - طبایع اعداد -
کا بہت بڑا ماہر تھا"[۵]

ان علوم مین اوسکی مستقل تصنیفین موجود ہین - علامہ ابن ابی اصیبعہ نے ا
کتاب طبقات الاطباء مین اوسکی تصنیفون کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے ج
دوسو بیاسی[۲۸۲] کتابون اور رسالون کے نام ہین - انمین سے بعض مین اوسنے یو

[۵] دیکھو طبقات الاطباء - حالات یعقوب کندی - مینے جو کچھ اس حکیم کی نسبت لکھا ہی - اسی معتمد کتا
لکھا ہے جو اپنے باب مین ایک بے نظیر تصنیف ہے -

کی غلطیان ثابت کی ہین - بعض مین آلات جدیدہ کا بیان ہے - ایک رسالہ ایک آلہ پر لکھا ہے جس سے تمام اجرام کا بُعد دریافت ہوسکتا ہے - ایک اور آلہ کی ترکیب لکھی ہے جس سے تمام معاینات کا بُعد معلوم ہوسکے - اس قسم کے اور جدید آلات پر اوسنے رسالے لکھے ہین - علوم فلسفیہ کے ترجمہ مین اسبات کو بہت بڑا دخل ہے کہ مترجم - فن سی مجتہدانہ واقفیت رکھتا ہو - اسی بناپر ابومعشر نے کتاب المذکرات مین لکھا ہے کہ اسلام مین عمدہ مترجم چار شخص گذرے - "یعقوب کندی - حنین بن اسحق - ثابت بن قرہ - عمرو بن الفرخان الطبری" - یعقوب کندی نے ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب کی پیچیدگیان بھی رفع کردین - اور اسوجہ سے اوسکے ترجمے ایک اعتبار سے شرح کی حیثیت رکھتے ہین -

یعقوب کندی کی خاص تصنیفین جو منطق مین ہین ایک مدت تک درس مین داخل تھین - اور جب تک حکیم ابونصر فارابی کی تصنیفین نہین شایع ہوئین اونکا رواج تمام ممالک فارس وخراسان وعراق مین قایم رہا - یعقوب کے شاگردون مین سے حسنویہ نفطویہ - سلمویہ - احمد بن الطیب کو علمی شہرت حاصل ہے - احمد بن الطیب علوم فلسفیہ کا بڑا فاضل تھا - اوسنے اکثر ارسطو وغیرہ کی تصنیفات کے خلاصے کیے اور شرحین لکھین -

مامون کے دربار کا دوسرا مترجم حنین بن اسحق[۵] جسکا نشوونما مامون ہی کے عہد مین

[۵] حنین کا مفصل تذکرہ طبقات الاطبا میں لاحظہ کرنے کے قابل ہے -

ہوا - ترجمہ کا نامور ہیرو ہے - عربیت کی تکمیل خلیل بن احمد بصری سے کی تھی جو لغات عرب کا پہلا مدون اور فن عروض کا موجد ہے - یونانی زبان بلاد روم مین جاکر سیکھی - اوّل اوسنے جبریل بن بختیشوع کی خدمت مین رسائی حاصل کی - رفتہ رفتہ دربار خلافت مین پہونچا - مامون نے اوسکو ترجمہ کے کام پر مامور کیا اور زر و مال سے مالا مال کر دیا - مشاہرہ کے علاوہ - صلہ و انعامات کی کوئی حد نہ تھی - مشہور یہ ہے کہ مامون ہر کتاب کے ترجمہ کے عوض کتاب کی برابر سونا تول کر دیتا تھا لیکن حنین نے خود ایک رسالہ مین دینار کی بجاے درہم کی تصریح کی ہے - علامہ بن ابی اصیبعہ نے کتاب طبقات الاطباء مین جو ۶۴۳ھ مین تالیف ہوئی لکھا ہے کہ مینے خود حنین کے بہت سے ترجمے دیکھے جو اوسکے کاتب ازرق کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے اور جنپر مامون الرشید کا شاہی طغرا بنا ہوا تھا - ابن ابی اصیبعہ کا بیان ہے کہ "یہ مترجم کتابین نہایت جلی خط مین تھین - کاغذ بھی نہایت گندہ تھا اور ہر صفحہ مین صرف چند سطرین تھین - غالباً حنین قصداً کتاب کی ضخامت کو بڑھانا چاہتا تھا کیونکہ کتاب کی برابر تول کر اوسکو چاندی ملتی تھی" - علامہ موصوف ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہین کہ اگر اسقدر گندہ اور مضبوط کاغذ پر نہ لکھی ہوتین تو آجتک یہ کتابین محفوظ نہین رہ سکتی تھین - علامہ بن ابی اصیبعہ نے حکیم جالینوس کے ذکر مین جالینوس کی اکیسو اکیس کتابون کے نام اور اونکے مضامین لکھے ہین - پھر لکھا ہے کہ قریباً یہ سب کتابین حنین نے عربی مین ترجمہ کین - حنین نے ایک رسالہ مین خود جالینوس

کی تصنیفات کی تفصیل کی ہے اور کہا ہے کہ مینے کن مشکلون سے یہ کتابین بہم پہنچائین اور اونکے ترجمے کئے - وہ لکھتا ہے کہ "کتاب البرہان کی تلاش مین مین جزیرہ فلسطین مصر - اسکندریہ - اور تمام ممالک شام مین پھرا - لیکن صرف نصف مقالہ دمشق مین دستیاب ہوا" جالینوس کی کتابون کے ترجمے اور مترجمین نے بھی کئے - مثلاً الطاث - ابن مکی - بطریق - ابوسعید عثمان دمشقی - موسی بن خالد - لیکن حنین کے ترجمون سے انکو کچھ نسبت نہین ہے - علامہ بن ابی اصیبعہ نے موسی بن خالد کے ترجمے خود دیکھے - اونکا بیان ہے کہ دونون مین زمین آسمان کا فرق ہے - تعجب ہے کہ حنین خود بھی صاحب تصنیفات تھا - طبقات الاطبا مین اوسکی خاص تصنیفات کی فہرست تین صفحون مین نقل کی ہے جسکو ہم تطویل کے لحاظ سے قلم انداز کرتے ہین حنین کا نامور فرزند اسحق اور اوسکا بھانجا حبیش ان دونون نے ترجمہ کے کام کو بہت وسعت دی - ارسطو کی اکثر فلسفی تصنیفات اسحق نے ترجمہ کین -

قسطا بن لوقا البعلبکی بھی نہایت نامور فاضل اور مختلف زبانون کا ماہر تھا - ابن الندیم کا بیان ہے کہ "وہ طب - فلسفہ - ہندسہ - اعداد - موسیقی - مین مہارت کامل رکھتا تھا یونانی زبان نہایت فصاحت سے بولتا تھا - عربیت مین کامل تھا" علامہ بن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ "اوس نے یونان کی بہت سی کتابین عربی مین ترجمہ کین - اور اکثر پہلے ترجمون کی اصلاح کی" اسکے علاوہ وہ خود بھی صاحب تصنیفات تھا - طبقات الاطبا مین اوسکی بہت سی تصنیفات کے نام لکھے ہین -

خاص مامون کے عہد مین جسقدر کتابین ترجمہ ہوئین اور اونپر جو شروح و حواشی لکھے گئے اونکی فہرست کے لئے ایک مستقل رسالہ درکار ہے[۱]۔

مامون جسقدر فلسفہ کے دلچسپ مسائل سے آگاہ ہوتا گیا اوسکے شوق تحصیل کو اور ترقی ہوتی گئی۔ اور زیادہ تر تحقیق و تجربے پر مائل ہوا۔

علم جبر و مقابلہ پر اسلام مین اوّل جو کتاب لکھی گئی وہ اسی عہد کے ایک مشہور عالم محمد بن موسی خوارزمی نے مامون کی فرمایش سے لکھی۔ یہ تصنیف آج بھی موجود ہے اور اسقدر جامع و مرتب ہے کہ گو علماے اسلام نے جبر و مقابلہ مین سیکڑون نادر کتابین لکھین لیکن اصل مسائل مین اوس سے چندان زیادہ ترقی نکر سکے۔

یونانی کتب حکمت مین اوسنے پڑہا تھا کہ کرۂ زمین کا دور ۲۴ ہزار میل ہے۔ مزید تحقیق کے لحاظ سے محمد۔ و احمد۔ و حسن کو جو اوسکے خاص ندیم اور فنون حکمت کی ترقی و اشاعت مین اوس سے بھی کچھ زیادہ سرگرم تھے حکم دیا کہ دربار مین جو ہئیت دان

---

۱ تعجب ہے کہ صاحب کشف الظنون نہ صرف مامون الرشید بلکہ خاندان عباسیہ کی مجموعی کوششون کو بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ وہ علم حکمۃ کے ذیل مین لکھتے ہین کہ "یونان کی عمدہ اور معظم تصنیفات عربی مین ترجمہ نہین ہوئین اور جسقدر ہوئین اون مین اکثر غلطیان رہگئین"۔

مین اس موقع پر صرف اسقدر کہنا چاہتا ہون کہ صاحب کشف الظنون کو تاریخ الحکما و طبقات الاطبا ابن ابی اصیبعۃ غور سے پڑھنا چاہیئے تھا۔ مین کئی سو تصنیفات کے ترجمون کا نشان دیسکتا ہون۔

ماہرین فن ہین اونکو ساتھ لین - اور کسی ہموار اور وسیع صحرا مین آلات رصدیہ اور اصول حساب کے استعمال سے کرہ زمین کی پیمایش کرین سنجار کا مسطح اور وسیع میدان اس تجربے کے لئے نہایت مناسب مقام تھا - ان لوگون نے پہلے ایک جگہ ٹھہرکر آلات رصدیہ کے ذریعہ سے قطب شمالی کا ارتفاع معلوم کیا - پھر وہان ایک کھونٹی گاڑدی اور ایک لمبی رسّی اوسمین باندہکر ٹھیک شمالی کی سمت چلے - رسّی جہان ختم ہوگئی - وہان ایک دوسری کھونٹی گاڑدی - اور اوسمین ایک رسّی باندہکر پھر شمالی سمت کو چلے اور ایک جگہ ٹھہرکر رصد سے دیکھا تو قطب شمالی کا ارتفاع ایک درجہ بڑھ گیا تھا - اب جسقدر مسافت طے ہوئی تھی اوسکی مساحت کی تو ۶۶ میل اور دو ثلث میل ٹھہری - اس سے نتیجہ نکالا کہ آسمان کے ہر ایک درجہ کے مقابل زمین کی سطح ۶۶ میل اور دو ثلث میل ہے - پھر اوسی مقام سے ٹھیک جنوب کی طرف چلے - اور اوسیطرح رسیان باندہتے گئے یہان قطب شمالی کا ارتفاع لیا تو معلوم ہوا کہ ایک درجہ کم ہے اب اسطرح حساب لگایا کہ ایک درجہ کے مقابل - زمین کی جو مسافت ٹھہری تھی اوسکو تین سو ساٹھ مین ضرب دیا کیونکہ آسمان کے درجے اسیقدر قرار دیئے گئے ہین - اس حساب سے محیط زمین ۲۴ ہزار میل ٹھہرا[۵۷] -

دولت اسلامیہ مین اول جسنے رصد خانہ کی بنیاد ڈالی اور بیش بہا آلات رصدیہ مہیا کئے وہ یہی نامور خلیفہ مامون ہے - اس کام کے لئے اوسنے علاوہ اون لوگون کے جو دربار مین تھے تمام ممالک محروسہ سے ہیئت وہندسہ کے ماہرین فن طلب کئے سا اور ۲۱۴ھ

[۵۷] ابن خلکان - ترجمہ محمد بن موسےٰ - ۱۲

مین بمقام شماسیہ عظیم الشان رصدخانہ قایم کیا۔ جسکے مہتمم یحیےٰ ابن ابی المنصور راس المنجمین۔ خالدبن عبدالملک مرورودی۔ سندبن علی۔ عباس بن سعید جوہری اور چند ریاضی دان علما تھے۔ نہایت بیش بہا آلات رصدیہ طیار ہوئے۔ اور آفتاب کے میل کا مقدار۔ آوسکے مرکزون کا خروج۔ اوج کے مواضع۔ اور چند سیارات وثوابت کے حالات دریافت کیے گئے[۵۱]۔

مامون کے زمانہ تک جس زیچ پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ وہ محمد بن ابراہیم فزاری کی تالیف تھی۔ لیکن نئی تحقیقات کے بعد مامون کے ایک بڑے منجم ابوجعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے جو زیچ ترتیب دی۔ اوسکی شہرت مقبول نے اورون کا نام مٹادیا۔ یہ زیچ۔ دنیا کی تمام مستند زیچون سے ماخوذ تھی۔ اوساط تو ہندوستان کی زیچ کے مطابق رکھی تھے۔ تعدیلین فارس کی تحقیقات کے موافق تھین۔ اور میل شمس مین بطلیموس کی راے لی تھی۔ اسکے ساتھ ترتیب وتقریب کے متعلق خود دلپسند ایجادین کی تھین[۵۲]۔

مامون کے ایک دوسرے منجم حبش حاسب مروزی نے بھی تین زیچین طیار کین۔ مگر اونمین جو تحقیقات جدیدہ کے مطابق اور مامون کے نام سے منسوب ہے زیادہ مشہور ہوئی[۵۳]۔

---

۵۱ کشف الظنون۔ ذکر ارصد۔ ۱۲ ۵۲ دیکھو جامع القصص الہندیہ مطبوعہ فرانس مقام من ۱۸۳۸ء صفحہ ۱۱
۵۳ کشف الظنون ذکر زیچ حبش الحاسبۃ۔

ایشیائی حکومتون مین کسی چیز کی اشاعت کے لئے صرف یہ بات کافی ہے۔ کہ فرمانروائے وقت اوسکا قدردان ہو۔ لیکن مامون کے عہد مین چند اور باتین جمع ہوگئی تھین۔ اوسوقت تک مسلمانون مین عزم و ثبات کا عام مادّہ موجود تھا۔ اور ہر شخص کا دل جوش اور اُمنگ سے لبریز تھا۔ یہ سرگرم طبیعتین جسطرف رخ کرتی تھین۔ کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتی تھین۔ اوسکے ساتھ مامون کی پایہ شناسی اور فیاضیون نے اور بھی حوصلے بڑھا دیئے۔ اور چونکہ مامون خود نہایت محقق اور ماہر فن تھا۔ اور اوسکے دربار مین فروغ پانا کچھ آسان بات نہ تھی۔ ملک مین کمال کا عام رواج ہوگیا۔

سنہ ۲۰۴ھ مین جب وہ بغداد پہونچا تو قاضی یحییٰ بن اکثم کو حکم دیا کہ علما و فضلا مین سے بیس شخص انتخاب کئے جائین جو علمی مجلسون مین شریک ہوا کرین[۵۱]۔ فرامین بھیجکر ہر جگہ سے ادیب۔ فقیہ۔ شاعر۔ متکلم۔ حکیم۔ طلب کئے۔ اور معقول تنخواہین مقرر کین[۵۲]۔ اصمعی کو جو ایک اعجوبہ روزگار شخص تھا۔ اور لغات عرب مین قریباً ایک خُمس اوسیکی روایت ہے۔ بصرہ سے بلانا چاہا۔ مگر چونکہ اوسنے ضعف اور پیرانہ سالی کا عذر کیا۔ اسلئے حکم دیا کہ نحو۔ اور ادب۔ کے مشکل مسائل جو دربار کے علما حل نکر سکین۔ اصمعی کے پاس جواب کی غرض سے بھیجے جائین[۵۳]۔ شاہ یونان کو خط لکھا کہ "حکیم لیو کو اجازت دیجاوے کہ مجھکو یہان آکر فلسفہ پڑھا جائے۔ جسکے عوض

---

۵۱ نامۂ دانشوران ناصری صفحہ ۱۱ و ۱۲ ۵۲ مروج الذہب مسعودی۔ ذکر خلافۃ قاہر باللہ
۵۳ ابن خلکان ترجمہ اصمعی ۱۲

مین صلیح دائمی کا وعدہ - اور پانچ من سونا دینا منظور کرتا ہون[51]-

نحو کی تدوین

فرّا نحوی کو جو علم نحو کے ارکان مین شمار کیا گیا ہے - حکم دیا کہ نحو مین ایسی جامع کتاب لکھے جو تمام اصول کو حاوی اور اہل زبان کے محاورات اور طریق استعمال سے مستنبط ہو - اس غرض سے ایوان شاہی کا ایک کمرہ خالی کیا گیا - اور خدام - و ملازم مقرر ہوے - کہ فرّا کو کسی ضرورت کے لئے کچھ کہنا نہ پڑے - صرف نماز کے وقت آدمی اطلاع کرتا تھا - کہ "وقت ہوا" بہت سے کاتب اور ناقلین معین ہوے کہ جو کچھ فرا بتاتا جاے - لکھتے جائین - دو برس کی متصل محنت مین ایک نہایت بسیط کتاب طیار ہوئی - مامون نے حکم دیا کہ اوسکی بہت سی نقلین لکھوا کر کتب خانون مین بھیجی جائین - اس کتاب کا نام کتاب الحدود ہے - فرّا - نے اوسکے بعد کتاب المعانی لکچر کے طور پر لکھوائی - راوی کا بیان ہے - کہ جو شایقین فن اوسکے لکھنے کے لئے ہر روز فرّا کی خدمت مین حاضر رہتے تھے - مینے اون سب کا شمار کرنا چاہا تو نہ کر سکا - لیکن صرف قاضیون کو گنا تو اسّی تھے[52]-

فارسی شاعری

مامون کے عہد خلافت کی ایک بڑی یادگار یہ ہے کہ فارسی شاعری کی ابتدا اسی زمانہ مین ہوئی گو فارس مین اسلام سے پہلے سخنوری اوج کمال تک پہونچ چکی تھی - لیکن فتوحات عرب کے سیلاب مین وہ دفتر خدا جانے کہان بہہ گئے کہ آج بڑے بڑے

---

[51] چمبرس انسائکلوپیڈیا مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۳۴۷ جلد اول - [52] مرآۃ الجنان یافعی - و ابن خلکان ترجمہ فرا نحوی - ۱۲

وسیع النظر مصنف۔ تذکرون کے ہزارون ورق اولٹ کر بھی ایک قطعہ یا غزل کا پتہ نہین دیکھتے۔ فارسی لٹریچر پر خلافت مامون کا یہ ابدی احسان ہی کہ اس عہد مین اوسکی مردہ شاعری سے نے دوبارہ جنم لیا۔ مامون کی زبان مادری فارسی تھی۔ اوسکا ابتدائی زمانہ بھی خراسان مین لبسر ہوا۔ لیکن دربار مین صرف عرب کے شعرا تھے۔ جو جشن و خوشی کے موقعون پر فصیح و بلیغ قصائد لکھکر گرانبہا صلے حاصل کرتے تھے۔ اس بات سے نے عباس مروزی ایک ایرانی فاضل کو رشک کے ساتھ حوصلہ دلایا کہ ملک کی مردہ شاعری کو پھر زندہ کرے۔ مامون کی مدح مین اوسنے ایک قصیدہ[۵۱] لکھا جسکے چند شعر یہ ہین۔

ای رسانیدہ بدولت فرق خود بر فرقدین	گسترانیدہ بفضل وجود در عالم یدین
مر خلافت را تو شائستہ چو مردم دیدہ را	دین یزدان را تو بائستہ چو رخ را ہر دو عین
کس بدین منوال پیش از من چنین شعری نگفت	مر زبان پارسی را ہست با این نوع بین
لیک از ان گفتم من این مدحت ترا تا این لغت	گیرد از مدح و ثنای حضرت تو زیب و زین

حکومت کی تاثیر دیکھو۔ عربی الفاظ نے ہزارون برس کی خالص اور منجھی ہوئی زبان پر کسقدر جلد قبضہ کر لیا۔ کہ حب وطن مین ڈوبا ہوا شاعر۔ اپنے ملک کی زبان کو اوس سے آزاد کرنا چاہتا ہے۔ اور نہین کرسکتا۔

مامون کے عہد مین علم خط نے بھی جو ایشیا کا ایک بڑا جوہر ہے نہایت ترقی حاصل

[۵۱] دیکھو تذکرہ مجمع الفصحا۔ ذکر عباس مروزی۔ ۱۲

کی - اس سے پہلے بھی بہت سے خط ایجاد ہو چکے تھے - منصور و مہدی عباسی کے زمانہ مین اسحٰق بن حماد - مشہور خوشنولیس تھا - اوسکے شاگردون نے بارہ قسم کے خط ایجاد کئے تھے - لیکن اسوقت تک کسی نے اِس فن کے اصول و ضوابط نہین لکھے تھے - بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اوسوقت تک یہ فن کوئی علمی فن نہ تھا - سب سے پہلے مامون کے درباریون مین سے احول محرر نے اوسکے اصول و قاعدے منضبط کئے - مامون کے وزیر اعظم ذوالریاستین نے بھی ایک خط ایجاد کیا - جو اوسکی طرف منسوب ہو کر قلم الریاسی کے نام سے مشہور ہے -

مامون کا فضل و کمال - علمی مجلسین - اہل علم کی قدردانی

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ اوپر ہوئے - اِس وسیع مدت مین ایک تخت نشین بھی ایسا نہین گذرا جو فضل و کمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہو سکتا - افسوس ہے کہ سلطنت کے انتساب نے اوسکو خلفا و سلاطین کے پہلو مین جگہ دی - ورنہ - شاعری - ایام العرب - ادب - فقہ - فلسفہ - کونسی بزم ہے جہان فخر و شرف کے ساتھ اوسکا استقبال نہ کیا جاتا - قریباً پانچ برس کی عمر مین وہ مکتب مین بٹھایا گیا - علما جو اوسکی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے - ہر ایک یگانۂ وقت تھا - یزیدی جسکو تعلیم کے ساتھ اتالیقی کی خدمت بھی سپرد تھی - ایک مشہور مصنف ہے - خلیل بصری جو لغات عرب کا پہلا مدون ہے - اوسکا اوستاد تھا - لغت مین کتاب النوادر یزیدی ہی

کی تصنیف ہے۔ وہ سنہ ۲۰۲ھ تک زندہ رہا۔ اور ہمیشہ مامون اوسکی صحبت سے مستفید ہوتا رہتا تھا۔ مامون کا دوسرا اوستاد کسائی۔ نحو کے مجتہدین مین شمار کیا گیا ہے۔ **امام مالک** جو فن حدیث مین مامون کے اُستاد تھے۔ مشہور امام ہین۔ آج دنیا مین سُنّی مذہب کے لوگ قریباً ایک ربع اونہین کے مقلد اور پیروہین۔ مامون کے اساتذہ اور طالب العلمی کے حالات کو اس موقع پر ہم دوہرانا نہین چاہتیے۔ ناظرین کتاب کے حصۂ اوّل مین جہان یہ حالات پڑھ چکے ہین۔ اون صفحون کو ایکبار اور اوٹھا کر دیکھ لین۔ ذیل کی حکایتون سے جو نہایت صحیح اور مستند تاریخی شہادتون سے ثابت ہین۔ مامون کی جامعیت اور فضل وکمال کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ایک دن علما کا مجمع تھا۔ ہر فن کے اہل کمال دربار مین حاضر تھے۔ ایک عورت فریادی آئی کہ میرا بھائی چھسو اشرفیان چھوڑکر قضا کر گیا۔ مگر لوگون نے ترکہ مین مجھکو ایک ہی اشرفی دلوائی۔ **مامون** نے ذرا دیر دل ہی دل مین کچھ حساب لگایا۔ دیکھا تو سہام صحیح تھے۔ عورت سے کہا کہ ہان تجھکو اتنا ہی ملنا چاہیئے۔ اِس غیر متوقع جواب پر سب کو حیرت ہوئی۔ علما نے پوچھا "امیر المومنین کیونکر"۔ مامون نے کہا "متوفی کی دو بیٹیان ہونگی دو ثلث یعنی چار سو اشرفیان تو انکو ملین۔ مان بھی ہوگی جسکو سدس یعنی سو اشرفیان پہونچین۔ زوجہ کو ثمن یعنی ۷۵ ملا ہوگا۔ ۲۵ باقی رہے"۔ مامون نے عورت کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "سچ کہنا۔ تیرے بارہ بھائی ہین"۔ عورت نے تسلیم کیا کہ ہان۔ مامون نے کہا دو دو اونکو ملین ۲۴ ہوئین ایک باقی رہی وہ تیرا حق

فقہ وحدیث

سکتے ہے" [۵۱]

ایکبار ایک شخص مامون کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ محدث ہون اور اسی فن مین کل زندگی بسر کردی ہے۔ مامون نے کہا اس مسئلہ کے متعلق کتنی حدیثین یاد ہین وہ ایک بھی نہ بتا سکا۔ مامون نے بیسیون روایتین بیان کین۔ اور سندون کا ایک تار باندہ دیا کہ "اسباب مین ہشیم نے یہ کہا ہے۔ حجاج نے یہ روایت کی ہے۔ ایک دوسرے محدث کا یہ قول ہے" پھر اوس شخص سے ایک دوسرا مسئلہ پوچھا۔ وہ اب بھی عاجز رہا۔ مامون نے اوسیطرح حدیث کے متعدد طریقے بیان کئے۔ اور درباریون سے مخاطب ہو کر کہا کہ "لوگ تین دن حدیث پڑہکر بھول جاتے ہین کہ ہم بھی محدث ہین خیر تین درہم اوسکو دلاؤ۔" [۵۲]

(ادب)

ادب و شاعری مین وہ کمال بہم پہونچایا تھا کہ بڑے بڑے ماہرین فن اوسکی اوستادی کا اعتراف کرتے تھے۔ قدما اور شعراے جاہلیت کے علاوہ شعراے عصر کے مشہور قصاید اور قطعے اوسکو نوک زبان یاد تھے۔ اور اسباب مین اوسکی شہرت ضرب المثل کی حد تک پہونچگئی تھی۔ علامہ یزیدی نے ایکبار خلیفہ واثق کی تعریف کی کہ تمام خلفاے عباسیہ مین۔ واثق کے برابر کسی کو عرب کے اشعار نہین یاد تھے۔ لوگون نے نہایت متعجب ہو کر کہا۔ کیا مامون سے بھی زیادہ۔ یزیدی نے کہا۔ ہان۔ مامون نے ادب مین نجوم اور طب اور منطق کو بھی ملا دیا تھا۔ لیکن واثق نے ادب کے

---

۵۱ تاریخ الخلفاء سیوطی۔ ۵۲ تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۲

سوا اور کسی فن کی طرف توجہ ہی نہین کی"۔ مامون کو اس ذوق مین شان سلطنت کا بھی خیال نہ تھا خود اوسکی ہجو مین دعبل وغیرہ نے جو لکھا تھا۔ اوسکو حفظ یاد تھا۔ اور زبان کی شستگی کے لحاظ سے اوسکی تحسین کرتا تھا۔ خدا نے طبیعت ایسی موزون اور طباع عطا کی تھی کہ شعرا۔ اوسکی زود فہمی اور نکتہ سنجی پر حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔ ایک موقع پر جب عمارۃ بن عقیل نے سو شعرون کا ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا۔ تو ہر شعر پر مصرعہ ثانی کے شروع ہونے سے پہلے **مامون** بتا تا گیا کہ یہ قافیہ ہے اور اس پہلو سے بندھا ہوگا عمارہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ خدا گواہ ہے۔ ابتک اس قصیدہ کا ایک شعر بھی مینے ظاہر نہین کیا ہے۔ مامون نے کہا تمکو" معلوم ہوگا کہ جب عبداللہ بن عباس کے سامنے ایک شاعر نے اپنا لکھا ہوا قصیدہ پڑہا تو وہ برابر دوسرا مصرع پڑہتے گئے۔ مین اونھین کا فرزند ہون"[1] ایکبار اوسنے محمد بن زیاد اعرابی سے جو مشہور ادیب اور نسّاب تھا پوچھا کہ ہند کے اس مصرع مین نحن بنات طارق (ہم طارق کی بیٹیان ہین) طارق سے کون مراد ہے۔ محمد بن زیاد نے بہت خیال دوڑایا۔ مگر ہند کے خاندان مین **طارق** کسی کا نام نہ تھا۔ آخر عرض کیا حضور مین نہین بتا سکتا مامون نے کہا یہان "طارق" کے معنی ستارہ کے ہین جیسا کہ قرآن کی اس آیت مین ہے۔ والسماء والطارق شاعرہ نے فخریہ اپنی کو ستارہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ محمد نے عرض کیا کہ کوئی سند ارشاد ہو۔ **مامون** نے کہا مین خود مجتہد اللغۃ اور مجتہد (یعنی ہرون الرشید) کا فرزند ہون۔ یہ کہکر فخر کے

[1] تاریخ الخلفا سیوطی۔

جوش مین عنبر کا ایک غُلّہ جو ہاتھ مین لئے ہوے تھا۔ محمد کی طرف پھینکا۔ محمد نے اِس گرانبہا انعام کو جو پانچ ہزار درہم قیمت رکھتا تھا۔ بڑی خوشی سے قبول کیا اور رخصت ہوا۔[91]

مروان بن ابی حفصہ اِس زمانہ کا ایک مشہور شاعر تھا۔ ہرون الرشید نے اوسکو ایک قصیدہ پر اسپ خاصہ و خلعت اور پانچ ہزار دینار انعام مین دیئے تھے چونکہ مامون الرشید باپ سے بھی زیادہ فیاض اور پایہ شناس تھا۔

مروان نے اس امید پر کچھ مدحیہ اشعار لکھے اور مامون کو سنائے۔ لیکن اِس بات سے کہ مامون نے نہ کچھ داد دی۔ نہ اوسکے چہرے سے کچھ قبول کا اثر ظاہر ہوا۔ مروان کو سخت تعجب ہوا۔ دربار سے واپس آکر عمارۃ بن عقیل سے کہا "کیون تمھاری کیا راے ہے۔ مین تو خیال کرتا ہون کہ مامون کو سخن فہمی کا مطلق مادّہ نہین ہے"۔ (عمارۃ) این!! مامون سے زیادہ اور کون نکتہ سنج ہوسکتا ہے۔ (مروان) مگر مینے تو اوسکے سامنے یہ لاجواب شعر پڑھا اور اوسکو ذرا جنبش نہ ہوئی۔

اضحی امام الھدی المامون مشتغلا	بالدین والناس بالدّنیا مشاغیل

ترجمہ لوگ دنیا کے کاروبار مین پھنسے ہین۔ لیکن امام۔ رہنما۔ مامون دین مین مشغول ہے (عمارہ) سبحان اللہ اس شعر کی بھی آپ داد چاہتے ہین۔ مامون نہ ہوا کوئی بڑھیا ہوئی کہ محراب مین بیٹھی تسبیح پھرا رہی ہے۔ اگر مامون (جو بار سلطنت کا حامل ہے) دنیا کا کفیل نہ ہوگا تو اور کون ہوگا۔ (مروان) اب مین سمجھا کہ میری ہی خطا تھی۔[92] مامون کی

[91] تاریخ الخلفاء سیوطی۔ [92] تاریخ الخلفاء سیوطی۔

خوش بیانی اور برجستہ گوئی کا عموماً لوگ اعتراف کرتے تھے ثمامتہ بن اشرس کا قول ہے کہ "مینے جعفر برمکی اور مامون سے زیادہ فصیح اور بلیغ کسیکو نہین دیکھا" مامون کے خطبے اب بھی موجود ہین۔ جنکے ہر فقرے سے شستہ بیانی اور زور طبیعت کی شہادت ملتی ہے۔ اگرچہ اوسوقت خطبون کا وہ زور شور نہین رہا تھا۔ جیسا جاہلیت یا آغاز اسلام مین تھا۔ اور خصوصاً پولٹیکل موقع پر تو اوسکی صدا بالکل ناپید ہوگئی تھی۔ تاہم جمعہ اور عیدین مین ابتک فصحا اپنی تیغ زبان کا جوہر دکھاتے تھے۔ لیکن آج کل کیطرح لکھکر آموختہ نہین سناتے تھے۔ بلکہ جو کچھ کہتے تھے زبانی اور برمحل کہتے تھے۔ اس قسم کے خطبے جو مامون نے مختلف وقتون مین پڑھے کتاب العقد لابن عبد ربہ مین بالفاظہا مذکور ہین۔ مگر افسوس ہے کہ اونکا نقل کرنا یہان موزون نہوگا ناظرین مین سے عربی دان کم ہین۔ اور ترجمہ کیاجاے تو وہ بات نہین رہتی۔ سخنوری کے لحاظ سے مامون ایک بلند رتبہ شاعر تھا۔ اوسکے چند شعر جنکی نازک خیالی اور مضامین کی خوبی کا اندازہ کسیقدر ترجمہ سے بھی ہوسکتا ہے ہم اس موقع پر نقل کرتے ہین۔[۱]

مامون کی فصاحت و بلاغت

شاعری

لسانی کتوم لاسرارکم	میری زبان تمھارے رازون کو چھپاتی ہے۔
ودمعی نموم لسری مذیع	لیکن آنسو۔ غماز ہین اور میرے راز کو فاش کردیتے ہین
فلولا دموعی کتمت الھوی	اگر آنسو نہوتے تو مین عشق کو چھپا سکتا۔

[۱] یہ اشعار۔ فوات الوفیات۔ وتاریخ الخلفاء۔ وکامل بن الاثیر وعقد الفرید۔ سے جمع کیے گئے ہین۔ ۱۲

لا الهوى لم يكن لے دموع	اور اگر عشق نہ ہوتا تو آنسو ہی کیون ہوتے۔
مامون والملك لهمام	مین **مامون** ہون اور عظیم الشان بادشاہ ہون۔
ی بحبك مستهام	لیکن تیرے عشق مین گشتہ ہون۔
ی ان اموت علیك وجدا	کیا تجھکو یہ پسند ہے کہ مین تیرے عشق مین مرجاؤن۔
الناس لیس لهم امام	اور دنیا۔ بے امام کے رہجائے۔
تك مرتادا فقرت بنظرة	مینے تجھکو محبوب کی تلاش مین بھیجا۔ تو اوسکے دیدار سے کامیاب ہو
فلتنی حتی اسات الظنا	اور مجھے بھول گیا جس سے مجھکو تیری نسبت بدگمانی ہوئی۔
جیت مزاهوی وکنت مباعدا	میرے محبوب سے تو نے سرگوشی کی۔ اور مین دور تھا۔
یت شعری عن دنوك ما اغنی	ہاے تیرا قرب (محبوب سے) میرے کس کام آیا۔
یتنی کنت الرسول وکنتنی	کاش مین ہی قاصد ہوتا۔ اور تو۔ بجاے میرے ہوتا۔
ت للذی تقضی وکنت الذی ادنی	بس تو محبوب سے دور رہتا اور مین قریب ہوتا۔
ی اثر امنه بعینك بینا	مین تیری آنکھون مین علانیہ محبوب کا اثر دیکھتا ہون۔
لخذت عیناك من عینه حسنا	بے شبہ تیری آنکھون نے اوسکی آنکھون سے حسن لے لیا ہے۔

مد پر رشک کرنا شعرا کا ایک وسیع مضمون ہی ہے۔ اور بہت سے نازک خیالون نے سکے مختلف پہلو نکالے ہین۔ عرفی نے قاصد سے گذر کر خود پیغام پر رشک کیا ہے۔ اوسکا شعر ہے۔ **شعر**

وی او نفرستم پیام ازان ترسم	کہ بر حکایت من مطلع شود پیغام

مگر نکتہ سنج سمجھ سکتا ہے کہ مامون نے اِس مضمون کو کس کس طرح پلٹا ہی- اور ہر بندش مین جدت کے ساتھ بات مین بات نکالی ہے۔

ہمہ دانی

ایکبار عید کے دن **مامون** کے خوان کرم پر بہت سے معزز مہمان جمع تھے تین سو سے زاید مختلف اقسام کے کھانے دسترخوان پر چنے گئے۔ مامون ہر ایک کا خاصہ اور اثر بتاتا جاتا تھا کہ "بلغمی مزاج کو یہ مفید ہے- سوداوی کو وہ نافع ہے- جسکو صفرا کا زور ہو- وہ اِس خاص قسم سے پرہیز کرے- جو ثقیل غذا کا عادی ہو- وہ یہ کہائے" مامون کی ہمہ دانی پر تمام حاضرین محو حیرت تھے- قاضی یحیی بن اکثم سے نہ رہا گیا- بیساختہ بول اوٹھے کہ "امیر المومنین آپ کی کس کس بات کی تعریف کیجائے طب کا ذکر ہو تو آپ جالینوس وقت ہین- نجوم کی بات چھڑے تو ہرمس- فقہ کی بحث ہو تو علی مرتضی- سخاوت مین حاتم- راست بیانی مین ابوذر- وفا مین سموءل" اِس سچی خوشامد سے مامون بھی پھڑک اوٹھا- اور کہا کہ "ہان آدمی کو جو شرف ہے عقل سے ہے ورنہ خون اور گوشت مین کیا خوبی رکھی ہے"۔

مامون کے حکیمانہ اقوال

مامون کے بعض دل آویز اقوال کا اِس موقع پر نقل کرنا موزون ہوگا جنسے اوسکے لطیف اور اعلی و فیاضانہ خیالات کا اندازہ ہوتا ہے- اوسکا قول تھا کہ "شریف وہی جو بڑون کو دبائے اور چھوٹون سے خود دبے" "عقلون کی لڑائی دیکھنے سے- دنیا مین کوئی تماشا عمدہ نہین" "دلیل سے غالب ہونا- مین بہ نسبت- زور سے غالب ہونے کے زیادہ پسند کرتا ہون" "آدمی تین قسم کے ہین- بعض ایسے ہین- جنکی ہر وقت ضرورت

ہے۔ بعض بمنزلہ دوا کے ہین۔ کہ خاص وقتون مین اونکی ضرورت پڑتی ہے اوربعض تو ایسے ہین کہ بیماری کی طرح۔ کسی حال مین پسندیدہ نہین"۔ بادشاہ کو لجاجت نہایت نازیباہے اوراوس سے زیادہ یہ نازیبا ہے کہ قاضی۔ فریقین کی تسکین نکر سکے اور گھبرا جائے۔ اوران سب سے زیادہ ناموزون۔ بوڑھون کی ظرافت۔ جوانون کی کاہلی سپاہی کی بُزدلی ہے"۔ "سب سے عمدہ مجلس وہ ہے۔ جسمین لوگون کے حالات سے واقفیت ہو"۔

لطیفہ۔ مامون شطرنج کا بڑا شایق تھا۔ مگر اچھی نہین کھیلتا تھا۔ اکثر کہا کرتا تھا کہ "عرصۂ عالم کا بندوبست کرتا ہون مگر دو بالشت کا انتظام نہین کرسکتا"۔

مناظرہ اورعلمی مجلسین

مامون کا ایک مشہور مناظرہ جسمین اوسکا یہ دعوی تھا کہ تمام صحابہ مین حضرت علیؑ افضل تر ہین۔ بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحیی بن اکثم اورچالیس بڑے بڑے فقیہ اس دعوی کے مخالف تھے۔ ادہر مامون تنہا۔ سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت۔ حاکمی اورمحکومی کا پردہ اوٹھا دیا گیا تھا۔ اور ہر شخص کو گفتگو مین پوری آزادی حاصل تھی۔ صبح سے قریباً دوپہر تک دونون فریق نے داد سخن دی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔ یہ پورا مناظرہ کتاب العقدین مذکور ہے اورحق یہ ہو کہ وہ مامون کی وسعت نظر۔ جودت ذہن۔ کثرت معلومات۔ حسن بیان زور تقریر۔ کا ایک حیرت انگیز مرقع ہے۔

یون تو **مامون** کی عام مجلسین بھی علمی تذکرون سے خالی نہین ہوتی تھین۔

لیکن شنبہ کا دن مناظرہ کا مخصوص دن تھا جسکا طریقہ یہ تھا۔ کہ صبح کچھ دن چڑھے ہر مذہب وملت کے علما۔ اور ماہرین فن۔ دربار مین حاضر ہوے ایک پر تکلف ایوان پہلے سے مرتب رہتا تھا۔ سب لوگ نہایت بے تکلفی سے وہان بیٹھ گئے۔ خادم نے ہر شخص کے سامنے آکر عرض کیا کہ بے تکلفی سے تشریف رکھیئے۔ اور چاہیئے تو پاؤن سے موزے بھی اوتار ڈالیے۔ پھر دستر خوان جو مختلف اقسام کے اطعمہ واشربہ سے مزین ہوتا تھا۔ بچھایا گیا کھانے سے فارغ ہوکر سب نے وضو کیا۔ عود و لوبان کی انگیٹھیان آئین۔ کپڑے بسائے۔ خوشبو ملی۔ خوب مطیب و معطر ہوکر دار المناظرہ مین حاضر ہوے۔ اور مامون کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ مامون خود ایک فریق بنتا تھا۔ لیکن اِس آزادی سے گفتگوئین ہوتی تھین۔ کہ گویا کسی شخص کو یہ معلوم ہی نہین کہ مجلس مین خلیفۂ وقت بھی موجود ہے دوپہر تک یہ انجمن قایم رہتی تھی۔ زوال آفتاب کے بعد خاصہ حاضر ہوتا تھا اور لوگ کھا پی کر رخصت ہوتے تھے[۵۱] اِن مجلسون مین بعض وقت اہل مناظرہ اعتدال کی حد سے تجاوز کر جاتے تھے۔ مگر مامون بڑے حلم و متانت سے برداشت کرتا تھا ایکبار محمد صوفی و علی بن الھشیم بحث کے دو فریق تھے۔ گفتگو جسقدر بڑھی بدمزہ ہوتے گئے۔ یہانتک کہ محمد صوفی نے علی کو سخت کہدیا۔ علی نے برافروختہ ہوکر کہا "اُسوقت تم کسی دوسرے کی زبان سے بول رہے ہو۔ ورنہ اس مجلس سے باہر تم ایک کہتے تو دو سنتے" اس بیباکانہ

[۵۱] مروج الذہب مسعودی۔ خلافۃ المامون۔

گستاخی سے دفعتاً مامون کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ تاہم اوسنے ضبط کیا۔ اور ادھکر زنا نہ مین چلا گیا۔ کہ بات کو ٹال جائے جب غصّہ فرو ہوا تو پھر دربار مین آیا۔[۵۱]

ایک دن ایک ثنوی المذہب[۵۲] سے نہایت لطیف بحث ہوئی۔ مامون نے اوس سے پوچھا کہ انسان بُرا کام کرنے کے بعد کبھی شرمندہ بھی ہو سکتا ہے۔ (ثنوی) ہان کیون نہین۔ (مامون) گناہ پر نادم ہونا اچھا ہے یا بُرا۔ (ثنوی) اچھا ہے۔ (مامون) جو شخص نادم ہوا گناہ اوس سے سرزد ہوا تھا۔ یا کسی دوسرے شخص سے (ثنوی) اوسی سے۔ (مامون) بس تو ایک ہی شخص سے گناہ بھی ہوا۔ اور ثواب بھی (ثنوی) گھبرا کر۔ نہین مین یہ کہونگا۔ کہ جو نادم ہوا اوسنے گناہ نہین کیا تھا (مامون) تو اوسکو اپنے گناہ پر ندامت ہے یا دوسرے کے۔ ثنوی آخر لاجواب ہو کر ساکت ہو گیا۔[۵۳]

ایک اور دن مجلس **مناظرہ** قایم تھی۔ چوبدار نے اطلاع کی کہ ایک اجنبی شخص دروازہ پر کھڑا ہے۔ اور حضور سے بحث کرنے کی اجازت چاہتا ہے مامون نے حکم دیا کہ "بلالو" آیا تو اس ہیئت سے آیا کہ جوتیان ہاتھ مین اور پائینچے چڑھے ہوئے۔ صف نعال مین کھڑا ہوا اور وہین سے چلا کر کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" مامون نے سلام کا جواب دیا اور اجازت دی کہ قریب آکر بیٹھے۔ مامون سے اوسنے پوچھا کہ خلافت آپنے بزور حاصل کی ہے یا دنیا کے تمام مسلمانون نے۔ اتفاق راے سے آپکو منتخب کیا ہے" مامون نے کہا" نہ زور سے نہ اتفاق سے۔ بات یہ ہے کہ مجھسے پہلے جماعت اسلام

---

[۵۱] آغانی۔ جزو ۸ صفحہ ۳۶۔ مطبوعہ مصر ۱۲۸۵ھ [۵۲] ایک فرقہ ہے جو نیکی اور بدی کا جدا جدا خالق مانتا ہے۔ [۵۳] عقد الفرید۔ ۱۲

پر جو حکمران تھا۔ اور عامہ مسلمانان جبراً یا طوعاً اوسکے حلقہ بگوش طاعت تھے۔
اوسنے میری ولیعہدی کے لئے عام بیعت لی اور اوسوقت جو لوگ اسلامی طاقت کے
ارکان مانے جاتے تھے سب نے معاہدۂ بیعت پر دستخط کئے۔ اوسکے انتقال کے
بعد مینے خیال کیا۔ کہ جبپر دنیا کے تمام مسلمانون کا اتفاق ہو وہ تخت نشین ہو۔ لیکن
ایسا شخص نہ ملسکا۔ ادہر ملک کے نظم ونسق کے لئے ایک فوری انتظام کی ضرورت تھی
ورنہ امن و امان مین خلل آتا۔ اور عظمت اسلامی کے تمام اجزا متفرق ہوجاتے مجبورانہ
سردست مینے یہ بار اپنے سر لیا۔ اور منتظر بیٹھا ہون کہ جب دنیا کے تمام مسلمان اتفاق
راے سے ایک شخص کو انتخاب کرلین۔ تو مین عنان حکومت اوسکے ہاتھ مین دیکر الگ
ہوجاؤن۔ مین تمکو اپنا وکیل کرتا ہون ایسا موقع ہو تو فوراً مجھکو خبر کرنا۔[۵۷]

ایکدن مامون نے یحییٰ بن اکثم سے جو قاضی القضاۃ تھے۔ کہا کہ میری خواہش
ہے کہ آج محدثانہ حدیث کی روایت کرون۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضور سے زیادہ
کسکو یہ حق حاصل ہے۔ معمول کے موافق ممبر رکھا گیا اور مامون نے ممبر پر بیٹھکر بڑی
قابلیت کے ساتھ درس دیا۔ قریباً تیس حدیثین تحقیق و تنقید کے ساتھ روایت کین
لیکن حاضرین کے رخ سے اوسنے جان لیا کہ لوگ محظوظ نہین ہوئے۔ ممبر
پر سے اوترا تو قاضی یحییٰ سے کہا کہ سچ یہ ہے کہ "تم لوگون کو کچھ مزہ نہ آیا حقیقت
مین اس منصب کے وہی لوگ مستحق ہین۔ جو اس ذوق مین تن بدن کا خیال نہین رکھتے

۵۷ مروج الذہب مسعودی۔ خلافۃ المامون۔

اور ممبر پر بھی بیٹھتے ہین تو اونکے کپڑے بوسیدہ ہوتے ہین[۵۱]" مامون کی راست پسندی کا - اکبر شاہ کی خودرائی اور جہل مرکب سے مقابلہ کیا جاے تو ایک عجیب حیرت انگیز تفاوت معلوم ہوتا ہے -

ایک دن دربار مین ایک شخص جسنے نبوت کا دعویٰ کیا تھا - حاضر کیا گیا - حسب معمول بہت سے منجم اور ہیئت دان علما بھی حاضر تھے - مگر کسی کو اوسکے ادعاے نبوت کا حال معلوم نہ تھا - مامون نے ستارہ شناسون کو حکم دیا کہ زائچہ دیکھکر بتائین کہ یہ شخص سچا ہے یا جھوٹا - سب نے صحن مین جاکر طالع کو دیکھا تو یہ صورت تھی - کہ شمس و قمر ایک دقیقہ مین تھے - مشتری سنبلہ مین تھا - اور اوسکی طرف ناظر تھا - زہرہ و عطارد عقرب مین تھے - اور عقرب کیطرف ناظر تھے - اس بنا پر سب نے حکم لگایا کہ مدعی نے جو دعویٰ کیا ہے صحیح ہوگا - لیکن یحییٰ ابن منصور نے اِن لوگونکی راے سے اختلاف کیا اور کہا کہ مشتری ہبوط مین ہے اور جس برج مین ہی - اوس سے کارہ ہے - اس بات نے طالع کی سعادت بالکل زائل کردی ہے - دونون فریق قیاسات لگا چکے تو مامون نے کہا " یہ بھی جانتے ہو کہ اِس شخص نے کس بات کا دعویٰ کیا ہے - یہ نبوت کا مدعی ہے" - حاضرین دربار یہ سنکر اوس سے معجزہ کے طالب ہوئے - اوسنے ایک انگوٹھی پیش کی کہ میرے سوا جو اوسکو پہن لیگا - بے اختیار ہنسا شروع کرے گا - اور جب تک اوتار نہ ڈالے یہی حالت رہیگی - لیکن اگر مین پہن لون تو کچھ اثر نہ ہوگا - اسیطرح اوسنے ایک قلم دکھایا جس سے

---

۵۱ تاریخ الخلفاء سیوطی -

صرف وہ اکہہ سکتا تھا - اور دوسرا شخص اوس سے لکہنا چاہتا تھا تو مطلق نہین چلتا تہا - تجربے سے دونون باتین صحیح نکلین - مامون نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی نادر اور علمی شعبدہ ہی - اور اگر نبوت کے ادعاے باطل سے وہ باز آئے تو کام کا آدمی ہوگا - مامون نے اوسکو اپنا ندیم بنا لیا - اور اسقدر اتمالت اور مراعات کی کہ آخر اوسنے اپنا راز بتا دیا - اور انگوٹھی اور قلم مین جو صنعت تھی وہ ظاہر کر دی -

مامون نے ہزار دینار انعام مین دیئے اور مقربین مین داخل کر لیا[۹۱] - یہ شخص ریاضی اور ہیئت کا بڑا عالم تھا - طلسم الخنافس اوسی کی ایجاد ہے جو **بغداد** کے اکثر گھرون مین موجود تھا -

ایکبار نضر بن شمیل المتوفی ۲۰۳ھ ہجری جو خلیل بصری کے شاگرد اور حدیث فقہ نحو - غریب - شعر - ایام العرب - مین اوستاد وقت تھے - مامون کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور چونکہ مامون کی سادہ مزاجی اور بے تکلفی سے واقف تھے - کپڑے تک نہین بدلے - اور وہی مدت کا بوسیدہ قمیص وعبا زیب بدن کئے ہوئے ایوان شاہی مین چلے آئے (مامون) کیون - نضر - امیرالمومنین - سے اس لباس مین ملنے آئے ہو - (نضر) مرو کی سخت گرمی کی انہین کپڑون سے حفاظت ہوتی ہے (مامون) یہ تو بہانے ہین - اصل یہ ہے کہ تم کفایت شعاری پر مرتے ہو" - اسکے بعد علم حدیث کا تذکرہ شروع ہوا -

مامون نے اپنی سند سے ایک حدیث روایت کی مگر "سداد" کے لفظ کو جو اس

۹۱ مختصر الدول - حکایات نے خود مامون -

حدیث مین تھا فتحہ سے پڑھ گیا۔ نضر نے اس غلطی پر اوسکو متنبہ کرنا چاہا۔ تو اوسی حدیث کو اپنی روایت سے بیان کیا۔ اور سِداد کو کسر پڑھا۔ مامون تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ دفعتاً سنبھل بیٹھا۔ اور کہا "کیون کیا سَداد بفتح غلط ہے"۔ (نضر) ہان ہشیم آپکے اوستاد نے آپ کو غلط بتایا۔ (مامون) کیا دونون کے معنی مختلف ہین۔ (نضر) سَداد بالفتح کے معنی راست روی کے ہین۔ سِداد بالکسر اوسکو کہتے ہین جس سے کوئی چیز روکی جائے۔ (مامون) کوئی سند بتا سکتے ہو۔ (نضر) عرجی کا یہ شعر موجود ہے۔

اضاعونی وای فتے اضاعو	لیوم کریھۃ وسداد ثغر

مامون نے سر نیچے کرلیا اور کہا کہ "خدا اوسکا بُرا کرے جسکو فن ادب نہین آتا۔ پھر نضر سے مختلف مضامین کے اشعار سُنے اور رخصت ہونے کے وقت وزیر اعظم **فضل** بن سہل کو رقعہ لکھدیا کہ پچاس ہزار درہم نضر کو عطا کیے جائین۔ نضر یہ رقعہ خود لیکر فضل کے پاس گئے۔ فضل نے رقعہ پڑھکر کہا تمنے امیرالمومنین کی غلطی ثابت کی۔ نضر نے کہا نہین غلطی تو ہشیم نے کی۔ امیر المومنین پر کیا الزام ہے۔ فضل نے پچاس ہزار پر تیس ہزار اور اپنی طرف سے مزید کیے اسطرح ایک غلطی بتانے کے صلہ مین نضر نے اسّی ہزار درہم حاصل کیے۔[۵۱] **کلثوم** عتابی۔ جسکو اپنے علم و فضل پر بڑا ناز تھا۔ اور سچا بھی تھا۔ مامون کی پایہ شناسی کا شہرہ سُنکر بغداد پہونچا۔ اور دربار مین

---

۵۱ تاریخ الخلفاء سیوطی ۔ ۱۲

حاضر ہوا۔ مامون نے مزاج پرسی کی اور حالات پوچھے۔ کلثوم نے اس فصاحت اور برجستگی سے گفتگو کی۔ کہ مامون بھی حیرت مین رہگیا۔ اور حکم دیا کہ ہزار دینار اوسکے سامنے لاکر رکھدین۔ لیکن چونکہ حاضر جوابی اور نکتہ سنجی کا امتحان ہنوز باقی تھا۔ مامون نے اسحٰق موصلی کی طرف اشارہ کیا۔ کہ کلثوم کو اس فن مین آزمائے۔ اسحٰق نے سامنے آکر مناظرانہ گفتگو شروع کی۔ اور اعتراضات کا تار باندہ دیا۔ کلثوم بالکل حیرت زدہ ہوگیا کہ اس بلا کا ذہین کون شخص ہوسکتا ہے۔ دربار کے قاعدے کے موافق پہلے اوسنے مامون سے اجازت طلب کی۔ پھر اسحٰق کی طرف متوجہ ہوا۔ کہ "آپکا نام ونسب کیا ہے"۔ (اسحٰق) نسباً آدمی ہون اور میرا نام کل ببصل ہے۔ (کلثوم) نسب تو خیر ظاہر ہے مگر نام نئے ڈھنگ کا ہے (اسحٰق) "کل ببصل"۔ "کلثوم" سے تو زیادہ تعجب انگیز نہین ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ لسن سے پیاز بہر حال اچھی ہے[۵۱]۔ اس لطیفہ پر کلثوم بھی پھڑک گیا۔ اور مامون سے درخواست کی کہ ہزار دینار جو مجھکو انعام مین عطا ہوے۔ اسی کو دلوا دیئے جائین۔ مگر مامون نے کلثوم کا انعام مضاعف کردیا۔ اور حکم دیا کہ اسحٰق کو بھی اوسیقدر صلہ عطا کیا جائے[۵۲]۔

مامون کا دربار اگرچہ نامور شعرا سے معمور تھا۔ جو وقتاً فوقتاً قصیدے اور قطعے لکھکر گرانبہا صلے حاصل کرتے تھے۔ لیکن عام ایشیائی فرمانرواؤن کی طرح وہ اپنی مدح کی دلاویز صداؤن سے جی خوش کرنا نہین چاہتا تھا۔ بلکہ اس فیاضی سے اوسکو

---

[۵۱] عربی مین لسن کو ثوم اور پیاز کو بصل کہتے ہین۔ [۵۲] مروج الذہب مسعودی۔ خلافۃ المامون۔

زیادہ تر علم وادب کی ترقی مقصود تھی۔ تشبیب اور عام مضامین کے متعلق جو اشعار ہوتے تھے اونکو نہایت ذوق سے سنتا تھا لیکن خاص مدحیہ اشعار دو تین سے زیادہ سننا پسند نہین کرتا تھا۔ اور یہ کہکر شاعر کو روک دیتا تھا کہ "بس میری قدر افزائی کے لئے اتنا کافی ہے"[۱]۔

اہل علم کے ساتھ مامون کی معاشرت بالکل دوستانہ تھی۔ اہل کمال کا عموماً وہ نہایت ادب کرتا تھا۔ اور اوسکی شاہانہ فیاضیان ان لوگون کے لئے بالکل بے روک تھین۔ علامہ **واقدی** نے جو فن سیر کے امام ہین۔ ایکبار مامون کو خط لکھا جسمین ناداری کی شکایت اور لوگون کا جسقدر قرضہ چڑھ گیا تھا اوسکی تعداد لکھی تھی۔ مامون نے جواب مین یہ الفاظ لکھے "آپ مین دو عادتین ہین۔ حیا۔ وسخاوت۔ سخاوت نے آپکے ہاتھ کھولدیے ہین کہ جو کچھ تھا آپنے سب اوڑا دیا۔ حیا کا یہ اثر ہے کہ آپنے اپنی پوری حاجت نہین ظاہر کی۔ مینے حکم دیدیا ہے۔ تعداد مطلوبہ کا مضاعف آپکی خدمت مین پہونچ جائیگا۔ اگر آپ کی اصلی ضرورت کے لئے یہ تعداد پوری نہ اوترے تو خود آپ کی کوتہ قلمی کا قصور ہے۔ اور اگر کافی ہوجائے تو آیندہ بھی آپ جسقدر چاہین فراخ دستی سے صرف کرین۔ خدا کے خزانے مین کچھ کمی نہین ہے۔ آپنے خود مجھسے حدیث روایت کی تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا تھا۔ کہ رزق کی کنجیان عرش پر ہین۔ خدا بندون کے لئے اونکے خرچ کے موافق رزق

[۱] اغانی۔ ترجمۂ اولاد ابو محمد یزیدی۔

دیتا ہے۔ زیادہ ہو تو زیادہ اور کم ہو تو کم" علامہ واقدی کو یہ حدیث یاد نہین رہی تھی وہ صلہ سے زیادہ اِس بات پر خوش ہوئے کہ مامون کے یاد دلانے سے انکو ایک بھولی ہوئی حدیث یاد آگئی۔[1]

مامون کے دو فرزند فرّا نحوی سے تعلیم پاتے تھے ایکبار وہ کسی کام کے لئے مسند درس سے اٹھا۔ دونون شہزادے دوڑے کہ جوتیان سیدھی کر کے آگے رکھدین۔ مگر چونکہ دونون ساتھ ہو پہنچے اسپر نزاع ہوئی کہ اس شرف کے ساتھ اختصاص کسکو ہو۔ آخر دونون نے باہم فیصلہ کر لیا اور ہر ایک نے ایک جوتی سامنے لا رکھی۔ مامون نے ایک ایک چیز پر پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے۔ فوراً اطلاع ہوئی۔ اور فرّا طلب کیا گیا مامون نے اوس سے مخاطب ہو کر کہا۔ آج دنیا مین سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ (فرّا) امیر المومنین سے زیادہ معزز کون ہو سکتا ہے (مامون) وہ جسکی جوتیان سیدھی کرنے پر امیر المومنین کے لخت جگر بھی آپسمین جھگڑا کرین۔ (فرّا) مینے خود شہزادون کو روکنا چاہا تھا۔ مگر پھر خیال ہوا کہ انکو اس شرف سے کیون باز رکھون۔ عبد اللہ بن عباس نے بھی حسین علیہ السلام کی رکاب تھامی تھی۔ اور جب حاضرین مین کسی نے اعتراض کیا کہ آپ تو عمر مین ان سے بہت بڑے ہین تو اونہون نے ڈانٹا کہ "اے جاہل چپ رہ تو انکی قدر کیا جان سکتا ہے"۔ (مامون) اگر تم اونکو روکتے تو مین تمسے نہایت آزردہ ہوتا اس بات نے انکی

[1] ترجمہ واقدی۔ ابن خلکان ۱۲

عزت کچھ کم نہین کی۔ بلکہ اصالت کے جوہر دکھائے۔ بادشاہ۔ باپ۔ اوستاد کی اطاعت۔ ذلت مین داخل نہین ہے"۔ یہ کہکر لڑکون کو سعادتمندی۔ اور فرا کو حسن تعلیم کی صلہ مین دس دس ہزار درہم عطا کئے۔[1]

مامون کے۔ عام اخلاق وعادات شاہانہ شان وشوکت عیش وطرب کے جلسے

مامون کی نسبت مورخین کے متفقہ الفاظ یہ ہین۔ تمام خلفاء بنی العباس مین کوئی تخت نشین دانائی۔ عزم۔ بردباری۔ علم۔ رائے۔ تدبیر۔ ہیبت۔ شجاعت۔ عالی حوصلگی۔ فیاضی۔ مین اوس سے افضل نہین گذرا۔ مامون کا یہ ادعا کچھ بیجا نہین تھا کہ "معاویہ کو عمرو بن عاص کا بل تھا۔ عبد الملک کو حجاج کا۔ اور مجھکو خود اپنا"۔ ہرون الرشید اکثر کہا کرتا تھا کہ "مین مامون۔ مین منصور کا حزم۔ مہدی کی خدا پرستی ہادی کی شان وشوکت۔ پاتا ہون"۔ ان باتون پر اگر اوسکے عفو وانکسار۔ بےتکلفی۔ سادہ مزاجی کی صفتین بڑھائی جائین۔ تو افضلیت کا دائرہ جسکو مورخین نے بنی العباس تک محدود کیا تھا۔ تمام سلاطین اسلام کو محیط ہوجاتا ہے۔

مامون کا قول تھا کہ مجھکو "عفو مین ایسا مزہ آتا ہے۔ کہ اوسپر ثواب ملنے کی توقع نہین" عبد اللہ بن طاہر کا بیان ہے کہ ایک بار مامون کی خدمت مین مین حاضر تھا۔ اوسنے

[1] ابن خلکان۔ ترجمہ فراء نحوی۔

حلم و تواضع

غلام کو آواز دی - مگر صداے برنخاست - پھر پکارا تو ایک غلام ترکی حاضر ہوا - اور آتے ہی بڑبڑانے لگا - کہ "کیا غلام کھاتے پیتے نہین جب ذرا کسی کام سے باہر گئے تو آپ "یا غلام یا غلام" چلانے لگتے ہین آخر یا غلام کی کوئی حد بھی ہے" - مامون نے سر جھکا لیا - اور دیر تک سر بگریبان رہا - مینے سمجھا کہ بس اب غلام کی خیر نہین - مامون میری طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ "نیک مزاجی مین یہ بڑی آفت ہے - کہ نوکر اور غلام شریر اور بدخو ہو جاتے ہین - مگر یہ تو نہین ہو سکتا کہ اونکے نیکخو کرنے کے لیے مین بدمزاج بنون[۵۱]"

ایک دن دجلہ کے کنارے بیٹھا تھا - ارکان دولت دست بستہ کھڑے تھے - سامنے پردہ پڑا ہوا تھا ایک ملاح یہ کہتا ہوا جاتا تھا کہ "مامون جسنے اپنے بھائی کو قتل کر دیا کیا ہماری آنکھ مین عزت حاصل کر سکتا ہے" مامون یہ سنکر مسکرا دیا - اور ارکان دولت کی طرف مخاطب ہو کر کہا "کیون صاحبو آپ ایسی بھی کوئی تدبیر بتا سکتے ہین - کہ مین اس جلیل القدر آدمی کی نظرون مین موقر ہو سکون[۵۲] - "

ناظرین کو غالباً اس بات سے تعجب ہوگا کہ اس غیر معتدل رحم پر جو بظاہر شان خلافت کے شایان نہ تھا - مامون کو ناز تھا - وہ فخر سے کہتا تھا - کہ "خواص وخدام اکثر اپنے جلسون مین بیٹھکر مجھکو گالیان دیتے ہین - اور مین خود اپنے کانون سے سنکر دانستہ اغماض کرتا ہون[۵۳]"

---

۵۱ مستطرف فی کل فن مستظرف ۵۲ تاریخ الخلفاء سیوطی ۵۳ تاریخ الخلفاء سیوطی - ۱۲

حسین بن ضحاک ایک شاعر نے جو امین کا ندیم تھا۔ امین کے قتل کا نہایت جانگداز مرثیہ لکھا۔ حسین مامون کو بہت کچھ بُرا بھلا کہکر دل کے پھپولے توڑے تھے۔ مامون نے یہ اشعار سُنے تو صرف یہ حکم دیا کہ شاعرون کے ساتھ دربار مین نہ آئے۔ چند روزون کے بعد پھر بُلایا اور کہا "سچ کہنا بھائی امین کے قتل اور بغداد کی فتح کے دن تو نے کسی ہاشمی عورت کو مارے جاتے۔ اور ذلیل ہوتے دیکھا تھا" حسین نے کہا کسیکو نہین۔ مامون نے اوسکے الزام دینے کو۔ اوسکے چند اشعار پڑھکر سنائے۔ حسین اوسنے نہایت دردانگیز لفظون مین یہ سمان کھینچا تھا کہ بغداد تباہ کیا جارہا ہے اور آل ہاشم کی نازک اور گل اندام عورتین غارتگرون کے بیرحم ہاتھ سے اپنے ناموس کو نہین بچا سکتین"۔ حسین نے کہا "اے امیر المومنین۔ یہ ایک جوش تھا۔ جسکو مین دبا نہ سکا۔ امین کے غم مین صحیح اور غلط کی کسکو تمیز تھی۔ خلیفہ مرحوم کا ماتم جن لفظون مین ہوسکا ادا ہوا۔ اگر تو مواخذہ کرے تو تجھکو حق ہے۔ اور بخشدے تو تیری فیاضی[لہ] ہے"۔ مامون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور حکم دیا کہ اوسکی تنخواہ بحال کردی جاے۔ ایکبار اسی حسین نے ایک قصیدہ لکھکر حاجب کو دیا کہ مامون کی خدمت مین پیش کرے۔ قصیدہ۔ شاعری کے لحاظ سے نہایت عمدہ تھا۔ مامون نے سخنوری کی داد دی۔ مگر حاجب سے کہا کہ اوسی حسین کا یہ بھی شعر ہے شعر

ولا فرح المامون بالملک بعدہ	ولا زال فی الدنیا طرید امشرداً

[لہ] کامل ابن الاثیر۔ فتح بغداد۔ ۱۲

ترجمہ خدا کرے مامون اوسکے بعد کبھی سلطنت سے لذت نہ اوٹھاوے اور ہمیشہ دنیا مین خوار اور مردود رہے"۔ مامون نے یہ شعر پڑھکر حاجب سے کہا کہ "مدح وذم ملکر برابر ہوگئی اب شاعر کو صلہ کا کوئی حق نہین" حاجب نے عرض کیا پھر حضور کی وہ عفو کی عادت کیا ہوئی۔ مامون نے کہا ہان یہ صحیح۔ اچھا مناسب انعام دیا جائے[۹۱]

جس زمانے مین امین بغداد مین محصور تھا۔ کوثر اوسکا پیارا غلام ایک دن لڑائی کی سیر دیکھنے کو نکلا۔ اتفاق سے ایک پتھر چہرہ پر آکر لگا۔ اور خون جاری ہوا۔ امین اپنے ہاتھ سے خون پونچھتا جاتا تھا۔ اور یہ اشعار جو اوسوقت اوسکی زبان سے بے اختیار نکلے تھے پڑہتا جاتا تھا۔

ضربوا قرة عینی	لوگون نے میرے قرة العین کو مارا۔
ومن اجلی ضربوه	اور میری ضد کی وجہ سے مارا۔
اخذ الله بقلبی	جن لوگون نے میرے دل کو جلایا۔
من اناس احرقوه	خدا اون لوگون سے میرے دل کا بدلا لے۔

چونکہ غمزدہ دل نے یاری نہ دی اس سے زیادہ نہ کہہ سکا اور عبد اللہ ایک شاعر کو حکم دیا کہ ان اشعار کو پورا کرے۔ عبد اللہ نے چند شعر لکھے جسکے اخیر شعر یہ ہین۔

من رای الناس له الفضل	لوگ جسکو صاحب فضل دیکھتے ہین۔

[۹۱] تاریخ الخلفاء سیوطی۔ ۱۲

علیھم حسدوا	اوسپر حسد کرتے ہین۔
مثل ما حسد القایم	جسطرح خلیفۂ وقت پر اوسکے بھائی۔
بالملک اخوہ	(مامون) نے حسد کیا۔

امین کے قتل کے بعد ہی شاعر مامون کے دربار مین حاضر ہوا کہ مدح سُناکر انعام لے۔ مامون نے اوسکی طرف دیکھکر کہا کہ ہان وہ کیا شعر ہے۔ ع

مثل ما حسد القایم	بالملک اخوہ

شاعر نے اوسکی معذرت مین چند اشعار برجستہ پڑھے۔ مامون نے پچھلے جرم کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور دس ہزار درہم انعام دلائے۔[۵۱]

مامون کو دعوی تھا کہ بڑے سے بڑا جرم بھی میرے حلم کو متزلزل نہین کر سکتا۔ ایک شخص سے جو متعدد بار نافرمانیان کر چکا تھا اوسنے کہا کہ "تو جسقدر گناہ کرتا جائیگا مین بخشتا جاؤنگا۔ یہانتک کہ آخر عفو تجھکو تھکا کر درست کر دیگا۔"[۵۲] مامون کی اِس رحمدلی پر لوگون کو اسقدر بھروسہ ہو گیا تھا کہ بے تکلف اوسکے سامنے اپنی خطاؤن کا اعتراف کر دیتے تھے۔ عبد الملک جسکی شکایت کی بہت سی عرضیان گزر چکین تھین۔ مامون نے اوسکو بُلا کر پوچھا کہ اصل کیا بات ہے۔ عبد الملک نے مطلقاً انکار کیا۔ مامون نے کہا مگر مجھکو تو اسکے خلاف خبرین پہونچتی ہین۔ عبد الملک نے عرض کیا "امیر المؤمنین اگر کوئی بات ہوتی تو مین خود اقرار کر دیتا۔ حضور کا عفو تو ہر حالت مین میری حمایت کے

---

۵۱ تاریخ الخلفاء ۱۲ ۵۲ تاریخ الخلفاء ۱۲

لئے سپر بن سکتا تھا۔ پھر مین سچائی کی دولت کو دانستہ کیون کھوتا[۵۱]۔ **مامون** اگرچہ ملک کے ایک ایک جزئیات سے خبر رکھتا تھا۔ اور اس شوق مین ہزارون لاکھون روپئے صرف کر دیتا تھا۔ مگر غمازون کا جانی دشمن تھا۔ اس باب مین اوسکے مقولے آب زر سے لکھنے کے قابل ہین۔ اوسکے سامنے جب غمازون کا ذکر آتا تھا تو اکثر کہا کرتا تھا۔ کہ "اون لوگون کی نسبت تم کیا خیال کر سکتے ہو۔ جنکو خدا نے سچ کہنے پر بھی لعنت کی ہے[۵۲]۔ اوسکا قول تھا کہ "جس شخص نے کسی کی شکایت کر کے اپنی عزت میری آنکھون مین گھٹا دی پھر کسی طرح اوسکی تلافی نہین کر سکتا"۔

مامون اگرچہ بڑی عظمت و شان کا بادشاہ تھا۔ اور ناموری کے دفتر مین عام مورخین نے۔ اوسکے جاہ وجلال کی داستانین جلی خط سے لکھی ہین۔ مگر ہمارے خیال مین جو چیز اوسکی تاریخ زندگی کو نہایت مزین اور پُر اثر بنا دیتی ہے وہ اوسکی سادہ مزاجی اور بے تکلفی ہے۔ ایک ایسا شہنشاہ جو تخت حکومت پر بیٹھکر کل اسلامی دنیا کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔ کسقدر عجیب بات ہے کہ عام دوستون سے ملنے جلنے مین شان سلطنت کا لحاظ رکھنا۔ بالکل پسند نہین کرتا۔ اکثر اہل علم وارباب کمال۔ راتون کو اوسکے مہمان ہوتے تھے۔ اور اوسکے بستر سے بستر لگا کر سوتے تھے۔ مگر اوسکا عام برتاؤ ایسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ ایک سادہ خالص دوست کا دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔ **قاضی یحیی** ایک رات اوسکے مہمان تھے۔ اتفاقاً آدھی رات کے بعد اونکی آنکھ کھل گئی۔ اور پیاس

سادہ مزاجی

[۵۱] عقد الفرید۔ ۱۲ [۵۲] عقد الفرید۔ ۱۲

معلوم ہوئی - چونکہ چہرہ سے بیتابی کا اثر ظاہر تھا - مامون نے پوچھا خیر ہے - قاضی صاحب نے پیاس کی شکایت کی - مامون خود چلا گیا اور دوسرے کمرے سے پانی کی صراحی اوٹھالایا - قاضی صاحب نے گھبرا کر کہا - حضور نے خدام کو ارشاد کیا ہوتا - مامون نے کہا نہین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "سید القوم خادمھم" راتون کو خدام سو جاتے تھے تو خود اوٹھکر چراغ اور شمعین درست کر دیا کرتا تھا -

ایکبار باغ کی سیر کو گیا قاضی یحییٰ بھی ساتھ تھے - مامون اونکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر ٹہلنے لگا - جانے کے وقت دہوپ کا رخ قاضی صاحب کی طرف تھا - اودہر سے واپس آتے وقت مامون کی طرف بدل گیا - قاضی صاحب نے چاہا کہ وہ پہلو خود لے لین تاکہ مامون سایہ مین آجائے - لیکن اوسنے گوارا نہ کیا اور کہا کہ "یہ انصاف سے بالکل بعید ہے - پہلے مین سایہ مین تھا اب واپسی کے وقت تمھارا حق ہے" - مامون کی سادہ مزاجی کچھ عربی النسل ہونے کی حیثیت سے نہ تھی - بے شبہ عباسی خاندان عرب کا ایک مشہور اور ممتاز خاندان تھا لیکن قریباً سو برس سے شاہنشاہی کا چتر اوسپر سایہ فگن تھا - اتنی مدت مین نسل - اور سرزمین کی سادہ خاصیتین بالکل شاہانہ آداب اور تکلفات سے بدل گئین تھین -

مہدی - سے پہلے تو درباریون کو خلیفہ کا دیدار بھی نصیب نہین ہوتا تھا - سریر خلافت کے آگے قریباً بیس ہاتھ کے فاصلہ پر ایک مکلف پردہ پڑا ہوتا تھا - اور درباری اوس سے ذرا فاصلہ پر دست بستہ کھڑے ہوتے تھے - خلیفۂ وقت پردہ کی

اوٹ مین بیٹھکر تمام احکام صادر کرتا تھا۔

گو خلیفہ مہدی نے سلطنت کے چہرے سے یہ نقاب اوٹھا دیا تھا۔ مگر اور بہت سے تکلفات کے حجاب باقی تھے۔

مامون کے عہد تک تمام دربار ابتک اِسی قسم کے آئین وآداب کا پابند تھا۔ مامون کو ایک بار چھینک آئی۔ حاضرین مین سے کسی نے سنت نبوی کے طریقہ پر "یرحمک اللہ" نہین کہا۔ مامون نے سبب پوچھا۔ تو درباریون نے عرض کیا۔ کہ آداب شاہی مانع تھا۔ مامون نے کہا مین اون بادشاہون مین نہین ہون جو دعا سے عار رکھتے ہین۔[۱]

چونکہ مامون اِس قسم کے بیہودہ آداب و رسم کو ناپسند کرتا تھا۔ اہلِ دربار نے بھی تکلف کی قید سے آزادی حاصل کی۔

شاہانہ شان و شوکت

باایںہمہ مامون کی سادہ روی سے یہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ شاہانہ جاہ وحشم یا مسرفانہ مصارف مین کچھ تنزل ہوا تھا۔ دس ہزار درہم روزانہ صرف اوسکے طعام خاصہ کا صرف تھا۔ ایک یورپین مصنف نے خلفاے راشدین کی سادہ طرز زندگی کا اس عہد سے ایک عجیب صورت مین مقابلہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "جب حضرت عمر نے شام کا سفر کیا تو اونکا کل ضروری اسباب در سد وکھانے کا سامان ایک اونٹ پر رکھا گیا۔ اور جب مامون شکار کو نکلا تو۔ اوسکے ضروری اور معمولی سازوسامان کے لئے تین سو اونٹ بھی کافی نہ ہوئے"۔ دولت بنی امیہ کے عہد سے جو اس انقلاب کا پہلا دیباچہ تھا۔

[۱] تاریخ الخلفاء - ۱۲

زبیدہ خاتون کے تکلفات

نی ہی قلیل مدت تک طرز معاشرت مین اسقدر عظیم الشان تبدیلیان ہوگئین کہ کسطرح
باس مین نہین آسکتین - زبیدہ خاتون (مامون کی سوتیلی مان تھی) کی ایجاد پسند
بیعت نے - زیب وزینت کے متن پر بہت سے حاشیے اضافہ کئے - جو نہایت ذوق
ہر سرت سے قبول کئے گئے - اور تمام امرا - وعماید مین - رواج عام پا گئے - عنبر کی
معین پہلے پہل اوسی کے شبستان عیش مین جلائی گئین - جواہر کی مرصع جوتیان اوسکی
یجادات سے ہین - چاندی - آبنوس - صندل - کے قبے اول اوسی نے طیار کرائے
ر اونکو دیبا وسمور - اور مختلف رنگ کے حریر سے آراستہ کیا - کپڑون کی ساخت مین
ترقی ہوئی کہ زبیدہ کے استعمال کے لئے - ایک ایک تھان پچاس پچاس ہزار
شرفی کی قیمت کا طیار ہوا[۱] -

بوران کا تزویج
تفصیلاً مذکور ہے
تذکرۃ الخواتین میں بھی
زمانہ حال کی ایک
معلی تالیف
تکملۃ کرہ بورانی
امی بوران کیطرف
منسوب ہے

مامون کی ایک شادی کی تقریب جس شوکت وشان سے ادا ہوئی وہ اس عہد
ی مسرفانہ فیاضی - اور حشمت ودولت کا سب سے بڑھا ہوا نمونہ ہے - عربی مورخون کا
عوی ہے کہ "گذشتہ اور موجودہ زمانہ - کوئی اوسکی نظیر نہین لا سکتا" ہماری محدود
اقفیت مین ابتک کسی نے اونکے اس فخریہ ادعا پر اعتراض کرنے کی جرئت نہین
ی ہے - یہ خوش قسمت لڑکی جس سے مامون کا نکاح ہوا - حسن بن سہل کی بیٹی تھی
فضل کے مرنے پر وزیر اعظم مقرر ہوا تھا - اس لڑکی کا نام بوران تھا - اور نہایت
ابلہ اور تعلیم یافتہ تھی[۲] - مامون معہ خاندان شاہی وارکان وکل فوج وتمام افسران ملکی -

[۱] مروج الذہب مسعودی ذکر خلافۃ قاہر باللہ -

مامون کی شادی بوران سے

وخدام حسن کا مہمان ہوا - اور برابر ۱۹ دن تک اس عظیم الشان بارات کی ایسے فیاضانہ حوصلے سے مہانداری کیگئی کہ ادنٰی سے ادنیٰ آدمی نے بھی چند روز دن کے لئے امیرانہ زندگی بسر کرلی - خاندان ہاشم - وافسران فوج اور تمام عہدہ داران سلطنت پر مشک وعنبر کی ہزارون گولیان نثار کی گئین جنپر کاغذ لپٹے ہوئے تھے اور ہر کاغذ پر - نقار - لونڈی - غلام - املاک - خلعت - اسپ خاصہ - جاگیر وغیرہ کی ایک خاص تعداد لکھی ہوئی تھی - نثار کی عام لوٹ مین یہ فیاضانہ حکم تھا کہ جسکے حصّہ مین جو گولی آئے اوسمین جو کچھ لکھا ہوا وسیوقت وکیل الخزن سے دلا دیا جائے - عام آدمیون پر مشک وعنبر کی گولیان اور درہم ودینار نثار کئے گئے - مامون کے لئے ایک نہایت مکلف فرش بچھایا گیا - جو سونے کے تارون سے بُنا گیا تھا - اور گوہر ویاقوت سے مرصع تھا - مامون جب اوسپر جلوہ فرما ہوا تو بیش قیمت موتی اوسکے قدم پر نثار کئے گئے - جو زرین فرش پر بکھر کر نہایت دلاویز سمان دکھاتے تھے - مامون سنے ابونواس کا یہ مشہور شعر پڑھا اور کہا کہ ابونواس سنے جو لکھا گویا یہ سمان اپنی آنکھون سے دیکھکر لکھا "

کان صغریٰ وکبریٰ من فواقعہا	جام شراب کے چھوٹے بڑے بلبلے ایسے معلوم ہوتے ہین
حصباء در علی ارض من الذہب	کہ گویا سونے کی زمین پر موتیون کے دانے ہین

زفاف کی شب - جب نوشہ اور دولہن ساتھ بیٹھے تو بوران کی دادی سنے ہزار بیش بہا موتی دونون پر نچھاور کئے - اِس تقریب کے تمام مصارف کا تخمینہ

مامون کی سخاوت و فیاضی

۵ کروڑ درہم کیا گیا ہے[۵۱]۔

عرب کے مورخون نے مامون کی سخاوت و دریا دلی کا ذکر۔ فخر اور جوش کے ساتھ کیا ہے۔ اور چونکہ مامون کے اصلی اور عملی کارنامے اس قسم کی حیرت انگیز فیاضیون سے معمور ہین۔ اُنکو ایشیائی عبارت آرائی کی ضرورت نہین پڑی۔ ان صفات کے متعلق جسقدر مبالغہ کیا جاسکتا ہے۔ خوش قسمتی سے وہ مامون کے اصلی واقعات ہین۔ گبن صاحب لکھتے ہین۔

"مامون کی فیاضی کی تعریف اوسکے ارکان دولت نے ضرور کی ہوگی۔ جس نے رکاب سے پاؤن نکالنے کے پیشتر ایک ضلع کی آمدنی کے چار خمس جو بیس لاکھ چار ہزار دینار[۵۲] تھے دیدیئے"۔ یہ ایک جزی مثال ہے۔ شعرا اور اہل فن کو ہزارون۔ لاکھون درہم و دنیار عطا کر دینا مامون کا ایک معمولی کام تھا۔ محمد بن وہب کے ایک مدحیہ قصیدہ کے صلہ مین حکم دیا کہ فی شعر ایک ہزار درہم دلا دیئے جاوین۔ یہ کل پچاس شعر تھے۔ اور پچاس ہزار درہم اوسیوقت اوسکو دلا دیئے گئے[۵۳]۔ بوران کے نکاح مین ایک مفلس آدمی نے نمک اور اشنان کی دو تھیلیان نذر بھیجین اور خط مین لکھا کہ اگرچہ نادار ی ہمت کو دبا دیتی ہے۔ مگر مینے یہ پسند نہ کیا کہ اہل کرم کی فہرست

سلہ اِس شادی کا ذکر۔ پوری تفصیل سے علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ مین کیا ہے۔ ابوالفدار۔ ابن الاثیر۔ ابن خلکان (ترجمہ بوران مین) اور دوسرے مورخون نے بھی یہ حالات اجمالاً و تفصیلاً لکھے ہین ۱۲

۵۲ آجکل کے حساب سے ایک کرور بیس ہزار روپیے ہوئے۔ ۱۲ ۵۳ آغانی ترجمہ محمد بن وہب۔ ۱۲

بند کردیجائے اور میرا نام اوسمین نہ ہو۔ نمک کی برکت۔ اور اشنان۔ کی لطافت اِس بات کے لئے کافی ہے۔ کہ مین اوسکو حضور کی نذر کے لئے انتخاب کرون۔"
مامون نے حکم دیا کہ دونون تھیلیان اشرفیون سے بھر کر اوسکو واپس دیجائین[۱]۔
اس قسم کی سیکڑون مثالین موجود ہین۔ اور ہمکو نئے تعلیم یافتہ نوجوانون کی طرح جو ایشیائی روایتون کو عموماً بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ واقعات سے انکار کرنا نہین چاہئیے۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے کہ ہم آج موجودہ طرز سلطنت کو پچھلی ایشیائی حکومتون کے اندازہ کرنے کا پیمانہ بنائین۔ آج کل کے تعلیم یافتہ اِس قسم کی روایتون کو جو تاریخون مین مذکور ہین عموماً مبالغہ پر محمول کرتے ہین۔ وہ سمجھتے ہین۔ کہ ملکی اور فوجی مصارف سے بچکر اتنا روپیہ کہان سے آسکتا ہے کہ اِن بے انتہا فیاضیون کے لئے کافی ہو۔ لیکن یہی اونکی غلطی ہے کہ پچھلی ایشیائی سلطنتون کے ملکی اور فوجی مصارف کو وہ آج پر قیاس کرتے ہین۔ حالانکہ اوسوقت نہ اتنے مختلف صیغے اور عہدے تھے۔ نہ اتنی کثیر تنخواہین۔ اسلئے خزانہ عامرہ کا بڑا حصّہ اِن فیاضیون مین صرف ہوتا تھا جسکو آج ہم فضول اور لغو بتلاتے ہین۔
یہ باتین ہمکو بعض عمدہ تاریخی نتائج کی طرف رہبری کرتی ہین۔ ہم اوس عبرت انگیز انقلاب کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ جو دوہی صدی مین اسلامی جانشینون کے طریق حکومت مین ہوگیا حضرت عمرؓ ایکبار ممبر پر کھڑے ہوئے اور لوگون سے

---

[۱] تاریخ الخلفاء سیوطی -- ۲۱۲

مخاطب ہوکر فرمایا کہ "سنو اور مانو"۔ یہ صدا اپنی پوری رفتار سے طے نہین کرچکی تھی۔ کہ حاضرین مین سے ایک شخص کھڑا ہوا اور بلند لہجہ مین کہا "لاسمعا ولا طاعة" یعنی" نہ سُنین گے اور نہ مانین گے"۔ حضرت عمؓ نے فرمایا۔ "آخر کیون"۔ اوسنے کہا "یمنی چادرین جو تمام مسلمانونکو تقسیم کی گئین۔ اوسمین تمہارا حصّہ ایک سے زیادہ نہ تھا مگر تمھارے بدن پر جو پیرہن ہے اور اوسی چادر کو کاٹ کر بنایا گیا ہے یہ یقیناً ایک چادر سے زیادہ مین بنا ہوگا۔ تمکو اس ترجیح کا کیا حق تھا" حضرت عمؓ نے اپنے فرزند عبداللہ کے ذریعہ سے اس اعتراض کا جواب دیا۔ جنھون نے کھڑے ہوکر یہ شہادت دی کہ "جسقدر کپڑا گھٹ گیا تھا وہ مینے اپنے حصّہ کی چادر سے پورا کردیا"۔ وہ شخص یہ کہکر بیٹھ گیا کہ "ہان اب سُنین گے اور مانین گے"[۱]۔ اسکے ساتھ اب مامون کے عہد کا مقابلہ کرو کہ اوسکے غیر معتدل اصرافات پر کرورون مسلمانون مین سے ایک بھی نکتہ چینی کی جرأت نہین کرسکتا کل بیت المال (پبلک فنڈ) ایک شخص کے ہاتھ مین دیدیا گیا ہے اور وہ جسطرح چاہے اوسپر آزادانہ تصرف کرسکتا ہے۔ اس قسم کے بیقاعدہ مصارف سے ہم یہ بات بآسانی سمجھ سکتے ہین کہ ملکی عہدے کم تھے۔ اور جسقدر تھے اونکی تنخواہین بیش قرار نہ تھین۔

ہمارے ناظرین جنھون نے مامون کو کبھی فقہ و حدیث کا تذکرہ کرتے دیکھا ہے کبھی اہل کمال کے ساتھ اوسکی عالمانہ بحثین سُنی ہین۔ نہایت تعجب سے دیکھین گے

[۱] آثار الدول۔ امام رازی۔ ۱۲

عیش و عشرت کے جلسے

کہ بزم عیش مین وہ رندانہ وضع سے بیٹھا ہے - بے تکلف اور رنگین طبع احباب جمع ہین - پری پیکر نازنینون کا جھرمٹ ہی - دور شراب چل رہا ہے - ساز چھیڑا جا رہا ہے - گل اندام کنیزین نغمہ سرا ہین - یاران باصفا بدمست ہوتے جاتے ہین[٥١]

آغاز خلافت مین بیس مہینے تک - **مامون** نغمہ و سرود سے بالکل محترز رہا - چند روزون کے بعد شوق پیدا ہوا مگر اتنا ہی کہ احتیاط کے ساتھ کبھی کبھی سن لیتا تھا یہ حالت بھی چار برس تک قایم رہی - پھر تو ایسی چاٹ پڑ گئی کہ ایک دن ان صحبتون کے بغیر بسر نہین کر سکتا تھا - لیکن اگر انصاف سے دیکھئے تو اسمین تعجب کی کیا بات ہے - آزادی - حوصلہ مندی - لطافت طبع - جوش شباب - ہمیشہ زہد - کی حکومت سے باغی رہتے آئے ہین - مامون کی تخصیص نہین - اوسوقت اسلامی سوسائٹیان

اوس وقت کی عام معاشرت

عموماً اس رنگ مین ڈوبی ہوئی تھین - مسلمانون کو اس عہد مین امن - فراغ - اطمینان - زر و مال - سب کچھ میسر تھا - پھر کیا چیز تھی جو اونکو زندگی کے پر حظ مقاصد سے روک سکتی - ایک - مذہب البتہ درانداز ہو سکتا تھا - لیکن جدت پسند طبیعتین اوسکو بھی کھینچ تان کر اپنے ڈھب کا بنا لیتی تھین - شراب کی جگہ نبیذ (کھجور کی تاڑی) موجود تھی - جسکو عموماً عراق کے مذہبی پیشواؤن سے حلت کی سند مل چکی تھی -

٥١ علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ مین نہایت سختی کے ساتھ مامون وغیرہ کی بادہ نوشی سے انکار کیا ہے - لیکن تاریخی سند کوئی پیش نہ کرسکے صرف حسن ظن پر تقریر کو طول دیا ہے - تاہم نبیذ کا پینا تسلیم کرتے ہین - ابن خلدون کے قول کے تسلیم کرنے والے مجاز ہین کہ ہماری کتاب مین مامون کی نسبت جہان شراب کا ذکر آئے وہان بجائے شراب کے نبیذ پڑھین - ۱۲

مامون کے دربار کے مغنی

ابراہیم و اسحٰق موصلی

اسحٰق موصلی

لونڈیون کی عام اجازت۔نے عیاشی کے سب حوصلے پورے کردیئے تھے نغمہ و سرود تو قابلیت علمی کے بڑے جزو سمجھے جاتے تھے۔**بنو امیہ اور عباسیہ** مین ایک بھی ایسا خلیفہ نہین گذرا جو اس فن شریف مین مناسب دستگاہ نرکھتا ہو۔ بڑے بڑے مذہبی علما بھی اس چاٹ سے خالی نہ تھے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز سے زاہد خشک بھی تو فن نغمہ مین بہت سے سرون کے موجد ہین[۵۱]۔ مامون کے دربار مین مغنیون کا ایک بڑا گروہ موجود تھا۔جنہون نے علمی اصول و قواعد کے موافق موسیقی کو معراج کمال تک پہونچادیا تھا۔اور جنہین سے۔ مخارق۔علویہ۔عمرو بن بانتہ عقید۔یحیی مکی۔سوسن۔زلزل۔ زرزور۔اس فن کے ارکان تسلیم کیے گیے ہین لیکن **اسحٰق** موصلی کی شہرت مقبول کے آگے کسی کو فروغ نہوسکا۔ اسحٰق کا باپ ابراہیم۔موسیقی کا ایک مشہور اوستاد تھا۔اور ہرون الرشید کے دربار مین اپنی خدمت پر دس ہزار درہم ماہوار کا نوکر تھا۔اسحٰق۔نے فن ادب۔انساب۔روایات۔ فقہ۔نحو۔مین مجتہدانہ کمال پیدا کیا تھا۔یہ عبرت کی جگہ ہے کہ موسیقی کے انتساب نے تمام معزز خطابون سے محروم کرکے اوسکو "مغنی" کا حقیر لقب دلایا۔جسکی شہرت کو وہ کسیطرح دبا نہ سکا۔ وہ اس نسبت سے نہایت نفرت کرتا تھا۔مگر قبول عام پر کسکا زور ہے۔ مامون کو بھی اس بات کا افسوس رہا۔کہ **اسحٰق** منصب قضا کے قابل تھا۔ لیکن قوالی کی بدنامی نے اس بلند۔درجہ پر پہونچنے نہ دیا۔تاہم اوسکی عظمت کا اتنا

---

[۵۱] صاحب آغانی نے جہان خلفا۔کی ایجادات موسیقی کا ذکر کیا ہے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز کا نام بھی لیا ہے۔ ۱۲

پاس تھا کہ دربار مین اوسکو ندیمون کے زمرہ مین جگہ ملتی تھی - اس سے زیادہ یہ امتیاز حاصل تھا کہ اوسکو دربار مین فقہا کا لباس پہنکر آنے کی اجازت تھی - اسپر بھی قانع نہ ہوا اور مامون سے درخواست کی کہ دراعۃ اور سیاہ طیلسان - پہنکر جمعہ کے دن مقصورہ[1] مین داخل ہو سکے - مامون نے مسکرا کر کہا "اسحٰق" یہ نہین - لیکن مین تمھاری درخواست لاکھ درہم پر خرید لیتا ہون" یہ کہکر حکم دیا کہ لاکھ درہم اوسکے گھر پہنچا دیجاوین -

اسحٰق کا بیان ہے کہ تحصیل کے زمانے مین مدتون میرا یہ روزانہ معمول رہا کہ صبح تڑکے ہشیم کی خدمت مین پہونچکر حدیثین سنین - پھر کسائی یا فرّا - کے پاس جاکر قرآن کا سبق پڑھا - اس سے فارغ ہوکر - زلزل سے عود بجانے کی مشق کی پھر شہدہ سے دو تین راگ سیکھے - سب سے اخیر اصمعی اور ابو عبیدہ کی خدمت مین حاضر ہوا - کچھ اشعار سنائے - کچھ ادب کے مسائل تحقیق کیے - شام کو گھر واپس آیا تو جو کچھ دن بھر سیکھا تھا سب پدر بزرگوار کو سنا دیا - اوسیکا بیان ہے کہ مین نے ایک لاکھ درہم مختلف وقتون مین زلزل کے نذر کیے تب عود بجانا آیا - خلیفہ معتصم باللہ اکثر کہتا تھا کہ "اسحٰق جب گاتا ہے تو مجھے جوش مسرت مین یہ خیال ہوتا ہے کہ میری سلطنت مین کوئی نیا ملک اضافہ ہو گیا -

اسحٰق نے موسیقی کے جو اصول و قواعد اپنی تصنیف مین لکھے ہین - وہ

[1] جامع مسجد مین - جہان بادشاہ نماز ادا کرتا تھا - وہ ایک کٹہرہ ہوتا تھا - اوسکو عربی مین مقصورہ کہتے ہین -

یونانی حکما کی تحقیقات سے عموماً مطابق ہین - حالانکہ یہ بات تاریخی شہادتون سے ثابت ہوگئی ہے کہ اوسکو نہ یونانی زبان آتی تھی - نہ ان کتابون کے ترجمے اسکی نگاہ سے گذرے تھے - اس بات پر تمام اہل فن کو حیرت ہے - اور حق یہ ہے کہ اس فن کی تدوین اور ترتیب مین اوسنے فیثاغورس سے کچھ کم کام نہین کیا[۵]

مغنیات

ان مغنیون کے سوا ایک اور طائفہ تھا جس سے مامون کے جلسون کی زیب و زینت تھی - روم - وایشیا ے کوچک - کی گل اندام نازنینین جو لڑائی کی لوٹ مین پکڑ آتی تھین - دلال اونکو سستے دامون پر خرید لیتے تھے - اور موسیقی - شاعری - ایام العرب - ادب - خوشنویسی - ظرافت - حاضر جوابی کی تعلیم دلاتے تھے - ان فنون مین کامل ہو کر وہ نہایت گران قیمتون پر بازار مین بکتی تھین - مامون کے شبستان عیش مین ان حورو شون کا ایک بڑا جھرمٹ رہتا تھا - جنکی خریداری اور تربیت نے خزانۂ عامرہ کو اکثر زیر بار کر دیا تھا - ایکبار ایک لونڈی بکنے آئی - جسکے فضل و کمال - فصاحت - ادبیت - سخن سنجی - کی قیمت بیچنے والے نے دو ہزار دینار طلب کی - مامون نے کہا مین ایک شعر پڑھتا ہون اگر یہ فی البدیہ اوسکے جواب مین دوسرا شعر کہے تو اصل قیمت سے کچھ زیادہ دیتا ہون - شعر یہ تھا -

ماذا تقولین فیمن شفہ ارق	من جھد حبک حتی صار حیرانا

کنیز نے برجستہ پڑھا -

[۵] اسحٰق - و ابراہیم کا نہایت مفصل تذکرہ آغانی - مین ملیگا - ۱۲

اذا وجدنا محبا قد اضر به	داء الصبابة اولیناہ احسانا

عریب ۔ ایک کنیز جو ہر علم وفن مین یکتاے روزگار تھی ۔ اور لاکھ درہم اوسکی خریداری مین صرف کئے گئے تھے ۔ مامون کی محبوبہ خاص تھی اوسنے ہزار راگ ایجاد کئے تھے ۔ جنمین سے بعض کا تتبع اسحٰق بھی بمشکل کرسکتا تھا ۔ عریب کی قابلیت اور کمالات کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خلیفہ المعتز باللہ عباسی نے جو فن بدیع کا موجد اور عرب کے شعرا کا خاتم ہے ۔ عریب کے حالات مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے ۔ ایکبار عریب نے مامون سے رنجیدہ ہوکر ملنا جلنا چھوڑ دیا ۔ قاضی احمد بن ابی دؤاد سے مامون نے التجا کی کہ آپ بیچ مین پڑکر صلح کرا دیجئے ۔ عریب نے سُنا تو پردہ سے بول اوٹھی کہ ۔

نخلط الھجر بالوصال ولا	یدخل فی الصلح بیننا احدٌ

"یعنی وصال مین ہم ہجر کو ملا دیتے ہین ۔ لیکن صلح کرانیکے لئے ہمارے بیچ مین کوئی غیر شخص نہین پڑسکتا"

مامون کی ایک دوسری کنیز جسکا نام بذل تھا ۔ فن موسیقی کے مشہور اوستادون مین تسلیم کیگئی ہے ۔ علی بن ہشام نے اوسکی ایک تصنیف کا جو سات ہزار راگون پر مشتمل ہے دس ہزار درہم صلہ دیا تھا ۔ علامہ ابو الفرج اصفہانی نے ۔ عریب و بذل کے دلاویز حالات کے لئے اپنی بے نظیر کتاب الاغانی کے بیسیون صفحے نذر کئے ہین ۔ رنگین طبع ناظرین کو اگر زیادہ دلچسپی ہو تو اوسکے صفحے پیش نظر رکھین ۔ اس عہد مین تعلیم یافتہ کنیزین عموماً امرا و خوشحال لوگون کی حرم مین داخل تھین ۔ اور چونکہ اونکے

حقوق اور معاشرت۔ عملی طور سے ہر خاندان مین اصلی ازواج کے برابر بلکہ بڑھکر تھے اسلئے عورتونکی تعلیم اور آزادی کا مسئلہ بہت کچھ اونکی بدولت حل ہوگیا تھا۔

مامون کے عیش و طرب کے جلسون مین گو عیاشانہ رنگینی پائی جاتی ہے مگر انصاف یہ ہے کہ یہ جلسے۔ علمی مذاق سے بالکل خالی بھی نہ تھے۔ اِس قسم کے جلسے جوشِ عاشقانہ جذبات۔ کو پورے جوش کے۔ ساتھ اوبھار دیتے ہین۔ اگر متانت وتہذیب کے ساتھ ہون۔ تو لٹریچر پر نہایت وسیع اور عمدہ اثر پیدا کرتے ہین۔ مامون خود سخن سنج اور موسیقی کا بڑا ماہر تھا۔ یارانِ مجلس بھی عموماً نازک خیال اور نکتہ شناس تھے۔ بات بات پر شاعرانہ لطیفے ایجاد ہوتے۔ کبھی موسیقی کی بحث چھڑ جاتی۔ کسیوقت مامون کے فی البدیہہ مصرعون یا شعرون پر شعرا کی طبع آزمائیون کا امتحان ہوتا۔ ایک دن بزم عیش آراستہ تھی۔ بادہ وجام کا دور تھا۔ بیس عیسائی کنیزین دیباے رومی کے لباس پہنے۔ گردنون مین سونے کی صلیبین۔ کمر مین زرین زنّار۔ ہاتھون مین گلدستے۔ لئے ہوئے۔ بزم مین جلوہ آرا تھین۔ یہ سمان ایسا نہ تھا کہ مامون دل پر قابو رکھ سکتا۔ بیساختہ چند اشعار زبان سے نکلے۔ اور احمد بن صدقہ ایک مغنی کو بلاکر اون شعرون کے گانے کی فرمایش کی۔ احمد کی نغمہ سرائی کے ساتھ کنیزین ناچنے کھڑی ہوگئین۔ اونکی مخمور آنکھین۔ اور جام شراب۔ مامون کے بدمست کرنے مین یکسان کام دے رہے تھے۔ وہ بالکل سرشار ہوگیا۔ اور حکم دیا کہ اِن نازنینون کے قدم پر تین ہزار اشرفیان نثار کیجاوین۔ مامون کا چچا ابراہیم جسکی ادعاے خلافت

کا حال۔ پہلے حصّہ مین گذر چکا ہے۔ اور جو موسیقی کا بڑا اوستاد اور اِس فن مین اسحٰق موصلی کی ہمسری کا دعویٰ رکھتا تھا۔ ایک دن بزم عیش مین حاضر تھا۔ مامون کے دائین بائین بیس حوروش کنیزین ایک سُر مین عود چھیڑ رہی تھین۔ اسحٰق بھی حاضر ہوا اور آنے کے ساتھ ٹھٹک سا گیا۔ (مامون) کیون اسحٰق کوئی بے اصول آواز کانمین آ رہی ہے۔ (اسحٰق) حضور ہان (مامون ابراہیم کی طرف مخاطب ہوکر) تم اِس سوال کا کیا جواب دیتے ہو۔ (ابراہیم) نہین۔ مامون نے اسحٰق کی طرف دیکھا اوسنے کہا "اب مین بہ تعین بتا دیتا ہون کہ اِس صف مین کسی تار پر غلط مضراب پڑ رہی ہے" ابراہیم نے اوس طرف کان لگا کر سُنا مگر پھر تمیز نہ ہوئی۔ اسحٰق نے ایک خاص کنیز کی طرف اشارہ کیا کہ وہ تنہا بجاے۔ اور سب ہاتھ روک لین۔ اب ابراہیم بھی سمجھ گیا اور اپنی ناواقفیت پر نادم ہوا۔ مامون نے کہا۔ "ابراہیم اتنی تارون کی یکسان اور مشتبہ گونج مین۔ ایک غلط صدا جسکے کان مین کھٹک جاے اور اوسکو بہ تعین بتا دے تم اوسکی ہمسری کا کیونکر دعویٰ کر سکتے ہو"۔ شاید یہ پہلا دن تھا کہ ابراہیم نے صریح لفظون مین اسحٰق کی فضیلت کو تسلیم کر لیا۔ ایک دن معتصم باللہ نے مامون کی دعوت کی۔ مکان جو دعوت کے لیے سجایا گیا تھا اوسکی چھت مین جا بجا روشندانون مین شیشے لگے تھے۔ مجلس مین احمد یزیدی اور سیما ترکی بھی موجود تھا جو معتصم کا پیارا غلام اور حسن و جمال مین یگانۂ روزگار تھا۔ آفتاب کا عکس شیشون سے ہوکر سیما کے چہرہ پر پڑا تو عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ مامون بیساختہ پکار اوٹھا کہ "دیکھنا!

آفتاب کا عکس سیما کے چہرہ پر پڑکر کیا سمان دکھلا رہا ہے۔ پھر ایک شعر پڑہا کہ اُسی وقت موزون ہوا تھا۔ پہلا مصرع یہ ہے " قد طلعت شمس علے شمس " یعنی آفتاب پر آفتاب چمک رہا ہے "۔ اگرچہ یہ ایک برجستہ لطیفہ تھا تاہم معتصم کو رشک ہوا۔ مامون نے تسکین کر دی کہ " رقابت مقصود نہین۔ صرف یہ ایک فوری اثر کا اظہار تھا"

مامون کا مذہب

مامون مذہب کے لحاظ سے اِس شعر کا مصداق ہے شعر

کسکی ملت مین گنون آپکو تبلا اے شوخ	تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو

سُنّی مورخ اسکے محاسن وفضائل کا علانیہ اعتراف کر کے بڑی حسرت سے لکھتے ہین کہ " افسوس شیعی تھا۔ شیعہ سخت ناراض ہین کہ اوسکا تشیع بالکل فریب تھا۔ جسکے ذریعہ سے اوسنے حضرت علی رضا علیہ السلام پر قابو حاصل کیا۔ اور پھر زہر دلوایا" معتزلہ کی تاریخین موجود نہین ۔ ورنہ یہ دیکھنا تھا کہ اِس مقدس فرقہ نے اوسکو کس لقب سے یاد کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ مامون کے زمانہ تک ۔ اِن فرقون مین وہ حد فاصل نہین قایم ہوئی تھی ۔ جو آج ہے۔ سُنّی۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑہتے تھے سُنیون کے بڑے بڑے پیشواے مذہبی (امام بخاری وغیرہ) شیعون سے حدیثین روایت کرتے تھے۔

بزرگان سلف مین سیکڑون ایسے گذرے ہین کہ اگر اونکے مجموعہ عقاید کا شیرازہ

کھول دیا جاے تو شیعہ - سنّی - معتزلی - قدریہ - ہر ایک کے ہاتھ مین اوسکا کچھ حصّہ آئیگا - عقائد کے لحاظ سے مامون معجون مرکب تھا - قرآن کے حادث ہونے کا قایل تھا - عام منادی کرادی تھی کہ جو شخص امیر معاویہ کو اچھا کہے وہ دائرۂ اطاعت سے باہر ہے - حضرت علیؑ کو تمام صحابہ سے افضل سمجھتا تھا لیکن اور خلفا سے بھی بداعتقاد نہ تھا - اوسنے ایک نظم مین حضرت عثمان و عائشہ کی نسبت بھی اپنا رسوخ اعتقاد ظاہر کیا ہے - اوسکے یہ خیالات جنکو اب مذہبی اعتقادات کا لقب دیا جاتا ہے - مختلف زمانون کی تعلیم و معاشرت کے نتائج تھے - خاندان برامکہ کی صحبت نے جو اوسکی ابتدائی تعلیم و تربیت کے رہنما تھے - اوسکو شیعہ پن کے خیالات سکھائے بڑا ہوا تو بھی یہی صحبت رہی - فضل بن سہل و حسن بن سہل جو پایۂ تخت کے مدبر اور حکومت کے ارکان اعظم تھے - مامون پر ایسے محیط تھے کہ وہ اونھین کی آنکھون سے دیکھتا تھا - اور اونھین کے کانون سے سنتا تھا - یہ دونون شیعے تھے اور اونکے اقتدار نے کل دربار پر اپنا رنگ جما لیا تھا - اخیر مین معتزلی اپنے فضل و کمال کی وجہ سے باریاب ہوئے - مامون کی قابل طبیعت نے اونکے عقائد کو بھی خیر مقدم کہا - اس دوطرفہ کشمکش مین سُنّیت کا جسقدر حصّہ باقی رہگیا وہ صرف خاندان کا قدرتی اثر تھا - مامون کے دربار مین ہندو - عیسائی - یہودی - مجوسی - ہر ایک مذہب کے عالم اور فاضل تھے - وہ سب سے نہایت فیاضانہ مراعات رکھتا تھا - اور کسی کے عقاید اور مذہبی خیالات سے اوسکو بحث نہ تھی - لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ خود اوسکے ہم مذہبون کو ہمیشہ - اوسکے

ممانعت متعہ

تعصبات سے گزند ہونچتا تھا۔ شیعہ پن کے جوش مین ایکبار منادی کرادی کہ **متعہ** عموماً جایز سمجھا جاوے۔ اگر یہ حکم ذاتی راے کی صورت مین ہوتا۔ تو شاید کسی کو خیال بھی نہ ہوتا۔ لیکن ایک عام منادی فرمان شاہی کے ہمزبان تھی۔ اور اگر قاضی یحییٰ کے منطقی استدلال سے مامون عاجز نہ آجاتا تو شاید سُنیون کی قسمت بدل گئی ہوتی۔ مامون اوسوقت دمشق مین تھا۔ دربار کے تمام علما بھی ساتھ تھے۔ اس وحشت انگیز منادی نے گو تمام شہر کو برہم کردیا۔ لیکن حکومت کی آواز کو کون دبا سکتا تھا۔ جو لوگ مامون کے مزجدان تھے سمجھ چکے تھے کہ اس پُرخطر موقع پر اگر کوئی شخص اپنی جرُأت کا امتحان لے سکتا ہے تو وہ صرف قاضی یحییٰ ہین۔

درباریون مین سے دو شخص اونکی خدمت مین حاضر ہوے۔ وہ پہلے سے طیار بیٹھے تھے۔ اِن لوگون سے کہا کہ دربار مین چلئے۔ مین بھی وزا دیر مین آتا ہون۔ یہ لوگ پہونچے تو مامون حضرت عمرؓ کا یہ قول پڑھ رہا تھا۔ "دو متعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابو بکرؓ کے عہد مین تھے مین اونکو حرام کرتا ہون"۔ ہر لفظ پر اوسکا چہرہ غصہ سے متغیر ہوتا جاتا تھا۔ اور جب ایک پُرغیظ لہجہ مین یہ روایت ختم کرچکا تو نہایت طیش مین آکر کہا۔ "اے جعل۔ جو چیز رسول اللہ کے عہد مین جایز تھی تو کون ہے کہ اوسکو حرام کرے"۔ مامون کو اسطرح برافروختہ دیکھکر سب سہم گئے۔ اتنے مین قاضی یحییٰ پہونچے۔ اور گو خود کچھ نہین کہا۔ لیکن اونکا مغموم چہرہ۔ اونکے دلی خیالات کو صاف ادا کررہا تھا۔ مامون نے اونکی طرف مخاطب ہوکر کہا کیون۔ آپکا چہرہ کیون

متغیر ہے (قاضی یحییٰ) اسلام مین ایک نیا رخنہ پڑا۔ (مامون) وہ کیا (قاضی یحییٰ) زنا حلال کر دیا گیا (مامون) یہ کیونکر (قاضی یحییٰ) متعہ زنا ہی تو ہے (مامون) کس دلیل سے۔ (قاضی یحییٰ) قرآن کی اس آیت مین الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم صرف دو قسم کی عورتون سے تمتع جایز کیا گیا ہے۔ جورو۔ لونڈی۔ کیا ممتوعہ عورت لونڈی ہے۔ (مامون) نہین (قاضی یحییٰ) پھر کیا زوجہ شرعی ہے؟ کیا اوسکو میراث ملسکتی ہے"۔ قاضی یحییٰ نے ایک حدیث بھی متعہ کی حرمت مین پڑہی۔ مامون کو اپنی خود رائی پر نہایت افسوس ہوا۔ اور اوسیوقت حکم دیا کہ پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا[۵۱]۔

مامون آ سبات مین بے شبہہ نہایت تعریف کا مستحق ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی فلسفیانہ تعلیم و خیالات کے ساتھ مذہبی عقاید مین نہایت راسخ الاعتقاد تھا۔ فرایض اور اعمال کا سخت پابند تھا۔ پیغمبر صلعم کے ساتھ اُسکو جو سچی ارادت تھی عاشقانہ وارفتگی کی حد تک پہونچگئی تھی۔ شام کے سفر مین آنحضرت صلعم کا نامۂ مبارک ملا تو آنکھون سے لگایا اور جوش محبت کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ بار بار آنکھون سے لگاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ مذہبی جوش ایک بڑی طاقت ہے۔ اور ہمیشہ دنیا مین اوس سے عجیب عجیب اثر ظاہر ہوئے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ مامون نے اِس قوت سے کوئی عمدہ کام نہین لیا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس چیز نے اوسکی تمام خوبیان غارت کردین۔ وہ یہی مذہبی جنون تھا۔ فلسفہ کے اثر

[۵۱] دیکھو۔ تاریخ ابن خلکان۔ حالات قاضی یحییٰ ابن اکثم۔ ۱۲

حدوثِ قرآن کے متعلق مامون کی سختی

نے اوسکو چند عقائد مین معتزلی المذہب بنا دیا تھا جنمین سے قرآن کے حادث ہونے کا مسئلہ اِس رسوخ کے ساتھ اوسکے دلمین بیٹھ گیا - کہ اوسکے نزدیک اِس مسئلہ سے انکار کرنا - گویا اصل توحید سے انکار کرنا تھا سنہ ۲۱۸ھ مین جب وہ شام کے اضلاع مین مقیم تھا تو اسحٰق خزاعی گورنر بغداد کو ایک فرمان بھیجا جسکا مختصر مضمون یہ تھا۔ "امیر المومنین کو معلوم ہوا ہے کہ عموماً تمام مسلمان جو شریعت کی باریکیون کو نہین سمجھ سکتے قرآن کے قدم کے قایل ہین - حالانکہ خود قرآن کی متعدد آیتون سے اسکے خلاف ثابت ہے - یہ لوگ بدترین امم اور ابلیس کی زبان ہین - بغداد کے تمام قاضیون کو جمع کر کے یہ فرمان سُنا دیا جائے - اور جسکو انکار ہو وہ ساقط العدالۃ مشہور کر دیا جائے"۔ مامون کو اسپر بھی تسلی نہین ہوئی - اور سات بڑے بڑے عالمون کو جو مذہباً بہت بڑا اقتدار رکھتے تھے اپنے پاس طلب کیا - اور رودررو گفتگو کی یہ سب لوگ اِس مسئلہ مین مامون کے خلاف تھے مگر تلوار کے ڈر سے وہ کہہ آئے جو - اونکا دل نہین کہتا تھا جب - یہ لوگ بھی مامون کے ہمزبان بنگئے - تو اوسنے اسحٰق کے نام ایک دوسرا فرمان بھیجا کہ ممالک اسلامیہ کے تمام علما اور مذہبی پیشواؤن کا اظہار لیا جائے - اِس حکم کی پوری پوری تعمیل ہوئی - اور سب کے اظہار اونکے خاص الفاظ مین قلمبند ہو کر مامون کے پاس بھیجدیئے گئے - اسکے جواب مین جو مامون نے جو کچھ لکھا وہ اوسکے جنون مذہبی کا - ہذیان تھا - تمام محدثین اور فقہا مین سے ایک بھی نہین بچا - جبیر - رشوت - چوری - دروغگوئی - بیلعمی - حماقت - شعاری -

کا الزام نہین لگایا تھا - فرمان مین یہ چنگیزی حکم بھی تھا کہ "جو لوگ اس عقیدہ سے باز نہ آئین پابزنجیر روانہ کئے جائین - تاکہ مین خود اپنے سامنے اتمام حجت کر کے اونکی موت وحیات کا فیصلہ کردون" - اسحق نے یہ فرمان مجمع عام مین پڑھ کر سنایا جسکی ہیبت نے بڑے بڑے ثابت قدمون کے عزم کو متزلزل کردیا - اور سب کے سب سچائی - اور آزادی کو خیرباد کہکر - مامون کے ہمزبان ہوگئے - علامہ قواریری وسجادۃ - البتہ کسیقدر مستقل رہے - مگر جب پاؤن مین بیڑیان ڈالدی گئین اور ایک رات اسی سختی مین گذری تو ثابت ہوگیا کہ اون لوگون کو اپنے عزم واستقلال کی نسبت جو حسن ظن تھا - وہ صحیح نہ تھا - صرف امام حنبل ومحمد بن نوح اس معرکہ مین ثابت قدم رہے جسکے صلہ مین پابزنجیر ہوکر - طرسوس روانہ کئے گئے -

مامون کو پھر معلوم ہوا کہ جن لوگون نے اس مسئلہ کو تسلیم کرلیا تھا - تقیہ کیا تھا - وہ نہایت برافروختہ ہوا اور اون لوگونکی نسبت حکم دیا کہ آستانۂ دولت پر حاضر کیے جائین - ایک جم غفیر جسمین - ابوحسان زیادی - نضر بن شمیل - قواریری - ابونصر تمار - علی بن مقاتل - بشر بن الولید - وغیرہ شامل تھے پولس کی حراست مین شام کو روانہ کیا گیا - یہ لوگ رقہ تک پہونچ چکے تھے - کہ مامون کے مرنے کی خبر آئی - جس کا اثر عام مسلمانون پر جو کچھ ہوا ہو - لیکن ان بیکسون کے لئے تو یہ ایک نہایت جانفزا مژدہ تھا[۵۱] -

۵۱ یہ تمام واقعات کامل ابن الاثیر - اور تاریخ الخلفا مین - زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہین -

آل علی سے محبت

تمام خلفاے بنی العباس کے برخلاف مامون آل علیؑ سے نہایت محبت رکھتا تھا۔ باغ فدک سادات کو واپس دیدیا تھا۔ آل ہاشم کو عموماً بڑے بڑے ملکی عہدے دیئے۔ اس عزیزانہ مراعات کو۔ خاندان عباس رشک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ یحییٰ بن حسین نے (علوئین میں تھے) جب انتقال کیا تو مامون کو اُنکے مرنے کا ایسا صدمہ ہوا کہ شاید کبھی نہ ہوا تھا۔ خود اونکے جنازہ پر حاضر ہوا اور دیر تک رنج و غم کی وہ حالت اوسپر طاری رہی کہ لوگ دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ اِس واقعہ کے تھوڑے دنون کے بعد۔ زینب خاتون کا (جو تمام خاندان عباس مین نہایت محترم تھین) ایک عزیز فرزند مر گیا۔ مامون نے بجاے اسکے کہ جنازہ مین شریک ہوتا۔ یا خود تعزیت کو جاتا۔ صالح۔ کو اپنی طرف سے بھیجا کہ عذر خواہی کے ساتھ ماتم پرسی کر آئے اِس بے پروائی نے زینب خاتون کو اسقدر رنج دیا کہ اونکو عظمت خلافت کا بالکل خیال نرہا اور مامون کیطرف اشارہ کرکے یہ شعر پڑھا۔

سبکناہ ونحسبہ لجینا	فابدی الکیر عن خبث الحدید

ترجمہ۔ "ہمنے اوسکو تپایا تو چاندی خیال کیا تھا۔ لیکن بھٹی نے ظاہر کر دیا کہ زنگ آلود لوہا ہے"۔ پھر صالح سے کہا کہ مامون سے جا کر کہنا "اے مراجل[1] کے لونڈے۔ اگر آج یحییٰ بن الحسین ہوتا۔ تو۔ تو۔ منھ پر دامن رکھکر جنازہ کے پیچھے پیچھے دوڑتا جاتا۔[2]"

[1] یہ مامون کے کنیز زادہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ [2] کامل بن الاثیر۔ ذکر سیر مامون۔

یہ عجیب بات ہے کہ مامون کی اس فیاضانہ مراعات کو ہمارے مورخین شیعہ پن کا اثر خیال کرتے ہین۔ مامون کو بے شبہہ پیغمبر صلعم کے ساتھ نہایت پُرجوش اور محبت آمیز عقیدت تھی۔ اسکا لازمی اثر تھا کہ خاندان نبوت کے ساتھ بھی اوسکو دلی اخلاص ہو۔ اس مراعات کا ایک اور سبب تھا۔ جسکو خود مامون نے ایک موقع پر بیان کیا ہے۔ اوسنے کہا کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمان خلافت مین ایک بنی ہاشم کو بھی کوئی ملکی عہدہ نہین دیا۔ عمرؓ وعثمانؓ نے بھی۔ اس خاندان کے ساتھ کچھ فیاضی نہ کی۔ لیکن علی مرتضیؑ جب خلیفہ ہوے تو عبداللہ بن عباس کو۔ بصرہ۔ عبداللہ کو یمن۔ معبد کو مکہ۔ قثم کو بحرین۔ کی حکومت دی۔ اور آل عباس مین کوئی باقی نہین رہا جسکو حکومت مین کچھ حصّہ نہ ملا ہو۔ ہمارے خاندان پر یہ قرض باقی چلا آتا تھا جسکو اب مینے ادا کیا ہے[۱]"

معاصر سلطنتین

ہم مختصر طور پر بتانا چاہتے ہین کہ جس زمانہ مین۔ مامون دنیا کے بڑے بڑے حصّون پر نہایت عظمت وجلال کے ساتھ حکمرانی کر رہا تھا اوسوقت اوسکی معاصر سلطنتین ترقی کے کس پایہ پر تھین۔

انگلینڈ کا تنگ رقبہ سات چھوٹی چھوٹی حکومتون مین منقسم تھا۔ جنکے نام یہ ہین۔ کینٹ۔ سیسکس۔ وسیکس۔ اسیکس۔ نادمبرلینڈ۔ مرشیا۔

---

[۱] تاریخ الخلفاء سیوطی۔

ایسٹ انگلیا[۵۱]۔ یہ سب بادشاہ جنکو رئیس کہنا چاہیئے آپسمین لڑتے رہتے تھے۔ اور
جو شخص انمین کسیقدر غلبہ حاصل کرلیتا تھا۔ اوسکو بادشاہ انگلش کا پُرفخر لقب ملتا تھا۔
سنہ ۸۲۷ء مین اگبرٹ (Egbert) بادشاہ وسیکس اپنے تمام حریفون پر غالب ہوگیا۔
اور قریباً تمام انگلینڈ مین اوسکی فتوحات پھیل گئین۔ لیکن قبل اسکے کہ وہ اپنے فتوحات
کی بنیاد مستحکم کرسکے ڈینس (Danes) کا حملہ شروع ہوگیا۔ اگبرٹ نے سنہ ۸۳۶ء
مین انتقال کیا۔ جرمن۔ اٹلی۔ ہنگری۔ ایسی چھوٹی چھوٹی ریاستین تھین۔ جنکے لیے
سلطنت کا لقب۔ نہ تہذیب و شایستگی کے لحاظ سے موزون تھا۔ نہ جمعیت و طاقت
کے اعتبار سے شارلمین شاہنشاہ فرانس نے سنہ ۸۰۰ء مین اِن ریاستونکو فتح کامل
حاصل کرنے کے بعد اپنی حدود حکومت مین داخل کرلیا۔ اور ایک سلطنت اعظم کی بنیاد
قایم کی۔ یورپ کے مورخون نے اوسکی عظمت و شان کا اعتراف کیا ہے۔ اور لکھا ہے
کہ اوسنے اپنے معاصر ہرون الرشید اعظم سے۔ دوستانہ راہ و رسم پیدا کی۔ اور سفارت
و ہدایا بھیجے۔ فرانس کے مورخون نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سفارت کے جواب
مین ہرون الرشید نے جو غایانہ تحفے بھیجے اوسمین ایک گھڑی بھی تھی[۵۲]۔ جسکی کمال

[۵۱] ان نامون کا صحیح تلفظ انگریزی مین یہ ہے۔
(1)Kent (2) Sussex(3)Wessex(4)Essex(5)North-umberland (6)Mercia (7)East Anglia

[۵۲] اس گھڑی کا حال کشف الخبا عن فنون اوربا۔ مین تفصیل کے ساتھ لکھا ہے تعجب ہے کہ یہ پہلی ایجاد آجکل
کی نہایت اعلی ترقسم کی صنعت کے برابر تھی۔ ۱۲

صنعت پر تمام دربار حیرت زدہ ہوگیا - اور فرانس مین گھڑی کا رواج اوسی زمانہ سے شروع ہوا - عربی تاریخون مین اس سفارت کا بالکل ذکر نہین ہے - اور اسوجہ سے مسٹر پامر صاحب کا خیال ہے کہ مسلمانون کی سلطنت چونکہ اوسوقت نہایت عروج پر تھی - اسلیے اوس سے فخریہ رابطہ قایم کرنیکے لیے - یورپ مین یہ قصّے خود ایجاد ہو گئے[۵۷] - شارلیمن سنہ مین انتقال کرگیا - اور اُسکے ساتھ عظمت سلطنت کا بھی خاتمہ ہوگیا - قسطنطنیہ مین میکل اول و میکل دوم و یٹوفلس پسر میکل دوم - مامون کے معاصر تھے - یہ خاندان - اکثر دولت عباسیہ کو خراج کے طور پر کسیقدر سالانہ رقم ادا کیا کرتا تھا - بعض تخت نشینون نے کبھی کبھی سرتابی کی مگر عباسیون نے اپنی قاہر فتوحات سے اونکو بتا دیا کہ اونکے حق مین صلح - بہرحال جنگ سے زیادہ مفید ہے - ناظرین کو چاہیئے کہ اس موقع پر مامون کی فتوحات پر ایک بار اور نظر ڈالین -

غرض دنیا مین اوسوقت جتنی سلطنتین موجود تھین - سلطنت عباسیہ سے کچھ نسبت نہین رکھتی تھین - لیکن خاندان بنی امیہ جو اسپین مین فرمانروا تھا - عباسیہ کا حریف مقابل تھا - حکم بن ہشام جو ۱۸۰ھ ہجری مین تخت نشین ہوا - اور عبدالرحمن اوسط جو ۲۰۶ھ مین تخت حکومت پر بیٹھا - یہ دونون اموی خلیفہ مامون کے معاصر تھے - اور اگر وسعت سلطنت کے اعتبار سے نہین - تو فتوحات یورپ کے لحاظ سے

---

[۵۷] دیکھو - تاریخ ہرون الرشید مصنفہ پامر صاحب مطبوعہ لندن صفحہ ۲۲۰ -

وہ صحیح طور پر۔ مامون کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتے تھے۔ حکم۔ نے فوج کو بہت ترقی دی اور علم کی نہایت قدردانی کے ساتھ سرپرستی کی۔ عبدالرحمن اوسط نے یورپ پر بہت سی فتوحات حاصل کین۔

اسپین۔ مین بیشمار مسجدین بنوائین۔ خلفاے بنی امیہ مین وہ پہلا تخت نشین ہے جسنے سلطنت کے اصول وقواعد منضبط کیئے۔

اراکین دربار اور ملکی عہدے

ہر سلطنت مین۔ بعض اہل دربار اور عہدہ داران ملک اپنے زور لیاقت اور حسن تدبیر سے ایسا اقتدار حاصل کر لیتے ہین کہ اونکے کارنامے سلطنت کی تاریخ کا ایک ضروری حصہ بن جاتے ہین۔ اور اسلیئے اونکے عام حالات زندگی۔ پر بھی ایک اجمالی نگاہ ڈالنا۔ مورخ کا فرض ہوجاتا ہے۔ اسکے علاوہ ایک اور بڑا سبب ہے جسکی وجہ سے ہم۔ درباریون اور عہدہ دارون کا۔ مختصر طور پر تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہین۔

خلفاے راشدین کے بعد۔ مسلمانون مین شخصی حکومت شروع ہوگئی۔ جسکی بنیاد امیر معاویہ نے ڈالی تھی۔ اوسوقت سے آجتک جہان جہان اسلامی حکومت قایم ہوئی شخصی اختیارات کے اصول پر قایم ہوئی۔ جسکا ایک لازمی خاصہ یہ تھا کہ فرمانروا وقت کسی عام ملکی قانون کا پابند نہین ہوتا تھا۔ شریعت کے مسلمہ اصول بھی ہمیشہ اوسکی ذاتی خواہشون کے سانچے مین ڈہالے جاتے تھے۔ اسیطرح اوسکے نایبان سلطنت

اور عمال اپنے اپنے اختیارات کی حدود تک۔ گویا خود مختار فرمانروا ہوتے تھے اسلئے
ہمکو اگر کسی عہد کے امن و انصاف کی نسبت کوئی راے قایم کرنی ہو تو ضرور ہے۔ کہ
سلطان وقت۔ اور عہدہ داران سلطنت۔ کی ذاتی لیاقت اور طریق عمل پر بھی نگاہ ڈالین
مامون کے عمالون اور عہدہ دارون کے حالات لکھنے سے پہلے مختصر طور پر ہم عہدون
کے تعیین اور اونکے فرایض لکھتے ہین۔

اوسوقت بڑے بڑے ملکی عہدے جنپر سلطنت کی بنیاد قایم تھی۔ یہ تھے وزارت۔
کتابت۔ شرطۃ (پولیس) قضا۔ عدالت۔ ولایۃ۔

وزارت ۔ یہ سب سے بڑا منصب تھا۔ اور حق یہ ہی کہ عملی طور سے وزیر اعظم کے
اختیارات۔ بادشاہ کے اختیارات سے زیادہ وسیع اور باا ثر ہوتے تھے۔ وزارت
کے مختلف درجے تھے اور ہر صیغہ کے وزیر الگ الگ مقرر تھے۔ مثلاً وزیر القلم۔
وزیر الحرب۔ وزیر الخراج۔ ان سب سے بالاتر وزارت اعظم کا منصب تھا۔ جو ذو الریاستین یعنی
وزیر الحرب و القلم۔ کے معزز خطاب سے مخاطب ہوتا تھا۔ اسی رعایت سے اوسکا امتیازی
پھریرا جس نیزے پر آویزان ہوتا تھا اوسکے دو پھل ہوتے تھے۔

کتابت ۔ کاتب کا رتبہ عظمت اور رسوخ کے اعتبار سے قریباً وزیر کے رتبہ
کے ہم پلہ تھا۔ وہ تمام فرامین۔ احکام۔ توقیعات۔ سلطنتہاے غیر کے معاہدے
اپنی خاص عبارت مین لکھتا تھا جنپر وہ اپنے دستخط ثبت کرتا تھا۔ اور دونون کنارون
پر سرخ روشنائی سے شاہی مُہر۔ لگاتا تھا۔ اسکے علاوہ اون تمام عرضیون پر جو ہر روز

ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ مختلف مقاصد کے لئے بادشاہ کی خدمت مین بالذات یا بواسطہ گذرانتے تھے - بادشاہ کی ہدایت سے نہایت مختصر اور بلیغ عبارت مین مناسب احکام لکھتا تھا - اِسمین اسقدر کمال بہم پہونچایا گیا تھا کہ جعفر برمکی کی عام توقیعات بازار مین ایک ایک اشرفی کو بکتی تھین اور فن انشا کے شایق بڑے شوق سے مول لیتے تھے -

قضا - قاضی جسکو جج و جسٹس کہا جا سکتا ہے - اوسکو فصل مقدمات کے علاوہ یتیمون - اور مجنونون وغیرہ کی جائداد کا انتظام - مفلسون کی خبر گیری - وصیتون کی تعمیل - بیواؤن کی تزویج (جب کوئی والی نہو) اس قسم کے کام سپرد تھے -

مُعدّل - دفتر قضا سے تعلق رکھتا تھا - اوسکے پاس ایک رجسٹر ہوتا تھا جسمین ثقہ اور ساقط العدالت لوگون کے نام درج ہوتے تھے - مقدمات کی پیشی کے وقت گواہون کے اعتبار و عدم اعتبار کا مدار بہت کچھ اوسکے رجسٹر پر ہوتا تھا - اسکے علاوہ عام حقوق - اور مشتبہ جائدادون - و قرضون کے کاغذات مرتب رکھتا تھا - اور عموماً دستاویزات کی رجسٹری اوسی کے دفتر مین ہوتی تھی - یہ بڑی ذمہ داری کا عہدہ تھا - اور اسلیے نہایت مشہور راستباز اور ثقہ لوگ اِس منصب کے لئے انتخاب کئے جاتے تھے -

محتسب - کو اِن باتون کی خبر گیری رکھنی پڑتی تھی - بازارون یا مجامع عام مین کوئی امر خلاف شریعت نہ ہونے پائے - جانورون پر اونکی طاقت سے زیادہ بوجھ

نہ لادا جائے۔ کشتی مین زیادہ آدمی نہ سوار ہونے پائین۔ راستہ پر یا سڑک پر جو مکانات گرنے کے قریب ہون۔ اونکو اون کے مالکون سے گہگر وا دے۔ جو معلمین۔ لڑکون پر زیادہ سختی کرتے ہون۔ اونکو سزا دے۔ کوئی شخص۔ ترازو۔ یا پیمانہ۔ وزن سے کم نہ رکھنے پاوے۔ محتسب کے ساتھ بہت سے سرکاری پیادے ہوتے تھے۔ اور وہ بازارون اور گلی کوچون مین گشت کرتا رہتا تھا۔

ولایتہ۔ والی یا عامل۔ علی اختلاف مراتب۔ کلکٹر۔ کمشنر۔ لفٹنٹ گورنر۔ اور بعض حالتون مین گورنر کے برابر ہوتے تھے[1]۔

مامون کے وزراء۔

مامون کے دربار مین جو لوگ یکے بعد دیگرے وزارت اعظم کے منصب پر ممتاز ہوئے اونکے یہ نام ہین۔ فضل بن سہل۔ حسن بن سہل۔ (یہ دونون حقیقی بھائی تھے) احمد بن ابی خالد احول۔ ثابت بن یحیی۔ محمد بن یزداد۔ لیکن وزارت اعظم کا اصلی جاہ و جلال فضل بن سہل کے دم تک قایم رہا۔ اور شاید اوسکی برابر تنخواہ بھی یعنی تیس لاکھ درہم ماہوار کسی اور کی نہین مقرر ہوئی۔ اسی بنا پر بعض مورخون نے خیال کیا ہے کہ فضل کے بعد یہ عہدہ توڑ دیا گیا۔ اور حسن وغیرہ جو وزراء مشہور ہین۔ دراصل کاتب کا منصب رکھتے تھے۔

فضل کی تنخواہ تیس لاکھ درہم (۷) لاکھ روپیہ ماہوار تھی۔

فضل۔ نسباً و مذہباً مجوسی تھا اور ۱۹۰ھ مین مامون کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ جعفر برمکی نے ہرون الرشید کی خدمت مین اس تقریب سے اوسکو پیش کیا کہ

[1] ان تمام عہدون کی تفصیل مقدمہ ابن خلدون مین مورخانہ طور سے لکھی ہے۔

شہزادہ مامون کی مصاحبت کے لایق ہے۔ لیکن جب ہرون نے امتحاناً دربار مین طلب کیا۔ توشاہانہ عظمت وجلال کا ایسا اثر ہوا کہ فضل حیرت زدہ رہگیا۔ اور آداب سلام کے معمولی الفاظ بھی ادا نکرسکا۔ ہرون نے متعجبانہ جعفر کی طرف دیکھا۔ فضل نے بڑھکر عرض کی۔ اُمیر المؤمنین! غلام کی سعادت کی یہ بڑی دلیل ہے کہ آقا کی ہیبت سے متاثر ہو۔ ہرون پھڑک اوٹھا۔ اور جعفر کے انتخاب کی تعریف کی۔ فضل شہزادگی کے زمانہ مین مامون کا ندیم خاص رہا۔ اور چونکہ ابتدا مین اوسی کے پُرزور ہاتھون نے خلافت کی کشتی ڈوبنے سے بچالی تھی۔ مامون پر نہایت محیط ہوگیا تھا۔ اور دربار مین کسی شخص کو اوسکی مخالفت کا یارا نہ تھا۔ اِس خود پرستی کے سوا فضل مین اور تمام خوبیان تھین۔ نہایت فیاض۔ مدبر۔ فرزانہ علم دوست تھا۔ بڑے بڑے مشہور شعرا۔ مثلاً صریع الغوانی۔ ابراہیم صولی۔ ابو محمد۔ جوفن انشا کے بڑے ترقی دینے والے تھے۔ اوسکے دربار مین حاضر رہتے تھے۔ چونکہ فیاضی کے ساتھ۔ عام طور پر۔ حاجت روا سے خلق تھا۔ ہر روز حاجتمندون کا ایک بازار لگا رہتا تھا۔ ایک بار اوسنے گھبراکر۔ ثمامہ بن اشرس۔ سے کہا۔ "مین اِن لوگون سے نہایت تنگ آگیا ہون" ثمامہ نے کہا۔ "آپ جس پایہ پر ہین اوس سے اوتر آئیئن۔ تو ایک شخص بھی آپکو تکلیف دینے نہ آئیگا"۔ اِس مؤثر فقرے نے اوسکی فیاضی کو پہلے سے بہت زیادہ کردیا۔

ایک شخص نے اُسکو ایک رقعہ لکھا جسمین کسیکی چغلی کھائی تھی۔ فضل نے اوسکے حاشیہ

لکھدیا کہ "مین غمازی کے قبول کرنے کو غمازی سے بدتر سمجھتا ہون - کیونکہ غماز صرف راستہ بتاتا ہے اور قبول کرنیوالا خود اوسپر چلتا ہے۔ فضل - علم نجوم کا بہت بڑا ماہر تھا - نجوم - کا علم مصطلح معنون مین صحیح ہو یا غلط - مگر فضل کی چند پیشین گوئیان - تاریخی شہادتون سے - ایسی صحیح ثابت ہوگئین ہین - کہ حسن اتفاق کی اوس سے عجیب تر مثال نہین مل سکتی - ۲۰۲ھ مین مامون کے اشارہ سے قتل کیا گیا - اوسکے اسباب مین ایک صندوق نکلا جسمین ایک حریر کے ٹکڑے پر یہ عبارت اوسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی - "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - فضل نے اپنی نسبت یہ فیصلہ کیا ہے کہ اڑتالیس برس زندہ رہیگا - پھر آگ اور پانی کے درمیان قتل کیا جاویگا" - چونکہ وہ حمام مین مارا گیا تھا - اسلئے اوسکی یہ پیشین گوئی - پورے طور سے صحیح تسلیم کیگئی ہے[۱] -

فضل و حسن کے حالات تاریخ ابن خلکان مین بتفصیل مذکور ہین

حسن بن سہل - پہلے فارس - اہواز - بصرہ - کوفہ - یمن کا گورنر مقرر ہوا تھا - فضل کے قتل ہونے کے بعد وزارت کے منصب پر ممتاز ہوا - اوسکی قدرشناسی اور فیاضیون کے فسانے - عموماً مشہور ہین - بوران اپنی بیٹی کی شادی جس شان و شوکت سے کی - اوسکو مامون کے حالات مین دیکھنا چاہیئے -

نہایت فصیح اور بلیغ اور نکتہ شناس تھا - اوسکے دلاویز فقرے اور پرزور بلند تحریرین - ادب کی تصنیفات مین اکثر مثالاً پیش کیگئی ہین -

عام لوگون کے ساتھ نہایت لطف و محبت سے پیش آتا تھا - اور داد خواہون

کے حال پر از بس توجہ رکھتا تھا۔ لوگونکی سفارش کرنے پر اور تقصیرات کے معاف کرانے مین اوسکو ایک عجیب دلچسپی تھی۔ ایک شخص سے نے کچھ جرم کیا تھا۔ حسن نے اوسکی شفاعت کا رقعہ لکھدیا۔ وہ نہایت شکرگذار ہوا۔ اور احسانمندی کے جوش مین دیر تک شکریہ کے الفاظ ادا کئے۔ حسن نے کہا "شکرگذاری کی کیا بات ہے۔ شفاعت کرنا ہم لوگ جاہ و عزت کی زکوۃ سمجھتے ہین"۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ قیامت مین جسطرح مال کی زکوٰۃ سے سوال ہوگا۔ قدر و منصب کی زکوٰۃ کی بھی پرسش ہوگی۔" افسوس ہے کہ حسن نے وزارت سے کچھ زیادہ عرصہ تک حظ نہین اوٹھایا فضل کے قتل کا اوسکو ایسا صدمہ پہونچا تھا کہ رات دن کے رونے اور فریاد کرنے سے مختل الحواس ہوگیا۔ اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ پاؤن مین بیڑیان پہنائی گئین۔ ۲۳۶ھ مین بمقام سرخس وفات کی۔

احمد بن ابی خالد احول۔

حسن بن سہل کی درخواست پر۔ اوسکا قائم مقام مقرر ہوا تھا۔ مامون نے جب اوسکو مستقل کرنا چاہا تو اوس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ جو خدمت مجھسے لیجائے۔ مین حاضر ہون۔ لیکن وزارت کے لقب سے معاف رکھا جاؤن۔ مامون نے چونکہ اوسکی لیاقت کا صحیح اندازہ کرلیا تھا۔ یہ درخواست قبول نہ کی۔ اور خلعت وزارت عطا کیا۔ احمد نے نہایت لیاقت۔ اور عظمت و شان کے ساتھ وزارت کی۔ مامون بھی اوسکی نہایت عزت کرتا تھا۔ ایکبار کسی نے عرضی دی کہ "وزیر اعظم احمد۔ کھانے کا بہت شائق ہے۔ اور جسکی دعوت کھالیتا ہے۔ مقدمات

مین خلاف انصاف اوسکی طرفداری کرتا ہے"۔ مامون۔ نے اِس شکایت پر اگر کچھ لحاظ کیا۔ تو یہ کیا۔ کہ تنخواہ کے علاوہ۔ ہزار درہم روزانہ۔ احمد۔ کے دسترخوان کے لئے مقرر کر دیئے[۱]۔ احمد۔ کی وزارت ختم ہونے کے ساتھ۔ مامون کی خلافت کا زمانہ بھی۔ قریباً ختم ہوتا ہے۔ باقی اور لوگ جو برائے نام وزیر کہلائے۔ اونکی چند روزہ اور گمنام وزارت۔ کوئی تاریخی اثر نہین رکھتی۔ اور اسلئے اونکے حالات سے اگر ہم قطع نظر کرین تو شاید ناموزون نہوگا۔

کتّاب۔ مامون کے دربار مین جو لوگ اس معزز منصب پر مقرر ہوئے۔ اپنے فن مین بے مثل و یگانۂ روزگار تھے۔ عمرو بن مسعدۃ۔ المتوفی ۲۱۵ھ بہت بڑا نامور فاضل تسلیم کیا گیا ہے۔ بڑے سے بڑے مضمون کو مختصر لفظون مین اس خوبی سے ادا کرتا تھا۔ کہ مضمون کا اصلی اثر۔ اور زور۔ پورا قایم رہتا تھا۔ احمد بن یوسف کا بیان ہے۔ کہ ایکبار مین۔ مامون۔ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ ایک خط پڑھ رہا تھا۔ اور عجب محویت کے عالم مین تھا۔ باربار پڑھتا تھا اور جھومتا تھا۔ ہاتھ سے رکھدیتا تھا۔ اور اور پھر اوٹھا لیتا تھا۔ مجھکو دیکھا تو کہا" امیر المومنین ہرون الرشید۔ فرمایا کرتے تھے۔ بلاغت اِسکا نام ہے کہ نہایت مختصر لفظون مین مطلب ادا ہو۔ اور مضمون کا اصلی زور اور اثر قایم رہے۔ امیر المومنین۔ نے جو فرمایا تھا۔ اِس خط نے آنکھون سے دکھا دیا" یہ کہکر مامون۔ نے خط کی عبارت پڑھکر سنائی جو فوج کی باقی تنخواہ کی نسبت ایک شکایت

[۱] دیکھو۔ تاریخ الخلفاء سیوطی۔ ۱۲

آمیز عرضی تھی۔ خط کے خاص الفاظ یہ ہین۔ "کتابی الی امیر المومنین ومن قبلی من الاجناد والقواد فی الطاعة والانقیاد علی احسن ما یکون علیه طاعة جند تاخرت عطیاتھم واختلت احوالھم" یعنی مین" امیر المومنین کو خط لکھ رہا ہون۔ اور فوج وافسران فوج اطاعت اور انقیاد کے اوس عمدہ تر درجہ پر ہین جہانتک ایک ایسی فوج کا ہونا ممکن ہے۔ جسکی تنخواہین نہ ملی ہون اور تباہ حال ہو رہی ہو"[۵۱]۔

مامون کا دوسرا کاتب احمد بن یوسف۔ فن بلاغت مین اس درجہ کا مسلم الثبوت استاد تھا۔ کہ اوس زمانہ مین فضل وکمال کی اس ترقی کے ساتھ۔ بھی کوئی شخص اوسکی ہمسری کا دعویٰ نہین کرسکتا تھا۔

طاہر بن الحسین۔ نے مامون کو امین۔ کے قتل کا جو خط لکھا تھا۔ اور جو اختصار وحسن ادا۔ وبلند خیالی کے لحاظ سے ضرب المثل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اسی احمد بن یوسف کا نتیجہ طبع تھا۔ وزیر اعظم۔ احمد احول۔ اکثر۔ مامون کے سامنے اوسکا (احمد بن کاتب) تذکرہ نہایت تعریف کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ مامون نے اوسکو دربار مین طلب کیا۔ احمد۔ نے آداب وتسلیم کے بعد اس فصاحت ولطف سے گفتگو کی کہ۔ مامون۔ حیران رہگیا۔ اور کہا۔ کمال تعجب ہے کہ احمد۔ آج تک اپنے کو چھپا کیونکر سکا"۔ علامہ ابواسحق حصری۔ نے زہر الآداب۔ مین بہت سے اوسکے لطیف اور فصیح وبلیغ خطوط۔ واشعار نقل کئے ہین۔ ہم اس موقع پر صرف ایک شعر پر اکتفا کرتے ہین شعر

---

۵۱ زہر الآداب۔ مصنفہ علامہ ابواسحق حصری۔

	فالسنا حرب وابصار نا سلم		اذا ما التقينا والعیون نواظر

ترجمہ جب ہم محبوب سے ملتے ہین۔ تو زبانین لڑتی ہین۔

(یعنی باہم شکایت کے دفتر کھولتے ہین)۔ اور نگاہین۔ صلح کرلیتی ہین۔

قضاۃ۔ ممالک محروسہ مین۔ قضا۔ کا جو بہت بڑا محکمہ تھا۔ اوسکا صدر مقام دار الخلافۃ بغداد تھا۔ اور افسر صدر۔ قاضی القضاۃ کے لقب سے مخاطب ہوتا تھا۔ اس بلند منصب پر یکے بعد دیگرے دو شخص ممتاز ہوئے یحییٰ بن اکثم۔ واحمد ابی داؤد۔ یحییٰ بن اکثم۔ حکومت کی عظمت وجاہ کے ساتھ پیشواے مذہبی تسلیم کئے گئے ہین۔ اونکی جلالت وشان کے لئے یہ امر کافی ہے۔ کہ امام بخاری۔ وترمذی۔ فن حدیث مین اونکے شاگرد تھے۔ قاضی یحییٰ۔ کے ذاتی کمال اور پولٹیکل لیاقت نے اونکو وزیر اعظم کے رتبہ تک پہونچادیا تھا۔ دفتر وزارت۔ کے تمام کاغذات پہلے اونکی نگاہ سے گذر لیتے تھے تب سند قبول پاتے تھے۔ اونکی تقرری کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ مامون نے ایک خالی شدہ عہدۂ قضا پر کسیکو مقرر کرنا چاہا۔ امیدوارون مین یہ بھی پیش کئے گئے۔ اور چونکہ کریہ منظر تھے مامون۔ نے حقارت آمیز نگاہ سے انکی طرف دیکھا یہ سمجھ گئے۔ اور عرض کی کہ "اگر میری صورت سے غرض ہے تو خیر۔ ورنہ اصلی لیاقت کا حال امتحان سے معلوم ہوسکتا ہے"۔ مامون۔ نے امتحاناً پوچھا کہ "ایک میت نے والدین اور دو بیٹیان چھوڑین۔ پھر ایک بیٹی مری اور وہی پہلے ورثا باقی رہے ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا"۔ یحییٰ نے کہا۔ میت مرد ہے یا عورت"۔ مامون۔ اس سوال ہی سے

سمجھ گیا - کہ قاضی یحییٰ نے اصل مسئلہ سمجھ لیا ہی - جب یہ بصرہ کے قاضی مقرر ہوکر گئے - تو انکا سن کل بیس برس کا تھا - لوگون نے انکی کم سنی سے تعجب کیا - اور ایک شخص نے خود اِن سے پوچھا کہ "حضور کی عمر کسقدر ہے" - انہون نے جواب دیا کہ عتاب بن اسید کی عمر سے (جنکو رسول اللہ صلعم نے مکہ معظمہ کا قاضی مقرر کیا تھا) زیادہ ہے۔ متعہ کی نسبت انہون نے مامون سے جو گفتگو کی تھی - اوسکو ہم - مامون کے حالات مین لکھ آئے - مامون - کمال قدردانی سے اونکو خود اپنے تخت پر جگہہ دیتا تھا - فقہ مین اونکی تصنیفات نہایت اعلیٰ رتبہ کی ہین - فقہاے عراق کی رد مین انکی ایک کتاب - جسکا نام تنبیہہ ہے - ایک مشہور کتاب ہے[1] -

لطیفہ - قاضی یحییٰ کسیقدر حسن پرستی کا چسکا بھی رکھتے تھے - ایکبار - مامون نے امتحاناً - چند خوبصورت اور بری بیکر غلامون کو حکم دیا کہ جب مین - اوٹھ جاؤن تو تم لوگ قاضی صاحب کو چھیڑو - غلام شوخیان کرنے لگے تو قاضی صاحب نے اونکی طرف حسرت آمیز نگاہ سے دیکھا اور کہا - "ظالمو - تم نہوتے تو ہم لوگ پکے مسلمان ہوتے" - مامون پردہ سے یہ گفتگو سن رہا تھا - یہ شعر پڑھتا ہوا باہر نکلا -

وکنا نرجی ان نری العدل ظاهراً	فاعقبنا بعد الرجاء قنوط
متی تصلح الدنیا ویصلح اهلها	وقاضی قضاة المسلمین ؛

لطیفہ - مامون کے زمانہ مین ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا - مامون نے

[1] قاضی یحییٰ کا مفصل تذکرہ تاریخ بن خلکان مین ملیگا -

قاضی یحیی سے کہا آؤ۔ چپکے چلکر اوسکا حال دریافت کرین۔ دونون معمولی لباس پہنکر اوسکے پاس گئے۔ اور پوچھا آپکا معجزہ کیا ہے۔ اوسنے کہا "مجھکو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے"۔ مامون نے کہا "اسوقت بھی کوئی وحی اوتری ہے"۔ اوسنے کہا۔ ہان "یہ الہام ہوا کہ دو شخص تمسے ملنے آتے ہین۔ ایک بادشاہ ہے۔ اور دوسرا انتہا درجہ کا شاہد باز"۔ مامون بیساختہ ہنس پڑا۔ اور چلا اوٹھا واللہ اشھد انک لرسول اللہ" ان باتون کو ان بزرگون کی بے تکلفی۔ اور رنگین طبعی کا اقتضا سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ قاضی صاحب کے زہد اور اتقا و ورع مین کسکو کلام ہوسکتا ہے۔ اس بحث کے متعلق ابن خلدون۔ نے جو لکھا ہے۔ نکتہ سنجی کی داد دی ہے۔ قاضی یحیی نے ۲۴۲ھ مین ۸۳ برس کی عمر مین انتقال کیا۔

قاضی القضاۃ **احمد بن ابی داؤد**۔ نہایت بڑے فقیہ۔ اصولی۔ متکلم۔ شاعر تھے۔ دعبل خزاعی نے جو مامون۔ کے عہد کا مشہور شاعر ہے۔ کتاب الشعرا مین اونکا ذکر کیا ہے۔ ایک دن۔ قاضی یحیی بن اکثم کے ہان فقہا۔ علما کا مجمع تھا۔ یہ بھی اوس جلسہ مین موجود تھے۔ کہ شاہی چوبدار آیا اور کہا امیر المومنین مامون نے قاضی صاحب کو معہ تمام حاضرین دربار مین طلب کیا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ قاضی احمد۔ کو دربار مین رسائی ہوئی۔ مامون۔ نے ان سب سے علمی بحثین کین۔ قاضی احمد۔ کی باری آئی تو اونکی برجستہ گوئی اور طباعی سے متعجب ہوکر نام و نسب پوچھا اور حکم دیا کہ آج سے علمی مجلسون مین ہمیشہ شریک ہوا کرین۔ قاضی احمد سے پہلے دربار کا یہ آئین تھا کہ جب تک

خلیفہ خود کوئی بات نہ چھیڑے کوئی شخص گفتگو کا مجاز نہین تھا۔ قاضی احمد پہلے وہ شخص ہین جنھون نے اِس جابرانہ قاعدے کو توڑا۔ اور حق یہ ہے کہ جس آزادی اور دلیری سے وہ اپنے فرایض ادا کرتے تھے شخصی حکومتون مین اوسکی بہت کم مثالین ملسکتی ہین۔ خلیفہ معتصم بالله[۵۱] کی سطوت و قہر سے تمام دربار کانپتا تھا۔ مگر قاضی احمد جو چاہتے تھے کہتے تھے۔ اور معتصم کو سننا پڑتا تھا۔ معتصم نے جب برکی کے قتل کا حکم دیا۔ تو دربار مین سناٹا ہوگیا۔ اور اوسکی غضبناک صورت دیکھکر سب کے حواس جاتے رہے محمد برکی چھلے پر بٹھایا گیا۔ اور جلاد۔ نے تلوار کو جنبش دی۔ قاضی احمد نے بڑھکر کہا۔ "آپ قتل تو کرتے ہین مگر اوسکے مرنے کے بعد اوسکا مال واسباب آپ کیونکر لے سکتے ہین"۔ معتصم۔ نے نہایت طیش مین آکر کہا۔ "مجھکو اوسکے مال لینے سے کون روک سکتا ہے"۔ قاضی احمد نے کہا "خدا اور اوسکا رسول" "کیونکہ شرعاً مال وارث کو ملسکتا ہی۔ اور جبتک آپ اوسکے قتل کو جائز نہ ثابت کردین۔ وارث۔ وراثت سے محروم نہین ہوسکتا" قاضی احمد۔ نے یہانتک مجبور کیا کہ معتصم آخر اِس ارادہ سے باز رہا۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ معتصم۔ قاضی احمد۔ کو آتے دیکھکر۔ درباریون سے کہتا تھا۔ کہ قاضی صاحب آکر دنیا بھر کی سفارشین۔ اور لوگونکی درخواستین پیش کرینگے۔ مین ہرگز اونکی سب خواہشین منظور نہین کرسکتا۔ لیکن وہ اپنے زور تقریر۔ اور حسن ادا سے جو کچھ چاہتے

---

[۵۱] مامون۔ کا بھائی تھا۔ اور اوسکے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ بڑی عظمت و اقتدار سے حکومت کی خاندان عباسیہ کی قوت اور عظمت جسکے فسانے مشہور ہین اسیکے عہد تک قایم رہی۔ پھر خلافت برائے نام رہگئی تھی۔

تھے منظور کرا لیتے تھے ۔ مذہباً معتزلی تھے ۲۳۷ھ مین خلیفہ متوکل باللہ ۔ نے انکو عہدۂ قضات سے معزول کیا ۔ اور انکی اولاد سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار اشرفیان تاوان کے طور پر وصول کین ۔ ۲۴۱ھ مین اونکا انتقال ہوا[۹۵]۔

گورنر و لفٹننٹ ۔ عمالون کے طبقہ مین سے خاص خاص شہر کے عامل و والی جو کلکٹر کے مساوی الرتبہ کہے جا سکتے ہین بیشمار تھے ۔ اور گو ہم اونکا مفصل رجسٹر نہین مرتب کر سکتے ۔ تاہم جہانتک ہم معلوم کر سکتے ہین ۔ اس سلسلہ مین غیر مذہب والے بہت کم داخل تھے ۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ بالکل نہین تھے ۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اس عہدہ کے ساتھ عموماً فوجی خدمت شامل ہوتی تھی اور دوسرے مذہب والے اس خدمت کو پسند نہین کرتے تھے ۔ یا مسلمانونکو خود انپر اعتماد نہین ہوتا تھا ۔ قدیم اسلامی حکومتون مین ۔ عیسائی ۔ یہودی ۔ وغیرہ قومون کو جو عہدے ملتے تھے ۔ وہ زیادہ تر دفتر خراج و خزانہ و سررشتہ و کتابت کے عہدے تھے

اس عہد تک مسلمانون مین اسقدر آزادی کا اثر باقی تھا کہ صوبے یا ضلع کا والی ۔ جابرانہ حکومت کرنا چاہتا تھا تو عام رعایا علانیہ ناراضی کا اظہار کرتی تھی ۔ اور اگر وہ باز نہین آتا تھا تو متفق ہو کر اوسکو نکالدیتی تھی ۔ ۱۹۸ھ مین جب عبداللہ (ایک عباسی شہزادہ تھا) مصر کا گورنر مقرر ہو گیا ۔ اور رعایا پر سختی کی تو لوگون نے ہنگامہ برپا کر دیا اور نہایت ذلت کے ساتھ مصر سے اوسکو نکالدیا ۔ مامون ۔ کی تاریخ خلافت مین اس قسم کی اور بہت سی مثالین موجود ہین ۔

[۹۵] نامہ دانشوران ناصری و تاریخ ابن خلکان مین ۔ قاضی احمد کا نہایت مفصل تذکرہ ہے ۔

مامون کے عہد مین جو لوگ لفٹنٹ یا گورنر مقرر ہوئے اونمین۔طاہر بن الحسین۔ سری بن الحکم۔عبد اللہ بن السری۔عبد اللہ بن طاہر۔حسن بن سہل۔ نہایت نامور اور مدبر تھے۔ اور خصوصاً طاہر۔ کا خاندان تو اقتدار کے اس درجہ تک پہونچگیا تھا۔کہ مامون کے بعد خراسان مین مستقل حکومت کی بنیاد قایم کرلی۔عبد اللہ بن طاہر۔شجاعت اور تدبیر کے علاوہ نہایت بڑا ادیب محدث۔شاعر۔موسیقی دان تھا۔اوسکی فیاضیون کے سامنے مامون کی دریادلی بھی کچھ حقیقت نہین رکھتی۔جس زمانہ مین وہ مصر کا گورنر تھا۔ایکدن کوٹھے پر چڑہا۔دیکھا تو لوگ کھانا پکانے کے لئے آگ جلا رہے ہین۔حکم دیا کہ سب کے لئے کھانا کپڑا مقرر کر دیا جائے۔یہ کل ہزار آدمی تھے۔اور جب تک عبد اللہ زندہ رہا ان لوگون کو اوسکی سرکار سے وظیفہ ملتا رہا۔مصر داخل ہونے سے پہلے راہ مین جسقدر اوسنے خیرات کی اوسکا اندازہ ایک کرور درہم سے زیادہ کیا گیا ہے۔ابو تمام طائی جسکی کتاب الحماسہ آج تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے۔اوسی کے دربار کا شاعر تھا۔تمام خاندان شاہی اوسکی (عبد اللہ بن طاہر کی) نہایت عزت کرتا تھا۔۲۱۱ھ مین جب وہ اس سامان سے بغداد مین داخل ہوا کہ شام۔موصل وغیرہ مین جن لوگون نے علم بغاوت بلند کئے تھے۔پا بزنجیر۔اوسکی جلو مین ساتھ تھے تو۔تمام بغداد و خاندان خلافت اور خود معتصم باللہ اوسکے استقبال کو نکلا۔

مرنے سے پہلے بیس لاکھ درہم خرچ کرکے غلام آزاد کرائے۔ان تمام مصارف پر

جب مرا تو چار کرور درہم خاص اوسکے خزانہ مین موجود تھے۔[۱]

مامون کے عہد کے اہل کمال

مورخ کا یہ ضروری فرض ہے۔ کہ جس عہد کا حال لکھے اوس زمانہ کے۔ اہلِ فضل وکمال کا بھی تذکرہ کرے۔ جس سے ملک کی تہذیب۔ وترقی اور فرمانروائے وقت کی علمی فیاضیون کا اندازہ ہوسکے۔ لیکن بغداد کی تاریخ مین اِس فرض کو اگر کوئی۔ ادا کرنا چاہے تو اصل کتاب کے علاوہ کئی جلدین طیار کرنی پڑینگی۔ مامون کا دربار۔ اکبری۔ وشاہجہانی۔ دربار نہین ہے۔ کہ دانش اندوزانِ دولت کے لئے آئین اکبری وشاہجہان نامہ۔ کے چند صفحے کافی ہون۔

مامون۔ کی حکومت بغداد سے لیکر شام۔ افریقہ۔ ایشیا سے کوچک۔ ترک وتاتار۔ خراسان۔ ایران۔ سندہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایک ایک شہر بلکہ ایک ایک قصبہ مین۔ علمی کارخانے کھلے ہوئے ہین۔ جنکا صدر مقام اور اصلی مرکز دار الخلافہ بغداد ہے۔ اِس زمانہ کی وسعت تعلیم کا اس حکایت سے اندازہ ہوگا کہ جب علامہ نضر بن شمیل۔ نے مامون کی قدردانی کا شہرہ سنکر۔ بصرے سے خراسان۔ جانے کا قصد کیا تو اون کی مشایعت کے لئے جو لوگ شہر سے نکلے اونکی تعداد قریباً تین ہزار تھی۔ جنمین سے ایک

---

[۱] نجوم زاہرہ فی تاریخ مصر والقاہرہ مین۔ عبداللہ بن طاہر کا مفصل ترجمہ لکھا ہے۔ علامہ ابو الفرج اصفہانی نے۔ عبداللہ کی لیاقت علمی۔ نکتہ سنجی۔ موسیقی دانی کے متعلق جو واقعات لکھے ہین۔ اون سے۔ اوسکے فضل وکمال کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

شخص بھی ایسا نہ تھا جو محدث۔ یا نحوی۔ یا لغوی۔ یا عروضی۔ یا اصولی۔ کے معزز لقب سے ممتاز نہ ہو۔[۵۱] امام بخاری۔ اسی زمانے مین موجود تھے۔ اونکی کتاب جامع صحیح خود اون سے جن لوگون نے پڑہی وہ تعداد مین نوے ہزار سے کم نہ تھے۔

تاریخ مین اگر کوئی زمانہ۔ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کرسکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا۔ فقہا و محدثین مین سے یحییٰ بن معین امام بخاری۔ محمد بن سعد کاتب واقدی۔ ابن علیۃ سفیان بن عنیۃ عبدالرحمن بن مہدی یحییٰ القطان۔ یونس بن بکیر۔ ابو مطیع البلخی شاگرد امام ابی حنیفہ۔ اسحٰق بن الفرات۔ قاضی مصر حسن بن زیاد اللولوی شاگرد امام ابو حنیفہ۔ حماد بن اسامہ حافظ بن ہشام۔ روح بن عبادۃ۔ ابو داوٗد الطیالسی۔ غازی بن قیس شاگرد امام مالک۔ امام واقدی۔ ابو حسان زیادی۔ محمد بن نوح العجلی۔ علی بن ابی مقاتل۔ یہ وہ لوگ ہین کہ آج مذہبی علوم کے ارکان اونہین کی روایتون پر قایم ہین اور خصوصاً امام شافعی و امام احمد حنبل کا تو وہ پایہ ہے۔ کہ اسلامی دنیا کے بڑے بڑے حصون مین اونہین کے اجتہادی مسائل گیارہ سو برس سے آجتک مذہبی قانون بنے ہوئے ہین۔ ان تمام فقہا و محدثین کی تصنیفات۔ مامون۔ کے عہد خلافت کی وہ علمی یادگارین ہین۔ جنکی نظیر کوئی دوسرا زمانہ بمشکل لاسکتا ہے۔

ابو ہذیل و ثمامۃ بن اشرس۔ جو مامون کے مقرب خاص اور ندیم تھے۔ فرقہ ہذلیہ۔

---

[۵۱] دیکھو تاریخ ابن خلکان۔ تذکرہ علامہ نضر بن شمیل۔

اور ثمامیتہ۔ کے بانی ہین۔ ابو ہذیل۔ نے مذہب اعتزال مین دس نئے اصول اضافہ کیے جنمین سے ایک یہ ہے۔ کہ جو شخص غور کرنے کے بعد خدا کو نہ جان سکا۔ اگر خدا کا انکار کرے تو معذور ہے اور اوسپر عذاب نہ ہوگا۔ عیسائیون مین فرقہ نسطوریہ کا جو بانی ہے۔ وہ مامون ہی کے عہد خلافت کا ایک نامور حکیم تھا جسکا نام نسطور تھا[۱]۔ اس عہد مین خیالات کی وسعت اور متعدد بانیان مذہب کا پیدا ہونا زیادہ تر اوس آزادی کا اثر تھا۔ جو۔ مامون۔ نے مذہبی خیالات کے ظاہر کرنے مین۔ عام لوگون کو دے رکھی تھی۔ کیونکہ بجز ایک مسئلہ "خلق قرآن" کے اوسنے مذہبی آزادی کو کبھی روکنا نہ چاہا۔ وہ خود معتزلی یا شیعی تھا۔ لیکن اوسکے دربار مین قدری جہمی اور تمام دوسرے مذہب والے بھی نہایت عزت و وقار کے ساتھ بار پاتے تھے۔ اوسکی شاہانہ فیاضیان ہر فرقہ پر ایک نسبت کے ساتھ مبذول رہتی تھین۔

علما اور مترجمین

مامون کے دربار مین فلسفہ و نجوم کے ماہرون اور کتب حکمت کے مترجمون کا جو گروہ تھا اونمین سے مشہور لوگ یہ ہین۔ حنین بن اسحق عیسائی۔ میسوع عیسائی۔ قسطا بن لوقا عیسائی۔ یوحنا بن ماسویہ عیسائی۔ بن البطریق عیسائی۔ یعقوب کندی عیسائی۔ ماشاء اللہ یہودی۔ دوبان ہندو۔ جبریل کحال۔ حجاج بن یوسف کوفی۔ ابو حسان سلما مہتمم بیت الحکمۃ۔ ابو جعفر۔ یحیی ابن عدی۔ محمد بن موسی منجم۔ محمد بن موسی خوارزمی۔ محمد بن موسی۔ حسن بن موسی۔

[۱] ہمنے یہ روایت عبدالکریم شہرستانی کی ملل و نحل سے نقل کی تھی۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ نسطور اسلام سے پہلے گذرا ہے۔ ابن الاثیر نے عبدالکریم پر تعجب کیا ہے کہ اوسنے ایسی بدیہی غلطی کی۔

احمد بن موسیٰ - علی العباس - احمد الجوہری - یحییٰ بن ابی المنصور - حجاج بن المطر - جیش الحاسب - احمد بن کثیر - فرغانی مصنف مدخل الی علم ہیئۃ الافلاک - عبداللہ بن سہل بن نوبخت - سہل بن ہرون - خالد بن عبدالملک المروزی - سند بن علی - عاص بن سعید الجوہری - اکثر مترجمون کی تنخواہین آجکل کے حساب سے ڈہائی ہزار روپیہ ماہوار تھین -

عبداللہ بن سہل - نجوم مین - اور یحییٰ ابی المنصور - علم رصد مین - نامآور تھے - موسیٰ بن شاکر - اوایل مین رہزنی کیا کرتا تھا - پھر توبہ کی اور دربار مین داخل ہوا - اوسنے تین صغیر بیٹے چھوڑے - مامون نے اونکی تربیت اور پرداخت - اسحق بن ابراہیم مصعبی کے متعلق کی - اور جب کسیقدر بڑے ہوئے تو حکم دیا کہ یحییٰ بن ابی المنصور کے ساتھ بیت الحکمۃ مین کام کیا کرین - تھوڑے دن مین ان سب نے فلسفہ و ہیئت مین بڑی ناموری حاصل کی - اور علوم و فنون کے سرپرست بن گئے - انمین سے محمد نے رفتہ رفتہ بڑا اقتدار حاصل کیا - اور سپہ سالار فوج مقرر ہوا - احمد - نے زیادہ تر علم الحیل کی طرف توجہ کی - اوسکی کتاب الحیل کی نسبت علامہ ابن خلکان نے نہایت تعجب ظاہر کیا ہے - اور لکھا ہے کہ عجیب و غریب صنایع حکمت پر مشتمل ہے - حسن کو علم ہندسہ مین نہایت کمال تھا - حالانکہ تحصیل کے طور پر اوسنے صرف چند ہی مقالے پڑھے تھے - ایکدن مروزی نے - مامون کے سامنے اعتراض کے طور پر کہا کہ حسن - نے اقلیدس کے صرف چھ مقالے پڑھے ہین - حسن نے کہا مین ہر شکل کو خاص اپنے طریق استدلال سے

ثابت کرسکتا ہون - اس حالت مین مجھکو پڑھنے کی کیا ضرورت ہی"۔ مامون - نے فخریہ جواب تسلیم کیا - مگر یہ کہا کہ "ناتمام چھوڑ دینے سے تمھاری طبیعت کی کاہلی ظاہر ہوتی ہی علم ہندسہ فلسفہ کے لئے اوسیقدر ضروری ہے جسقدر کہ الف ب ت ث گفتگو کے لئے"[۵]

ادب وعربیت کے ماہرین ین - فرا نحوی - اصمعی - ابوعبیدۃ نحوی - نضر بن شمیل المتوفی سنہ ۲۰۴ھ یزیدی لغوی - کلثوم عتابی - ابن الاعرابی - ثعلب نحوی - ابوعمرو الشیبانی - اخفش نحوی - قطرب نحوی المتوفی سنہ ۲۰۶ھ جو مامون - کے ہمعصر اور اکثر اوسکے خوان کرم سے فیضاب تھے - ان لوگون نے فن ادب وعربیت کو معراج کمال تک پہونچا دیا - آج جسقدر دنیا مین عربی علم ادب کی تصنیفات موجود ہین اونہین کی تحقیقات اور روایتون سے مالامال ہین - اور حق یہ ہے کہ اگر اونکا واسطہ بیچ سے اوٹھا دیا جاسے تو خود ان فنون کی بنیاد قایم نرہیگی -

فرّاء - نہ صرف علم نحو - بلکہ لغت - فقہ - نجوم - طب - ایام العرب مین بھی کمال کا درجہ رکھتا تھا - ثعلب کا قول ہے کہ اگر فرّا نہوتا تو آج علم عربیت نہ ہوتا - فرّا کی بہت سی تصنیفات ہین جنکے صفحون کی مجموعی تعداد قریباً چھ ہزار ہے سنہ ۲۰۷ھ مین وفات پائی -

اصمعی - بصرہ کا رہنے والا تھا - عربی علم لغت قریباً ایک خمس اوسیکی روایت سے مدون ہوا ہے - اور قسم کے اشعار ایک طرف بارہ ہزار صرف رجز کے شعر یاد تھے ابوعبیدہ و اصمعی ہمزبان اور علوم عربیہ مین حریف مقابل سمجھے جاتے تھے - ایکبار دونون

[۵] رسالہ مختصر الدول - ذکر حکماے عہد مامون الرشید -

الربیع (وزیرامین الرشید) کے پاس حاضر تھے۔ فضل نے اصمعی سے پوچھا
گھوڑے کے اوصاف مین جو کتاب لکھی ہے کتنی جلدون مین ہے"۔ اصمعی
صرف ایک جلد"۔ ابوعبیدہ سے پوچھا تواوسنے بڑے فخر سے کہا "میری کتاب
جلدون مین ہے"۔ اصمعی نے فضل سے کہکر ایک گھوڑا منگوایا۔ اوراوسکے ایک
پر ہاتھ رکھکر اوسکے متعلق عرب کے اشعار پڑہتا گیا۔ ابوعبیدہ سے جب فرمایش
سطرح وہ بھی ہر عضو کے متعلق اشعار سنائے۔ تواوسنے انکار کیا فضل
گھوڑا اصمعی کوانعام مین دیا۔ اصمعی۔ کا بیان ہے کہ "جب مین ابوعبیدہ
چاہتا تھا تواوسی گھوڑے پر سوار ہوکر اوس سے ملنے جاتا تھا"۔

کے وزیر حسن بن سہل نے بھی اپنے دربار مین۔ ابوعبیدہ۔ واصمعی کو
تھا۔ اوراصمعی کی قوت حافظہ پر جسکا اوسوقت ایک عجیب طریقہ سے امتحان
تمام دربار محو حیرت ہوگیا۔ اصمعی کی بہت سی تصنیفات ہین جنمین سے ۳۵
کا ذکر علامہ ابن خلکان نے کیا ہی۔ ۲۱۶ھ مین وفات پائی۔

یزیدی ۔ مامون کا اوستاد تھا۔ ابن ابی العتاہیۃ نے ادب کے متعلق اوسکے لکچر
جو تخمیناً دس ہزار ورق ہین۔ یزیدی کے پانچ بیٹے تھے۔ اور ہر ایک ادب
م العرب۔ مین اوستاد کامل تھا۔ ۲۰۲ھ ہجری مین انتقال کیا۔

ابوعمرو والشیبانی لغت وشعر کا امام تھا۔ امام حنبل اوسکے شاگرد تھے۔ ابوعمرو نے
مین سے اسی قبیلون کے اشعار جمع کئے ہین۔ کتاب الحیل۔ کتاب اللغات

کتاب النوادر الکبیر وغیرہ اوسکی تصنیفات سے ہین۔

اخفش نحوی

اخفش نحو کا مشہور امام ہے۔ عروض مین بحر جب اوسیکی ایجاد ہے۔ معانی القران کتاب الاشتقاق کتاب العروض۔ کتاب الاصوات۔ کتاب معانی الشعر۔ اور اوسکے سوا بہت سی تصنیفین کین۔ سنہ ۲۰۶ھ مین انتقال کیا۔

ابوعبیدہ

ابوعبیدہ۔ لغت اور اشعار عرب کا بڑا ماہر تھا۔ فضل الربیع نے اوسکو بصرہ سے طلب کیا تھا۔ جب دربار مین حاضر ہوا تو بڑی عزت سے اپنے پاس بٹھایا۔ ذرا دیر کے بعد ایک اور شخص۔ کاتبون کا لباس پہنے حاضر ہوا۔ فضل نے اوسکو بھی اپنے پہلو مین جگہ دی اور کہا کہ انکو پہچانتے ہو۔ ابوعبیدہ انہین کا نام ہے۔ وہ شخص مدتون سے ابوعبیدہ کے ملنے کا مشتاق تھا۔ اِس نعمت غیر مترقبہ کی بڑی شکرگذاری کی۔ اور ابوعبیدہ سے کہا اگر آپ اجازت دین تو ایک شبہہ جو مدت سے میرے دل مین کھٹکتا ہے۔ عرض کرون۔ ابوعبیدہ نے منظور کیا۔ اوسنے کہا کہ قرآن کی اِس آیت مین طلعہا کانہ رؤس الشیاطین۔ خدا نے شیاطین کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ تشبیہ ایسی چیز سے ہونی چاہیے جسکو لوگ جانتے ہون۔ ابوعبیدہ نے کہا۔ خدا۔ عرب کے کلام کے موافق۔ کلام کرتا ہے۔ امراء القیس کہتا ہے ؎ ومسنونۃ زرق کانیاب اغوال۔ حالانکہ بھوت اور شیطان کو اہل عرب نے کبھی نہین دیکھا ہے چونکہ عام خیال مین شیطان کی صورت پرخوف تسلیم کیگئی ہے۔ اسلئے خدا نے خوف کے موقع پر اوس سے تشبیہ دی۔[1]

---

[1] تاریخ ابن خلکان۔ تذکرہ علامہ ابوعبیدہ و اصمعی۔ ۱۲

ابوعبیدہ نے اِس واقعے کے بعد مجاز القرآن ایک کتاب لکھی جسمین اِس قسم کی آیتون کی توضیح کی۔ ابوعبیدہ کی تصنیفین قریباً دوسو ہین جنمین سے پچاس کا ذکر علامہ ابن خلکان نے کیا ہے ۲۰۹ھ مین وفات پائی۔

ابن الاعرابی۔ امام العربیۃ کے لقب سے مشہور ہے۔ کسائی کا شاگرد تھا۔ علم لغت مین قدیم مصنفون کی اکثر غلطیان ثابت کین۔ قریباً سو آدمی اوسکے حلقۂ درس مین بیٹھتے تھے اور بغیر کسی کتاب یا یادداشت کے درس دیتا تھا۔ حلقۂ درس مین دور دور از ملکون کے طلبا حاضر رہتے تھے۔ ایکدن اوسنے دو طالبعلمون سے اونکا نام و نسب پوچھا تو معلوم ہوا کہ ایک اسبیجاب اور دوسرا اندلس کا رہنے والا ہے۔ اس بعد المشرقین کے اجتماع پر خود ابن الاعرابی کو بھی تعجب ہوا۔ ۲۳۱ھ ہجری مین انتقال کیا۔

ہم اِس بحث کو اِس اعتراف کے ساتھ ختم کرتے ہین کہ جسقدر لکھنا چاہیے تھا اوسکا دسوان حصّہ بھی ہمنے نہین لکھا۔ مامون کے درباریون کے ساتھ اب ہم مامون سے بھی رخصت ہوتے ہین ÷

محمد شبلی۔ پروفیسر۔ مدرسۃ العلوم۔ علی گڈھ

تمام شد

تاریخ ۱۲۷۸